اہلبیتؑ اور ازواج میں فرق

مصنّف

عبدالکریم مشتاق

شائع کردہ

رحمت اللہ بُک ایجنسی ناشران و تاجران کتب
بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی

نام کتاب .. .. اہل بیتؑ اور ازواجؓ میں فرق

بجواب کتاب .. .. .. حقیقی اہل بیت رسولؐ مصنفہ طاہر المکی

مجیب .. .. عبدالکریم مشتاق

پیشکش .. .. اکبر ابن حسن

کتابت .. .. اختر علی اختر

مطبع .. .. ضیائے سنن کراچی

قیمت .. .. Rs 25.00 صرف

ایڈیشن .. .. اوّل

شائع کردہ

رحمت اللہ بک ایجنسی (ناشران و تاجران کتب)

بمبئی بازار، نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی ۲

فہرست مضامین

مکتوبِ مبارک

ایک حق شناس کے تاثرات

فقید المثال قادر الکلام مینارۂ نور عظیم المرتبت قابلِ توقیر
جناب عبدالکریم مشتاق صاحب!

جناب محققِ عالی کی خدمتِ عالیہ میں اسیر کا سلام عرض ہو!

تحفہ یا علیؑ مدد

ناچیز بندہ حقیر و اسیر مضروب رشحات کو بشمول مطالعہ جناب پہلی بار کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اس امید کے ساتھ کہ میرے ان چند الفاظ کو آپ کی کسی قریبی اشاعت میں جگہ مل سکے گی۔ پُر امید ہوں کہ آپ میری حوصلہ شکنی نہیں کریں گے بلکہ میرے اس خط کو شائع کر کے مزید استقامت بخشیں گے۔

میں فی زمانہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا سزائے موت کا قیدی ہوں۔ اور اس وقت شیخوپورہ جیل کی پھانسی کی کوٹھڑیوں میں ایام زیست بسر کر رہا ہوں۔ یہاں پر ہی محبوس ایک قیدی محمد محسن کی وساطت سے مختلف کتب مسلک اہل شیعہ مطالعہ کے لئے ملتی ہیں۔ جن میں آپ کی چند تصانیف بھی نظر سے گذریں۔ جو مجھے سُنی سے شیعہ کرنے میں بےنظیر ثابت ہوئیں۔ میرے باقی تمام اہل خانہ سُنی ہیں لیکن آپ کی کتب کے مسلسل مطالعہ نے مجھے مذہب حق امامیہ اثنا عشریہ جعفریہ میں بے اختیار شامل ہونے پر مجبور کیا اور آج بفضل اللہ میں صالح نیت سے سچا اور پکا شیعہ ہوں (الحمد للہ)

آپ کی مختلف تصانیف پڑھنے کے بعد میں یہ بات عین الیقین سے کہہ سکتا ہوں کہ صالح نگارشات اور حقائق پر آپ کی پوری طرح گرفت ہے

کہ جو بھی پڑھتا ہے۔ اپنے جی میں بے اختیار عش عش کر اُٹھتا ہے اور مذہب شیعہ میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں آپ کے اس عظیم کارنامے کو تحسین و تعریف کی نگاہ سے دیکھتا اور داد دیتا ہوں۔ حقیقت پر مبنی اور ٹھوس دلائل کے ساتھ زمانہ حال کے مومنین کو آپ نے مسحور کر دیا ہے۔ آپ کے نمایاں کردار سے انتہائی محظوظ ہوا ہوں۔ بقول شاعر

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو — ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

لاریب مجھے شیعہ کرنے میں اصل حق محسن محمد اعجاز مستری جگنہ گوجرانوالہ نے ادا کیا ہے۔ آپ کے ساتھ میں ان کا بھی ممنون ہوں۔

یقین کریں اب حالتِ قلب یوں ہے کہ حقیقی کتب کے مطالعہ کے بعد ہماری بصارتیں ہر ساعت سچے حروف کو پڑھنے کے لئے مچلتی ہیں۔ اور ہماری سماعتیں صدائے حق سننے کے لئے بے تاب ہیں۔ گو ہم نئے اس مذہب حقہ میں شریک ہوئے ہیں پھر بھی قلیل عرصہ میں آپ کی جامع اور مدلل تصانیف سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ دعا گو ہوں کہ حسب سابق آپ سدا ہماری راہنمائی کے فرائض انجام دیتے رہیں۔ خواہشات کی تکمیل بام عروج کو پہنچے۔ آپ کی قابلِ قدر خدمات کا دائرہ صدیوں تک محیط رہے گا۔ اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں آپ کے مراتب کو بلند تر فرما کر آپ کو سدا گوشۂ عافیت میں سکوں بدوش رکھے۔ آمین

(این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد)

آخر میں جملہ اہل مسلک کو ہدیۂ خلوص!

محمد جاوید اقبال قمر

بمقام جگنہ نئی آبادی چاندنی چوک نزد جامع مسجد گوجرانوالہ
حال ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ۔ قیدی [illegible]

دوسرے حق شناس کے تاثرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۶ —————— ۹۲

۱۱۰

محترم المقام قبلہ عبدالکریم مشتاق صاحب دام مدظلہٗ

سلام مسنون۔ تحفہ استمداد علویہ قبول ہو۔ عرض ہے کہ میں آپ کی تصانیف چودہ مسئلے، میں شیعہ کیوں ہوا ؟ شیعہ مذہب حق ہے ہزار تمہاری دس ہماری، سوسنار کی ایک لوہار کی، آگ خانہ، بتول پر واقعہ قرطاس اور کردار عمر وغیرہ پڑھ کر مشرف بہ مذہب احقہ شیعہ ہوگیا ہوں۔ اور صرف ایک راستہ کے مطالعہ سے بھی شرفیاب ہوا ہوں میں نے سُنّی مذہب کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور مجھے شوق ہے کہ اس تبلیغی کام میں حصّہ لوں اور حق ادا کروں۔

فقط خاکپائے درِ بتول
ماسٹر محمد رمضان قیصرانی
ولد حبیب اللہ خاں
بستی بہاروالی تحصیل تونسہ شریف
ضلع ڈیرہ غازیخاں ڈاکخانہ کوٹ قیصرانی
حال مقیم مکان نمبر ۱۰۰- G/۴
کراچی ۵۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُدّعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!

غیر شیعہ برادرانِ اسلام اکثر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ "اہلبیتؑ رسولؐ" کو مانتے ہیں۔ ان کی محبت کو جزوِ ایمان اعتقاد کرتے ہیں۔ لیکن آج کل ایک ایسا گروہ کھُل کر سامنے آرہا ہے جو اس عقیدہ کی علانیہ مخالفت کرتا ہے۔ اس طرح محسوس ہونے لگا ہے کہ اہل بیتؑ پیغمبرؐ کی محبت و عقیدت کا دعویٰ صرف زبان تک ہے، حلق سے نیچے جاتا نظر نہیں آتا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اب زبانی کلامی بھی اظہارِ محبت و عقیدت کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تو یہ بات غلط نہ ہوگی۔ کیونکہ ایک جماعت نے اپنا مسلکی مشن ہی یہ بنا رکھا ہے کہ اہل بیتؑ کی مخالفت و عداوت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینا ہے اور خاندانِ رسولؐ کے ہر فرد پر اپنے دلِ کینہ پرور کی بھڑاس نکالنا ہے۔ چنانچہ اسی جماعت کے ایک فرد طاہر المکی صاحب نے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے جس کا نام "حقیقی اہلِ بیتِ رسولؐ یعنی رسولِ اللہ کی گھر والیاں" ہے۔ اس کتابچہ کو اہل بیت اکیڈمی متصل مسجد قدسیہ، اورنگ آباد۔ ناظم آباد کراچی سے شائع کیا گیا ہے۔ اور ہمارے زیرِ نظر اس کے دوسرے ایڈیشن کا نسخہ ہے جسے ۱۹۷۷ء میں طبع کرایا گیا ہے۔

مذکورہ کتابچہ میں صاف طور سے "اہل بیت اطہارؑ یعنی پنجتن پاکؑ" کا انکار کرکے صرف "ازواج النبی" کو اہل بیت مانا گیا ہے۔

رسولِ پاک کا اخراج

حتیٰ کہ متعصب الذہن محرر کتابچہ نے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو بھی اہل بیتِ رسولؐ سے خارج کر دیا ہے۔ جیسا کہ نام کتاب سے ظاہر ہے کہ "حقیقی اہل بیت رسولؐ یعنی رسول اللہ کی گھر والیاں"۔

اس نام و تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موصوف رسول اللہؐ کی گھر والیوں کے علاوہ کسی بھی فرد کو اہل بیت میں شمار نہیں کرتے کیونکہ دیگر کی بات دیگر سہی اگر مصنف رسالہ مذکورہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو "اہل بیت" میں شامل سمجھتے تو "حقیقی اہل بیت رسول" کی وضاحت یعنی کے بعد اس طرح کرتے کہ "رسول اللہ اور ان کی گھر والیاں" مصنف صاحب کی خود ساختہ تشریح کہ "رسول اللہ کی گھر والیاں" یہی مفہوم ادا کرتی ہے کہ لائق مؤلف کو خود حضورؐ پاک کا اہل بیتؑ اطہار میں داخل ہونا پسند نہیں ہے اور یہ اعزاز اُن کے نزدیک محض ازواج کے لئے مختص ہے۔

انکشافِ حقیقت

چنانچہ اس کتاب کے منظرِ عام پر آجانے کے بعد یہ حقیقت از خود سامنے آجاتی ہے کہ بعض غیر شیعہ دعویدارانِ محبتِ اہل بیتؑ کا اصلی نظریہ کیا ہے۔ اس کتابچہ کی موجودگی میں یہ بھرم ہرگز قائم نہیں رکھا جا سکتا ہے کہ "ہم اہل بیتؑ کو مانتے ہیں" بلکہ یہ حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ ہادی و پیشوا ماننا تو درکنار یار لوگ "اہل بیت اطہار" کو اہل بیت ہی نہیں مانتے ہیں۔

چونکہ طاہر المکی صاحب اور ان کے مدح سراؤں نے اس عقیدہ کو "صحیح راستہ" یعنی "مسلک اہل سنّۃ" کی وضاحت قرار دیا ہے نیز جملہ اہل سنّۃ کا صحیح مسلک ٹھہرایا ہے خواہ وہ حنفی دیوبندی ہوں یا بریلوی

صوفیہ یا اہل حدیث سب کا نظریہ وہی ہے۔ جو زیر بحث کتابچہ میں پیش کیا گیا ہے۔ لہٰذا گنہگار مشتاق یہ سمجھنے میں حق بجانب ہے کہ جن ہستیوں کو شیعہ اہل بیتِ رسولؐ اعتقاد کرتے ہیں از روئے طاہر المکی ان ذواتِ مقدسہ کو اہل سنّۃ نہیں مانتے ہیں اور اس کا ثبوت یہ کتابچہ ہے جس کا جواب ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے۔

لہٰذا مدعی کی اپنی گواہی جو لاکھ پر بھاری ہوتی ہے، سے ثابت ہوا کہ غیر شیعہ "اہل بیت اطہار" سے کوئی عقیدت نہیں رکھتے ہیں۔

ضرورتِ جواب

اس کتابچہ کا جواب تحریر کرنا اس لئے ضروری ہوا کہ میرے ہم مسلکوں کے عقیدہ کہ "**اہل بیت سے مراد حضرات پنجتنؑ پاک ہیں**" کو "عقیدہ فاسدہ" "نصوص قرآنی کے سراسر خلاف" لکھا گیا ہے۔

لہٰذا "مودۃ اہل بیتؑ" جو کہ از روئے قرآن "اجر رسالت" ہے کا تقاضا یہ ہے کہ دشمنانِ اہل بیتؑ کو منہ توڑ جواب دیا جائے تاکہ اس قسم کے جدید و لغو عقائد اور قرآن و سنّتِ رسولؐ کے منافی تعلیمات کو فروغ حاصل نہ ہو سکے اور سادہ لوح مسلمان سمِّ ناصبیت سے محفوظ رہیں۔

ہم نے زیر بحث کتابچہ پر مکمل جرح کر کے مخالف کی ہر دلیل کو قطع کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ ان کی ہر بات کا مکمل و مدلل جواب دیں۔ چنانچہ پہلے ہم نے کتابچہ کی اصل عبارت نقل کی ہے۔ پھر اس پر جوابی تبصرہ پیشِ خدمت کیا ہے۔ اور آخر میں اپنے موقف کی تائید میں عقل و نقل یعنی فطری اصولوں اور قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ثابت کیا ہے کہ اہل بیتؑ اطہار اور ازواج میں فرق ہے۔

قارئین سے التماس چونکہ یہ کتاب جوابی کاروائی میں پیش کی جا رہی ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ بعض مقامات پر جذباتِ ایمانیہ کا غلبہ محسوس ہونے لگے۔ لہٰذا قارئین سے التماس ہے کہ وہ ایسے مرحلوں پر ٹھنڈے دل سے درگذر و عفو کا مظاہرہ فرمائیں۔ کیونکہ اکثر ایسے مباحثوں میں گرم جوشی دکھائی دینے لگتی ہے۔ تاہم احقر الزمن نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ رواداری تہذیب اور احساسِ جذبات کو ملحوظ رکھوں۔

والسلام

خاکپائے اہلِ بیتؑ

عبدالکریم مشتاق

١٩٨١-١٢-١٤

تاثرات

کتابچہ "حقیقی اہلِ بیت رسولؐ" کے ٹائیٹل کا اندرونی صفحہ جس پر یوسف سلیم چشتی صاحب کے تاثرات بایں الفاظ ہیں:-

"شارح کلامِ اقبالؒ جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب"

"ط ----- خالص اسلامی اور قرآنی تصورات و تعلیمات کو

ط پانچ ڈیش ہیں۔ یعنی پنجتن پاکؑ کا انکار مقصودِ چشتی ہے۔

ختم کرنے کے لئے سبائیوں نے اسلام کا جو نیا ایڈیشن تیار کیا اس میں تمام تعلیمات قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ چنانچہ ان کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ اہلِ بیت سے حضرات علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ مراد ہیں۔

چونکہ یہ عقیدہ فاسدہ نصوص قرآنی کے سراسر خلاف ہے اس لئے اس کی تردید وقت کی اہم ضرورت بھی ہے اور مسلمانوں کی دینی خدمت اور اسلام کی حمایت بھی۔

الحمدللہ کہ اس خدمت کو فاضل مؤلف نے جس خوبی سے انجام دیا ہے اور دلائل قرآنی و براہین سنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ قرآن حکیم کی رُو سے اہلِ بیت کا مصداق اُمہات المومنین ہیں۔

اس کے بعد ان پاکیزہ ہستیوں کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں ضمناً آنحضرتؐ کی بنات صالحات کا تذکرہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ سبائیوں کے اس عقیدۂ باطلہ کی بھی تردید ہو جائے کہ آنحضرتؐ کی صرف ایک بیٹی تھی۔

اللہ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

"بندۂ مسکین یوسف سلیم چشتی عفی عنہٗ"

جوابی تاثرات

کلامِ اقبالؒ کی شرح کرنے کے دعویدار پروفیسر یوسف سلیم صاحب سے گذارش ہے کہ اگر عقلِ سلیم کی روشنی میں انہوں نے اقبالؒ

کے کلام کو سمجھا ہوتا تو وہ اس قدر دشمنی اہل بیتؑ کا علانیہ مظاہرہ ہرگز نہ کرتے
کیونکہ مدح محمدؐ و آل محمدؐ (علیہم السلام) میں علامہ اقبالؒ کے شہ پارے
اس قدر عام ہیں کہ اکثر لوں کو ان کے "غالی شیعہ" ہونے یا "نصیری" ہونے
کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ان کے پورے کلام میں ایک حرف بھی ایسا نہ مل
سکے گا جو حضرات نام نہاد شارح صاحب کے بیان کردہ عقیدہ کی تائید
کر سکے۔ لہٰذا ایک ایسا شخص جو حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ
کے اہل بیت رسولؐ ہونے کا منکر ہو وہ کلام اقبال کی شرح کیا کرے گا۔
بے خبر شارح صاحب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جس عقیدہ کو وہ
"عقیدۂ فاسدہ" لکھ رہے ہیں۔ یہ عقیدہ جنید اصحاب رسولؐ اور
ازواج النبیؐ کا بھی تھا۔ کتب احادیث اس کی تائید سے بھری پڑی ہیں
نیز یہ عقیدۂ طیبہ قرآن پاک سے پوری طرح ثابت ہے جیسا کہ ہم آئندہ
صفحات میں اثبات پُرثبات پیش خدمت کر رہے ہیں۔ ہمارا جوابی تاثر
تو یہی ہے یہ تاثرات دراصل اس نام نہاد اسلام کے غیر اسلامی نظریہ کا
نتیجہ ہیں جن کی اساس بغض خاندان رسولؐ، عداوت آل محمدؐ اور رقابت
اہل بیت پیغمبرؐ جیسے مذموم جذبات پر قائم کی گئی ہے۔ ورنہ حقیقی اسلام
سے اگر حضرات علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو معاذ اللہ الگ کر
لیا جائے تو کفر اس سے ہر جہت کے اعتبار سے بہتر ہو گا۔ یہ بات مناسب
ہو گی کہ ہم جوابی تاثرات میں صرف کلام اقبال کی نقل پر اکتفا کریں،
اور شارح صاحب کو احساس دلائیں کہ اگر ان کے دل میں انصاف کی
ایک آدھ دھڑکن بھی ہے تو وہ اپنے گریبان میں جھانک کر سماعت
فرمانے کی زحمت گوارہ کریں۔ چنانچہ مرحوم علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:۔

فیض اقبالؒ ہے اسی در کا
بندۂ شاہ لافتی ہوں میں

چشتی صاحب غور فرمائیں اور عقل سلیم کے ساتھ اس شعر اقبال کی
شرح کریں کہ حکیم الامت نے کس فخر یوسفؑ کی بندگی کا اعتراف کیا ہے؟

دل میں مجذوب بے عمل کے داغ عشق اہلبیتؑ
ڈھونڈتا پھرتا ہے ظل دامن حیدرؑ مجھے

پروفیسر صاحب! اس شعر سے کیا مراد ہے؟ اقبال فرد اہلبیتؑ
حضرت حیدر کرارؑ کی چادر تطہیر کے دامن کا سایہ یاد کر رہے ہیں۔ اور
آپ بھی کیا اچھے شارح کلام ہیں کہ معاذ اللہ اُن کو خارج قرار دیتے ہیں!

رشتۂ آئین حق زنجیر پاست
پاس فرمان جناب مصطفےٰؐ است
ورنہ گرد تربتش گردیدمے
سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے

کیا شارح صاحب کی نگاہوں سے یہ کلام نہ گذرا کہ سیدہ بتولؑ
سے اقبالؒ کی عقیدت کا کیا حال ہے؟

مریم از یک نسبت عیسیٰؑ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہراؑ عزیز

نور چشم رحمۃ العالمین
آں امام اولین و آخرین

بانوئے آں تاجدار ہل اتیٰ
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

ان اشعار کی شرح کیا ہوگی؟ کہ حسبِ عادت ان کے کلامِ اقبال ہونے سے ہی انکار کر دیا جائے گا؟ پھر سنیئے علامہ مرحوم فرماتے ہیں۔ اور امام حسنؑ کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

آں یکے شمعِ شبستانِ حرم
حافظِ جمعیتِ خیر الامم

مفکرِ اسلام ڈاکٹر محمد اقبالؒ بارگاہ حسینیؑ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں اور روحِ اقبالؒ ہماری سفارش سے آپ سے سوال کرتی ہے کہ اِن اشعار کا کیا مطلب ہے؟

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنیٔ ذبحِ عظیم آمد پسر
بہرِ حق در خاک و خوں غلطیدہ است
پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است

علامہ صاحب اظہار کرتے ہیں کہ:۔

جس طرح مجھ کو شہیدِ کربلا سے پیار ہے
حق تعالیٰ کو یتیموں کی دعا سے پیار ہے
رونے والا ہوں شہیدِ کربلا کے غم میں میں
کیا دُرِ مقصد نہ دیں گے ساقیٔ کوثرؑ مجھے

پروفیسر چشتی! حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم جن کے کلام کی شرح کرنے کے آپ دعویدار ہیں۔ اُن کا عقیدہ اُن ہی کی زبان سے ہم نے آپ کو سُنوا دیا۔ اور یہ عقیدہ جلیلہ آپ کی نظرِ بد میں خاکم بدہن "عقیدۂ فاسدہ" ہے۔ ہمیں صرف آپ کو کلامِ اقبال سے

یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ شاید شرح کرتے وقت آپ نے ان جواہر کی آب و تاب برداشت نہیں کی۔ حالانکہ اقبالؒ کا نظریہ واضح و صاف ہے۔ کہتے ہیں:۔

یونہی اسلام کے پیکر میں مضبوطی نہیں آئی
بڑی انمول جانیں دی ہیں اولادِ پیغمبرؐ نے

ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کی اقبال مندی اس سعادت مندی سے ہے کہ اقرار کرتے ہیں۔

ہمیشہ وردِ زباں ہے علیؑ کا نام اقبالؔ
کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے

علامہ صاحب بلاوجہ نام علیؑ کا ورد نہیں کرتے بلکہ اس کا فائدہ بیان کرتے ہیں۔

یہ ہے اقبالؔ فیضِ یادِ نامِ مرتضیٰؑ جس میں
نگاہِ فکر میں خلوت سرائے لامکاں تک ہے

علامہ اقبال اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے اِن گرانقدر تاثرات کی روشنی میں آپ کے گمراہ کن تاثرات، سراسر ضلالت، منافیٔ قرآن و حدیث اور خالصتاً ناصبیانہ قرار پا جاتے ہیں۔ آپ کا جواب اقبالؔ بلند اقبال نے دیدیا۔ مسکین مشتاق صرف آپ کی عاقبت اندیشی کے لئے دعا کر سکتا ہے۔

کتاب زیرِ بحث کا اندرونی سرورق (یعنی ص۱)

اس صفحہ کی پیشانی پر آیہ تطہیر نقل کی گئی ہے جس کا ترجمہ بایں الفاظ چھاپا گیا ہے۔

"اے اہل بیت مطہرات! اللہ تعالیٰ یہ پختہ ارادہ کر چکا ہے کہ وہ تمہیں ہر طرح سے بالکل پاک صاف کر دے۔"

مترجم نے اس آیہ قرآن کا ترجمہ کرتے وقت تحریف معنوی کا ارتکاب کیا ہے ورنہ وہ "اے اہل بیت مطہرات" کی عربی منقولہ آیہ میں بتا کر منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

واضح ہو کہ منقولہ آیہ میں نہ ہی ندا ہے اور نہ ہی صیغہ جمع مؤنث استعمال ہوا ہے۔ اب جبکہ قرآن مجید پر اس دیدہ دلیری سے دست اندازیاں ہونے لگیں تو پھر باقی دینی امور کا کیا حشر ہو گا!

ارشادات (صفحہ ۲)

اس صفحہ پر "امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا القاری محمد اسحاق صاحب صدیقی ندوی مدظلہ کی تقریظ حسب زیریں نقل کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حامداً و مصلیاً اما بعد۔

جناب مولانا طاہر المکی کی کتاب "حقیقی اہل بیت رسول" دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ سبائی دشمنان صحابہؓ کے پروپیگنڈے کے اثر سے

لفظ اہل بیت کے مفہوم و مصداق سمجھنے میں جو غلطی اور گمراہی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے ازالہ اور صحیح راستہ یعنی مسلک اہل سنت کو واضح کرنے کے لئے اس زمانہ میں یہ رسالہ بے نظیر ہے۔ مولانا موصوف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلک اہل سنت کو خوب واضح کیا ہے۔ بلاشبہ یہ دین کی بہت قیمتی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ جناب مصنف کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائیں اور اس کتاب کو قبول و مقبول فرما کر ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔

احقر
محمد اسحاق صدیقی
عفا اللہ عنہٗ

جواب ارشادات

شیخ الحدیث ہونے کے دعویدار امام اہل سنت صاحب اگر صحیح مسلم، ترمذی شریف وغیرہ میں مرقوم اپنے مزعومہ افراد اہلبیت سے مروی مندرجہ ذیل احادیث پر غور فرما لیتے تو شاید ان کا دل باغ باغ ہونے کی بجائے ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور امید بر آنے پر ان کی آنکھیں ندامت کے آنسو بہا دیتیں۔ مگر مقفل قلوب کا کیا علاج ہے؟ بہر حال منقولہ ذیل حدیثیں شیخ جی کے دلِ باغ باغ میں نوخیز امیدوں کی کچی کلیوں پر ایسا پانی پھیر رہی ہیں کہ اب وہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اسی پانی کے چلو میں

مارے شرم کے ڈبکی لگادیں یا خودہی آب آب ہوجائیں۔

حضرت اُمّ المسلمین بی بی عائشہ کی روایت جو مسلم شریف سے نقل کی جاتی ہے۔ صدیقی صاحب کی شرمندگی اور بے سروسامانی کے لئے ایسا وافر پانی مہیا کررہی ہے جس سے اُن کے باغِ دل کا تنکا تنکا سیلاب کی نذر ہوا چاہتا ہے۔ شاید حسرتوں کے گلشن کی ویرانی اُن کو صحیح راستہ تلاش کرنے میں مددگار ہوجائے۔ اور دوسروں کو گمراہ سمجھنے کی غلطی کا ازالہ بن جائے۔ بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ :۔

"خراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃً وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاءَ الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۳۷ حدیث نمبر ۱۵۵۰)

"یعنی زوجۂ رسولؐ بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم صبح کو ایک سیاہ بالوں کی منقش کملی اوڑھے باہر تشریف لائے پس (امام) حسن بن علی (ع) آئے۔ حضورؐ نے ان کو چادر میں داخل کرلیا۔ پھر (امام) حسین (ع) آئے ان کو بھی حضرتؐ نے چادر میں لے لیا۔ پھر جناب فاطمہؑ تشریف لائیں رسالتمآبؐ نے ان کو بھی چادر میں داخل فرمایا۔ پھر حضرت علیؑ آئے سرکارِ کائناتؐ نے اُنہیں بھی چادر میں لے لیا۔ تب آپؐ نے ارشاد فرمایا (آیۂ تطہیر یعنی)

کہ بس اللہ کا تو ارادہ یہی ہے کہ (پیغمبر کی) اہلبیتؑ تم کو نجاست سے اِس طرح دور رکھے اور پاک و پاکیزہ رکھے جس طرح کہ پاک ہونے کا حق ہوتا ہے"۔

(مُسلم کے علاوہ اسے ترمذی، ابن شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور حافظ سیوطی نے لکھا ہے)

اِسی طرح حضورؐ کی دوسری زوجہ محترمہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ :۔

"بہ تحقیق یہ آیت (انما یرید اللہ لیذھب ——— الخ) میرے گھر میں نازل ہوئی۔ میں دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ اور گھر میں جناب رسولؐ خدا اور علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو چادر میں لپٹا کر فرمایا۔" اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور میرے مددگار ہیں۔ ان سے نجاست کو دُور رکھ اور ان کو اس طرح پاکیزہ رکھ کہ جس طرح پاک ہونے کا حق ہے۔ پس میں (اُمّ سلمہؓ) نے عرض کیا یارسولؐ اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ (حضورؐ نے) تو بے شک خیر پر ہے"۔

(ترمذی، بیہقی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور سیوطی نے نقل کیا ہے)

ہم شیخ الحدیث صاحب کو کتب حدیث کی صرف پانچ کتابوں کے حوالے تحریر کرتے ہیں جن میں مختلف الفاظ اور متفق معنی میں حدیث منقول ہے۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل جزو الاوّل صفحہ ۳۳۱

۲۔ مسند ابو داؤد طیالسی جز الثامن صفحہ ۲۷۴ حدیث ۲۰۵۵

۳۔ صحیح ترمذی ک ۴۶ سورۃ ح ۷، ہ ک ۴۶ ب ۳۱ ، ۶۰

۴۔ مشکوٰۃ مناقب اہلبیت جلد سوم۔

۵۔ موطا امام مالک۔

اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بتائے ہوئے مفہوم مصداق کو نام نہاد شیخ الحدیث اور امام اہل سنت "غلطی اور گمراہی" قرار دیتے ہیں تو ہم نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان پر واضح کرتے ہیں کہ وہ براہ راست آئمہ حدیث، اصحاب رسولؐ، تابعین و تبع تابعین ازواج النبیؐ اور اکابر علمائے اہل سنت پر گمراہ ہونے کا جھوٹا و بے بنیاد الزام محض دشمنیٔ اہلبیتؑ کی خاطر لگا کر اپنی عاقبت بگاڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی تلبیس سے تمام اہل ایمان کو محفوظ رکھے۔

بلاشبہ یہ پرچار قرآن و حدیث کی کھلی مخالفت ہے۔ بلکہ دراصل رسول صادقؐ کی شان میں گستاخی ہے کہ حضورؐ کا بیان کردہ "مفہوم و مصداق" معاذ اللہ باعث "غلطی و گمراہی" قرار دیا جائے اور اپنا خود ساختہ مطلب جسے نہ ہی قرآن کی تائید حاصل ہو اور نہ ہی حدیث کی حمایت اسے صحیح راستہ کہا جائے۔ استغفر اللہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں غلام اہل بیت رسولؐ یہ ہدیہ

رفیقہ رحمۃ العالمین، اُم المومنین، والدۂ سیدۃ النساء العالمین محسنہ اسلام، اہلیہ سید الانام، سیدتنا حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی خدمت عالیہ میں پیش کرتا ہوں کہ

آپ کو اس وحی حضرت جبرئیلؑ نے اپنی طرف سے اور پروردگار عالمین کی جانب سے خصوصی سلام پہنچایا۔ صادق و امین رسول کریمؐ نے مخدومہ کو خیر النساء کا لقب عطا فرمایا۔ یہ ایسی امتیازی فضیلت ہے کہ کسی اور مخدرہ کو نصیب نہ ہو سکی۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر العباد

مشتاق

رائے گرامی (بر صفحہ ۶)

"امام الصوفیہ، سید العلما حضرت مولانا القاری محمد جعفر شاہ صاحب پھلواروی ..... فاضل مولف نے یہ کتاب لکھ کر امت پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔ تاریخی اور قرآنی تحریفات کے دبیز پردے جو صدیوں سے ہمارے اذہان پر پڑے ہوئے تھے۔ مولف نے ان کو چاک کر کے حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اہل البیت کے حقیقی قرآنی مفہوم کو دوسرے اہل علم نے بھی واضح کیا ہے لیکن مولانا طاہر مکی ایک نرالے اور سادہ انداز میں حقیقت کو دل نشین کرنے میں کامیاب ہوئے۔ مولانا نے اس کی وضاحت ایسے لطیف پیرائے میں کی ہے اور اس توجیہہ کو كَمَا صَلَّيْتَ ..... كَمَا بَارَكْتَ ..... وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ پر ایسی خوبصورتی سے منطبق کیا ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد طبیعت پھڑک اٹھی۔ واقعہ یہ ہے اگر اہل بیت النبی جو امہات المومنین ہیں، ہمارے صلوٰۃ و سلام کی اولین مستحق نہ ہوں تو اور کون ہو سکتا ہے؟

۱؎ آپ بھارت کی مشہور خانقاہ پھلواری شریف کے سجادہ نشین ہیں۔ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سلیمان صاحب پھلواروی کے (جن کا احترام سر سید اور علامہ اقبال بھی کیا کرتے تھے) چھوٹے صاحبزادے ہیں — حضرت جعفر شاہ صاحب ملک کے مشہور محقق، اردو کے صاحب طرز ادیب اور جامع السلاسل صوفی ہیں۔ سعودی عرب کے رابطہ عالم اسلامی کے ممبر بھی ہیں۔ آج کل شیخ عبد القادر گیلانی مرحوم (سابق سفیر عراق) کی یادگار المرکز القادریہ میں شیخ المرکز کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے "شاہکار انسائیکلوپیڈیا") (وفات پا گئے ہیں)

حقیقت شناس مؤلف نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ دراصل تمام اہل سنت کا صحیح مسلک ہے۔ خواہ وہ حنفی دیوبندی ہوں یا حنفی بریلوی یا صوفیہ یا اہل حدیث۔ سب کا نقطۂ نظر وہی ہے جو انہوں نے اس کتاب میں واضح کر دیا ہے۔ ہم انہیں صدق دل سے اس کامیاب محنت کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور تمام اہل سنت سے اس کی اشاعت و قبولیت کی درخواست کرتے ہیں۔ والسلام۔

محمد جعفر پھلواروی

رائے پر رائے

عام مروجہ قواعد کے برخلاف میں زیر تنقید تبصرہ کتاب پر لکھے گئے تقریظی تبصروں کو بھی زیر بحث لا رہا ہوں۔ ممکن ہے یہ طوالت قارئین کے لئے اضافی بار ہو لیکن محرر عاجز کے نزدیک یہ زحمت دہی ضروری ہے کیونکہ اس سے سفید نقابوں میں پوشیدہ سیاہ چہرے بخوبی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔

پھلواروی صاحب کا تین مقامات پر پانچ نقطے چھوڑ کر مصنف کا احسان تسلیم کرنا دراصل یہ ظاہر کرتا ہے کہ پنجتن پاک جن کو مسلمانوں کی کم از کم ۹۹ فیصد اکثریت افراد اہل بیت اور مصداق اہل بیت رسول اعتقاد کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اور یہ غلطی نئی نہیں بلکہ صدیوں سے تاریخی و قرآنی تحریفات کے دبیز پردوں کے باعث جو اہل اسلام کے

ذہنوں پر پڑے ہوتے ہوتی چلی آرہی ہے۔ ان پردوں کو صدیوں کے بعد آج طاہر الملکیؔ نامی نے چاک کر کے حقیقت کو بے نقاب کیا ہے۔

تحریفاتِ قرآنی

کسی ذمہ دار مسلمان سے جو خود کو "امام الصوفیہ" اور "سیّد العلماء" کے القاب سے بھی ملقب کر رہے ہوں ایسی غیر ذمہ داری کی توقع ہرگز نہیں کی جا سکتی ہے۔ جس سے قرآن محفوظ کے محرف ہونے کا جواز برآمد ہو سکے۔ تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید تحریف سے پاک کلام الٰہی ہے۔ لیکن سخت تعجب ہے کہ نام نہاد سیّد العلماء تحریف تو رہی ایک طرف "قرآنی تحریفات" کا اقرار کر کے کلام ربّانی پر دست اندازی کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ ڈیڑھ ہزار برس سے تو مسلمان یہ دعویٰ کرتے آرہے ہیں کہ قرآن مجید تحریف سے پاک ہے لیکن آج کے امام الصوفیہ یہ انکشاف فرما رہے ہیں کہ صدیوں سے قرآنی تحریفات ہوتی رہی ہیں اللہ تعالیٰ ایسے آئمہ سے پناہ دے جو جہنم کی جانب دعوت دیں۔

مؤلف کا احسان

راقم الحروف پھلواروی صاحب کے اس خط کشیدہ جملے کی تائید کرنے پر مجبور ہے کہ "فاضل مؤلف نے یہ کتاب لکھ کر اُمّت پر بڑا احسان کیا ہے۔"

بے شک مؤلفِ موصوف کا یہ جراتمندانہ قدم ہے۔ کہ انہوں نے بلا جھجک صاف طور پر "پنجتنؑ پاک" کو رسولِ پاکؐ کے اہلبیت میں سے خارج سمجھ کر برملا اعتراف کیا ہے کہ وہ "پنجتن پاک" کو نہیں مانتے اور یہی مسلک ان کے ہم مشربوں کا بھی ہے۔ جس میں بقول جعفر شاہ صاحب کسی دیوبندی، بریلوی، وہابی،

صوفی یا اہلِ حدیث وغیرہ کی تخصیص نہیں بلکہ تمام اہل سنّت کا صحیح مسلک یہی ہے کہ وہ "پنجتن پاک" کو ہرگز اہلبیت نہیں مانتے بلکہ جن لوگوں نے صدیوں سے بقول یہ غلطی کھائی کہ نفوسِ خمسہ کو اہلِ بیت مانا وہ سب کے سب باطل عقیدہ پر تھے۔

چنانچہ زیرِ بحث کتاب کی موجودگی میں مجھے اہل سنّت کا یہ دعوےٰ بے دلیل نظر آنے لگا ہے کہ "وہ پنجتنؑ پاک کو ماننے والے ہیں بلکہ شیعوں سے زیادہ ان کو محبوب رکھتے ہیں۔" کیونکہ طاہر الملکیؔ صاحب اور ان کے سرپرست نام نہاد امام الصوفیہ، سیّد العلماء جعفر پھلواروی صاحب نے "بڑے نرالے" انداز میں یہی مذعومہ حقیقت دلنشین کروانے کی کوشش کی ہے کہ متقدمین اور حاضرین جو پنجتنؑ پاک کو اہلِ بیتِ رسولؐ مانتے ہیں وہ گمراہی کا شکار رہیں۔

طاہر الملکیؔ صاحب کو اس چال پر کہ جس پر جعفر صاحب پھڑک اُٹھے کیسی کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کی روئیداد آئندہ بیان میں آرہی ہے لیکن اس مقام پر جعفر صاحب سے سوال دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر ان کی نظر میں اہلِ بیتِ نبیؐ جو اُمہات المومنین ہیں اولین مستحق صلوٰۃ وسلام ہیں تو حقدار کو اس کا حق آپ کی طرف سے کیوں ادا نہیں کیا جاتا؟ ان کو "رضؓ" کی بجائے "عہ" کیوں نہیں فرمایا جاتا؟ کیونکہ ہم شیعہ تو اہل بیتؑ کے لئے "صلوٰۃ وسلام" ہی کہا کرتے ہیں۔ ناراضگی معاف کرنے کی دعا اور راضی ہو جانے کی سفارش "اہلبیتِ اطہارؑ" کے لئے نہیں کرتے۔

بہرکیف اس کتاب میں پیش کردہ وضاحت کی کامیاب محنت پر ہم بھی مؤلف صاحب اور ان کے تائید کنندگان حضرات کو ...

مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی اپنے ڈھول کا پول کھول کر عوام الناس کو ہوشیار کر دیا۔ ورنہ شیعوں سے بھی زیادہ ماننے کے ڈھنڈورے کی حقیقت عیاں نہ ہوتی۔

مرکز نکات کائنات، نقطہ بائے بسم اللہ، فخر عصمت و طہارت، ریحان رسول اور مرکز پرکار عشق جیسے خمسہ طاہرین سے دلی دوری اور تعصب کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ جہاں بھی چھوڑے گئے وہاں پانچ نقطے ہی چھوڑے گئے یعنی اظہار کیا کہ "محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم الصلوٰۃ و السلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ۔۔

بے دم ہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیر النساء حسین و حسن مصطفےٰ علی

پس جس نے مقصود کائنات سے تعلق توڑ لیا تو اب چاہے وہ کتنی بڑی خانقاہ کا مجاور ہو، کتنے مقتدر باپ کا فرزند ہو، جتنا بڑا مرضی شیخ ہونے کی شیخی بکھیرے ہماری نگاہوں میں اس کا کوئی مقام نہیں ہے اور شاہکار قدرت کے انسائیکلوپیڈیا میں ایسے اوصاف والا شخص (کتب احادیث میں بیان شدہ تفصیل کے مطابق) خسارہ میں ہے اور ناعاقبت اندیش ہے۔

اہل بیت کا مفہوم

مؤلف کتاب "حقیقی اہل بیت رسول" ص ۲۱ سے آغاز کرتے ہوئے منقولہ بالا عنوان کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں کہ

"اہل بیت دو لفظوں سے مرکب ہے۔ اہل اور بیت۔ اہل کے معنی مانوس ہونے کے ہیں۔ اور بیت کے معنی گھر ——— چونکہ گھر اور خانگی سرگرمیوں سے بیوی کو خاص تعلق ہوتا ہے بلکہ اس کا میدان عمل ہی بیت (گھر، مکان) ہوتا ہے۔ اس لئے اسے اہل بیت
——— یعنی گھر والی (خاتون خانہ) ———
کہتے ہیں۔ فارسی میں بھی بیوی کو اہل خانہ کہا جاتا ہے جو اہل بیت کا لفظی ترجمہ ہے۔ جب کسی کی شادی ہو جاتی ہے تو عربی میں کہتے ہیں تاھل فلان فلاں اہل والا یعنی بیوی والا یا گھر والا ہو گیا۔ یہی بات اردو میں اس طرح کہی جاتی ہے کہ 'فلاں نے گھر بسا لیا' یعنی اس نے شادی کر لی۔ یا کہتے ہیں لڑکی اپنے گھر کی ہو گئی۔ یعنی اس کی شادی ہو گئی۔ کیونکہ ماں باپ کا گھر لڑکی کا اصلی گھر نہیں ہوتا۔ اس کا اصل گھر وہ ہوتا ہے جہاں وہ شوہر کے ساتھ رہتی ہے جو اس کی زندگی کا محور و مرکز ہوتا ہے۔"

اہل بیت کے مفہوم کی جوابی تحقیقات

یہ درست ہے کہ "اہل بیت" دو لفظوں سے مرکب ہے۔ "اہل" اور "بیت"۔

"اہل" کے معنی

"اہل" کے معنی 'مانوس ہونا' ذیلاً، ضمناً اور مجازاً تو صحیح ہو سکتے ہیں مگر لغت میں لفظ "اہل" کے چار معنی ہیں:۔

۱۔ قریبی رشتہ دار، اقرباء، ذو عشیرہ جیسے اهل الرجل عشيرته

۲۔ کسی شخص کا ولی وجانشین جس طرح کہتے ہیں اهل الامر والایۃ
۳۔ "اهل" بمعنی سکونت پذیر مثلاً اہل المکہ، اهل السفینہ
۴۔ 'اهل' قابلیت 'لیاقت اور اہلیت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً الحمد للّٰہ کما اهلہٗ۔

چنانچہ "لغات سعیدی" میں 'اہل' کے معنی اس طرح ہیں کہ

اہل = لائق، صاحب۔ گھر کے لوگ۔

اہل المدر = دیہاتی۔ قصباتی۔ گاؤں کے رہنے والے۔

اہل الوبر = جنگلی لوگ، صحرا کے رہنے والے۔

"اہلاً وسہلاً مرحبا" یہ تینوں لفظ زبان عربی میں اس شخص کے لئے بولے جاتے ہیں جو راہ دُور سے آتا ہے۔ اہلاً یعنی تُو اپنے گھر میں آیا۔ "سہلاً" یعنی تُو نے نرم زمین کو طے کیا۔ "مرحبا" یعنی تیری جگہ فراخ ہو۔

مفردات امام راغب میں ہے کہ اہل الرجل سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ ایک گھر یا ایک نسب میں شریک ہوں۔ اور انہیں دونوں کے قائم مقام اس کے دین اور صنعت اور شہر کے لوگ بھی اس کے اہل کہلاتے ہیں۔

"بیت" کے معنی

اُردو زبان میں "بیت" کا متبادل لفظ "گھر" ہی ہے۔ مگر اس کے بھی تین معنی ہیں۔

۱۔ رہنے کی جگہ، مکان جیسے بیت الکریم یعنی کریم کا گھر
۲۔ شرف وشریف مثلاً بیت اللّٰہ، بیت المعمور۔
۳۔ ایسا مقام جو کسی مخصوص شے کے لئے ہو مثلاً بیت الخلا بیت البرید۔

حقیقی مفہوم معلوم کرنے کا طریقہ

اب چونکہ "اہل" اور "بیت" دونوں کے ایک سے زائد معنی ہیں۔ لہٰذا عقلی طور پر مفہوم اخذ کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ ان امور پر توجہ دی جائے۔

ا:۔ اگر متکلم خود واضح کر دے کہ اس کے ذہن میں مستعمل الفاظ کے کون سے معنی ہیں اور اس کی مراد کلام کیا ہے تو پھر یہ قول قطعی ہوگا۔ اس کے بعد جستجوئے مفہوم کی ہر کوشش عبث قرار پائے گی۔

ب:۔ اگر متکلم خود کچھ نہیں بتاتا تو پھر سیاق کلام کو دیکھنا پڑے گا کہ مطلوبہ مفہوم کیا ہے۔ موقع ومحل کس معنی کا مقتضی ہے۔ عقلی اعتبار سے کون سا مطلب درست بیٹھتا ہے۔ مثلاً اگر شب برات کو آتشبازی چلائی جا رہی ہو تو اس موقع پر اگر کوئی "انار" طلب کرتا ہے تو اس کی تعمیل پھل انار دینے سے نہ ہوگی بلکہ از خود سمجھا جائے گا کہ آتشبازی والا "انار" مانگا گیا ہے۔ چنانچہ ان بدیہی امور کی روشنی میں ہم آئندہ گفتگو کریں گے اس مقام پر ہم طاہر المکی صاحب کے اس بے دلیل دعوی کا ثبوت طلب کرتے ہیں کہ "اہل بیت یعنی گھر والی" کے معنی انہوں نے کیسے وضع کئے۔ حالانکہ لغوی اعتبار سے "اہل بیت" کے معنی "گھر والے" تو ہو سکتے ہیں "گھر والی" نہیں۔ ورنہ وہ کسی بھی عربی لغت کا حوالہ پیش کریں۔ ان کا یہ لکھنا بھی حقیقت سے بعید ہے کہ فارسی میں بیوی کو اہلِ خانہ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہاں بھی

اس سے مراد خاتون خانہ ہوتی ہے یعنی گھر میں رہائش پذیر افراد میں کی ایک فرد ورنہ تمام رہنے والوں کے لئے اہلِ خانہ بولا جائے گا۔ چاہے وہ بیوی ہو یا بچے یا کوئی اور قرابت دار۔ مخصوص حالات میں جبکہ گھر کا کنبہ صرف دو نفوس یعنی میاں و بیوی پر مشتمل ہو تو اہلِ خانہ سے مراد صرف بیوی اخذ ہوگی مگر یہ تخصیص ہے عموم نہیں۔ البتہ چونکہ بیوی بھی گھر کا ایک فرد ہوتی ہے بلکہ ملکۂ خانہ ہوتی ہے لہٰذا ہم اہلبیت سکنی ہونے کی مراعات سے بیوی کو محروم کرنے کے حق میں ہرگز نہیں ہیں۔ ہمیں اگر اعتراض ہے تو وہ یہ ہے کہ طاہر صاحب "اہل بیت" سے صرف اور صرف بیوی مراد لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی اہل خانہ کو قبول نہیں کرتے جو کہ ہر لحاظ سے غلط ہے۔ خود انہوں نے "اہل بیت" سے شوہر کے اخراج کے باوجود مجبوراً یہ اقرار کیا ہے کہ "(بیوی) شوہر کے ساتھ رہتی ہے جو اس کی زندگی کا محور و مرکز ہوتا ہے۔"

واضح ہو کر ایسا بھی ممکن ہے کہ "بیت" گھر اور خانگی سرگرمیوں سے بیوی کے خاص تعلق کا محتاج نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر بتا دیجیئے "بیت اللہ" کے لئے کون سی خاتون آپ کے خود تراشیدہ معنی کو عملی جامہ پہنائے گی۔ ظاہر ہے کہ گھر تو موجود ہے مگر گھر والی کوئی نہیں۔ اسی طرح اس دنیا میں ہزاروں گھر ایسے بھی ہیں جو بیویوں کے بغیر دیگر اہل خانہ کی موجودگی میں آباد ہیں۔ اور سینکڑوں گھر ایسے ہیں جو بیویوں کے ہوتے ہوئے بھی برباد و ویران ہیں۔

الامان! اللہ ایسی بیوی کسی کو نہ دے!

پس آپ ہی کے فرمودہ سے معلوم ہوا کہ بیوی

اگر شوہر کو اپنی زندگی کا محور و مرکز سمجھ کر گھر میں رہے تو افراد اہل بیت میں شمار ہو سکتی ہے نہ کہ اس کا دخول دیگر سارے کنبہ اور گھر کے مکینوں کا اخراج ہوگا۔ پس بیوی "اہلیہ" تو ہو سکتی ہے مگر "اہل بیت کُلّی" ہرگز نہیں۔ آپ کا مزعومہ مفہوم نہ ہی لغوی لحاظ سے درست ہے اور نہ ہی عملاً کسی معاشرہ میں ایسی مثال مشاہدہ میں آتی ہے۔

محترم "گھر والی ہونا"، "گھر کی ہونا"، "خاتون خانہ ہونا" "ملکہ خانہ ہونا" سب کچھ صحیح ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بیوی گھر کے اندر اور باقی سارے گھر والے گھر سے باہر۔ اللہ تعالیٰ ایسی بیوی کسی دشمن کو بھی نہ دے۔ الامان!

"حضرت ابراہیمؑ کی اہل بیت صرف بیوی"

طاہر الملکی صاحب اس بغلی سرخی کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"قرآن مجید میں جو عربی زبان اور عربی لغت کا سب سے مستند مخزن ہے، اہل بیت جہاں کہیں استعمال کیا گیا ہے بیوی کے لئے ہی کیا گیا ہے[1] مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے کہ:-

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

فرشتوں نے کہا: کیا تم امر الٰہی پر تعجب کرتی ہو اے گھر والی! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں بلاشبہ وہ حمید و مجید ہے۔

[1] القصص (سورت نمبر ۲۸ آیت نمبر ۱۲) میں زوجہ عمران (والدۂ موسیٰؑ) کو اور الاحزاب (سورت نمبر ۳۳ آیت نمبر ۳۳) میں ازواج مطہرات کو "اہل بیت" کہا گیا ہے۔

وہ فرشتے بولے (ہاں) تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو
اے اہلِ بیت (نبوّت) تم پر خدا کی رحمت اور اس کی
برکتیں نازل ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ قابلِ حمد
(وثنا) بزرگ ہے۔

غرض اہل بیت کے معنی گھروالی، بیوی اور زوجہ کے ہیں۔ اسی اہل بیت کا اختصار اور مخفّف اہلیہ ہے جسے اُردو میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ باہمی ملاقات کے موقع پر جب پُوچھتے ہیں کہ "بھئی آپ کے اہل وعیال کیسے ہیں؟" تو وہاں بھی اہل سے مراد بیوی ہوتی ہے اور عیال سے مراد بچے۔

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ جس طرح اُردو میں "گھروالی" (جو اہل بیت کا ترجمہ ہے) یا اہلیہ کہنے سے سوائے بیوی کے اور کوئی شخص مراد نہیں ہوتا، اسی طرح عربی میں بھی (خصوصاً قرآن مجید میں) اہل بیت کہنے سے بیوی کے علاوہ دوسرے اشخاص مراد نہیں لئے جاسکتے۔[1]

---

[1] ہاں مجازی طور پر اولاد و اقارب یا متبعین کو بھی اگر اہل بیت میں شمار کرلیا جائے تو دوسری بات ہے۔ مگر مجاز کو مجاز ہی رکھنا چاہیئے۔ اسے حقیقت نہیں بنا دینا چاہیئے۔"
(ص۷ تا ص۹ کتاب مذکورہ)

تفسیر حقانی میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:۔

وہ بولے کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے۔ اے
گھروالی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ بے شک
وہ ستائش کے قابل بڑا بزرگ ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری سیرت کی مشہور کتاب "رحمۃ للعالمین" (مطبوعہ شیخ غلام علی ۱۹۶۶ء جلد دوم صفحہ ۱۳۲) میں رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ کا ترجمہ کرتے ہیں:۔

"اے گھروالی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں"

مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن میں ترجمہ اس طرح ہے:۔

انہوں نے کہا: کیا تُو اللہ کے کاموں پر تعجب کرتی ہے؟
اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تجھ پر ہوں اے اہل خانۂ
ابراہیمؑ! بلاشبہ اسی کی ذات ہے جس کی ستائشیں کی جاتی
ہیں اور وہی ہے جس کے لئے ہر طرح کی بڑائیاں ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی نے تدبر قرآن میں اس طرح ترجمہ کیا ہے:۔

وہ بولے، کیا خدا کی بات پر تعجب! اللہ کی رحمت اور
برکتیں نازل ہوں۔ آپ پر اے اہلِ بیت نبی۔ بے شک
وہ سزاوار حمد و بزرگ ہے۔

اور ملتِ جعفریہ کے سب سے مستند مترجم فرمان علی صاحب بھی اس کا یہی ترجمہ فرماتے ہیں:۔

اہلِ بیتِ خلیلؑ کی تشریح (جواباً)

قرآن اور "اہلِ بیت" طاہر المکی صاحب کا یہ دعویٰ کہ قرآن مجید یا زبانِ عرب میں مستعمل "اہلِ بیت" سے مراد بیوی ہی ہے۔ محتاجِ ثبوت ہے۔ ہمیں قرآن شریف میں صرف ایک ہی مقام ایسا ملا ہے جہاں "اہلِ بیت" استعمال کیا گیا ہے۔ وہ سورۂ قصص کی بارہویں آیت ہے۔ جس کے بارے میں حاشیہ آرائی کی گئی ہے۔ اس میں والدۂ موسیٰؑ (زوجہ عمران) کو مراد لیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مقصود اُمّ الموسیٰ ہی ہیں لیکن موسیٰ کی ماں ہونے کی حیثیت سے نہ کہ عمران کی زوجہ ہونے کے باعث چنانچہ آیت موصوفہ اس طرح ہے کہ:۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ۝ القصص

ترجمہ اشرف علی تھانوی صاحب:۔ "اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰؑ پر دودھ پلائیوں کی بندش کر رکھی تھی۔ سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچّہ کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اس کی خیر خواہی کریں۔" (سورہ قصص ۱۲)

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہر مکتبِ فکر کے مترجم قرآن نے اس آیت میں استعمال شدہ "اہلِ بیت" کا ترجمہ بایں مراد و مفہوم کیا ہے اور کسی ایک نے بھی "بیوی" مطلب نہیں لیا ہے۔

موقع و محل کے مطابق بھی اس جگہ "بیوی" کی ضرورت نہیں ہے۔

لہٰذا اس کا سیاق و سباق قرآن مجید ہی سے نقل کیا جاتا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے خوف سے اُن کی والدہ نے دریا میں بہا دیا۔ اور وہ محلِ فرعون میں پہنچ گئے تو حضرت آسیہؑ زنِ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو بیٹا بنا لینے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اور ظلمِ فرعون سے جناب موسیٰؑ کو بچا لیا۔ اب اُن کو دودھ پلانے کی ضرورت تھی۔ موسیٰؑ نے بحکمِ الٰہی کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ کیونکہ وہ معصوم پیغمبر تھے۔ اب فرعون و بی بی آسیہؑ کو کسی ایسی انّا یعنی دودھ پلانے والی دائی کی ضرورت تھی جس کا دودھ حضرت موسیٰؑ پی لیں۔ اُدھر اُمِ موسیٰؑ فراقِ فرزند سے نڈھال تھیں۔ انہوں نے بیٹی خواہرِ موسیٰؑ کو خبر خیریتِ موسیٰؑ کے حاصل کرنے کی غرض سے محل میں روانہ کیا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ نے یہ صورتِ حال دیکھی کہ جناب موسیٰؑ کسی عورت کے دودھ کو منہ نہیں لگاتے اور محل والے پریشان ہیں تو موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بحالتِ تقیہ میں اُن کو مطلع کیا کہ ایک گھرانا ہے جو اس بچّہ کی خیر خواہی کے ساتھ دیکھ بھال اور پرورش کر سکتا ہے چنانچہ یہ آیت ہمشیرہ موسیٰؑ ہی کا مکالمہ ہے۔ اس وقت نہ ہی موسیٰؑ کو "بیوی" کی ضرورت تھی اور نہ ہی فرعون یا آسیہ کو کہ انہیں "بیوی" کا پتہ دیا جاتا بلکہ ضرورت ایسے گھرانے کی تھی جس میں موسیٰؑ کی پرورش ہو سکے۔ اگر معاذ اللہ اس مقام پر مطلوب بیوی فرض کر لیا جائے تو بہت ہی بے ہودہ اور خطرناک مفہوم ظاہر ہو جائے گا۔

افسوس ہے کہ لوگ دشمنیٔ اہلِ بیتؑ میں بغیر سوچے سمجھے محض حسد و عداوت میں من گھڑت قسم کی تاویلاتِ قرآن کر کے اپنی آخرت خراب کرتے ہیں۔ بہر کیف سورۂ قصص کی آیت نمبر ۹ سے آیت نمبر ۱۳ تک ترجمہ ملاحظہ کیجیے اور طاہر المکی صاحب کی چالبازی دیکھیے۔ کہ کس طرح وہ دینی اصطلاحات میں من مانی کاروائیاں کر رہے ہیں۔

"اور فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) نے (فرعون) سے کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل مت کرو۔ عجب نہیں کہ بڑا ہو کر ہم کو کچھ فائدہ پہنچا دے۔ ہم اس کو اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔ اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی۔ اور (ادھر یہ قصہ ہوا کہ) موسیٰؑ کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے ہجوم سے) بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال (سب پر) ظاہر کر دیتیں۔ اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کیے رہیں کہ یہ (ہمارے وعدہ پر) یقین کیے (بیٹھی) رہیں۔ انہوں نے موسیٰؑ کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا موسیٰؑ کا سراغ تو لگا۔ سو انہوں نے موسیٰؑ کو دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ ان کی بہن ہیں اور اسی فکر میں آئی ہیں) اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰؑ پر دودھ پلائیوں کی بندش کر رکھی تھی۔ سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اس کی خیر خواہی کریں۔ غرض ہم نے موسیٰؑ کو ان کی والدہ کے پاس (اپنے وعدہ کے موافق) واپس پہنچا دیا۔ تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ (فراق کے) غم میں نہ رہیں۔ اور

تاکہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا (ہوتا) ہے۔ لیکن (افسوس کی بات ہے کہ) اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں رکھتے تھے"

{مترجم قرآن مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۶۱۵ اور صفحہ ۶۱۶
مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور (حمائل شریف)}

پس معلوم ہوا کہ قرآن مجید جو عربی زبان اور عربی لغت کا سب سے مستند مخزن ہے۔ اس میں "اہل بیت" ایک ہی جگہ استعمال ہوا ہے اور اس مقام پر مطلب "بیوی" نہیں بلکہ گھر و گھرانہ ہے۔ طاہر صاحب نے حاشیہ میں جو سورۂ احزاب کا حوالہ دے کر تحریر فرمایا ہے اس میں "اہل بیت" کہا گیا ہے۔ حقیقت کے برعکس ہے۔ محولہ آیت میں "اہل بیت" نہیں بلکہ "اہل البیت" ہے۔

"اہل البیت" اور قرآن

جس طرح قرآن میں مستعمل "اہل بیت" کے معنی بیوی ثابت نہیں ہوتے:

اسی طرح "اہل البیت" سے قرآنی مراد بیوی نہیں ہے۔ یہ مرکب سارے قرآن میں صرف دو جگہوں پر آیا ہے۔ ایک سورۂ احزاب میں اور یہ دوسرے سورۂ ہود میں۔ سورۂ ہود کی آیت نمبر ۷۳ فاضل طاہر المکی نے بطورِ شہادت تحریر کی ہے۔ طاہر صاحب نے اس کا جو اردو ترجمہ کیا ہے وہ تفسیر بالرائے کا مظہر ہے۔ ورنہ قرآنی آیت میں "اے گھر والی!" کی عربی عبارت قطعی طور پر موجود نہیں ہے۔ اور عربی میں صیغے جمع مذکر استعمال ہوئے جن کا اردو ترجمہ صیغۂ واحد مؤنث میں کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم ایسے اختراعی و مزعومہ تراجم پر بحث کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ لغوی اعتبار ہی سے یہ لغو قرار

پا جاتے ہیں۔

جیسا کہ ہم گذشتہ بیان میں وضاحت کر چکے ہیں کہ بیوی کے اہلِ بیت سکنی ہونے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسی طرح سورۂ ہود کی محولہ آیت میں زوجۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی سارہؑ کے خلیلِ خدا کی اہلیہ ہوتے ہوئے ان کے اہلِ بیت میں داخل ہونے پر بھی ہمیں کوئی عذر نہیں ہے کیونکہ بی بی صاحبہ نہ صرف ہم نسب خلیل تھیں بلکہ معصوم انبیاءؑ کا سلسلہ ان کے بطن سے جاری ہوا۔

بحث و نزاع یہ ہے کہ اس آیت میں استعمال شدہ لفظ "اہل البیتؑ" سے صرف "زوجۂ ابراہیمؑ" مراد لینا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔ چنانچہ آیئے ہم اس نزاع کو کتابِ خداوندی کی جانب لوٹاتے ہیں اور اسی سے پوچھتے ہیں کہ "اہل البیت" سے مراد کیا ہے۔ لہٰذا اس آیت کے سیاق و سباق پر غور فرمائیں۔ سورۂ ہود کی آیت نمبر ۶۹ سے ۸۳ تک کا رکوع نقل کیا جاتا ہے:-

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا

اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس بشارت لے کر آئے

سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝

اور انہوں نے (ابراہیمؑ کو) سلام کہا۔ (اور ابراہیمؑ نے) جواب سلام دیا۔ پھر (ابراہیمؑ) جلدی سے ایک بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے۔

فَلَمَّا رَآٰ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ

جب (اور ساتھ کھانے بیٹھے) کہ دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کی طرف نہیں

مِنْهُمْ خِیْفَةً ۭ

بڑھتے تو ان کی طرف سے متجسس ہوئے جی میں خوف لگا۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ۝

(فرشتوں نے) کہا ڈریئے نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ

اور (ابراہیمؑ کی) بیوی (سارہ) کھڑی ہوئی تھیں کہ حائضہ[1] ہو گئیں۔ ان کو

وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ۝

بشارت ہوئی اسحاقؑ کی اور اسحاق کے بعد یعقوبؑ کی۔

قَالَتْ یٰوَیْلَتٰٓی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ

وہ کہنے لگیں اے ہے کیا اب میں بڑھاپے میں بچے جنوں گی جبکہ میرے

شَیْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝

شوہر ضعیف ہیں یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ

فرشتے بولے "تعجب کرتے ہو اللہ کے امر سے اللہ کی رحمت ہو اور برکت ہو تم

عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

پر گھر والو بے شک وہ (اللہ) حمید و مجید ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ

پھر جب ابراہیمؑ کا خوف جاتا رہا اور ان کے پاس بشارت (اولاد)

الْبُشْرٰی یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝

بھی آ چکی تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں سفارش کرنے لگے۔

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ۝

بے شک ابراہیمؑ بڑے حلیم الطبع اور رقیق القلب تھے۔

---

[1] عام ترجمہ "ہنس پڑی" کیا گیا ہے۔

يَاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ
(ہم نے کہا) اے ابراہیم! اس بات پر ہٹ نہ کرو کیونکہ اس بارے میں
رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾
تیرے رب کا امر آچکا ہے۔ بے شک ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی
طرح بھی نہیں ٹل سکتا ہے۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ
جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوطؑ کے پاس (لڑکوں کی صورت میں) آئے وہ
بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾
ان کے خیال سے رنجیدہ ہوئے اور ان کی آمد پر تنگدل ہوئے اور کہا یہ
سخت مصیبت کا دن ہے۔

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا
اور ان کی قوم (فرشتوں کو لڑکے سمجھ کر بد ارادہ سے) دوڑتی ہوئی آئی اور
يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ
لوگ اس سے پہلے بھی یہ کام کرتے تھے لوطؑ نے (ان کو دیکھ کر) کہا اے قوم!
هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ
یہ میری بیٹیاں (بناتِ قوم) ہیں۔ ان سے بیاہ کر لو کہ یہ تمہارے واسطے صاف
ستھری ہیں (جائز و حلال ہیں) خدا کا خوف کرو اور مجھے میرے مہمانوں کے
ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾
بارے میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی سمجھدار آدمی نہیں ہے۔

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ
ان (بدبختوں نے) جواب دیا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہمیں بیٹیوں کی حاجت

وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾
نہیں ہے۔ اور جو بات ہم چاہتے ہیں وہ تم خوب جانتے ہو۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ
لوطؑ نے کہا کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط
شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾
قلعہ میں پناہ لے سکتا!

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ
(فرشتے بولے) اے لوطؑ! ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ
(فکر مت کرو) یہ لوگ تمہارے قریب نہیں آسکتے۔ تم کچھ رات رہے
اپنے گھر والوں سمیت نکل جاؤ۔ اور تم میں سے کوئی ادھر مڑ کر بھی نہ
مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ
دیکھے ماسوا تمہاری بیوی کے کہ اس پر یقیناً عذاب نازل ہونے والا
ہے وہی جو ان لوگوں پر نازل ہونے والا ہے اور ان (کے عذاب)
اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾
کا وعدہ بس صبح ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا
پھر جب ہمارا (عذاب کا) حکم آن پہنچا تو ہم نے (بستی کی زمین
کے طبقے) الٹ کر اس کے اوپر کے حصہ کو نیچے کا بنا دیا اور اس پر
عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾
ہم نے کھرنے دار پتھر تابڑ توڑ برسائے

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۚ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾

جن پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نشان بنائے ہوئے تھے اور وہ بستی (ان ظالموں (کفارِ مکہ) سے کچھ دور نہیں۔

قابلِ توجہ و غور

آیت ۶۹ سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ فرشتے "بشارت" حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس لائے۔ آپ نے خاطر و مدارات اور مہمان نوازی کے تحت اہتمام طعام فرمایا۔ لیکن جب مہمان فرشتوں نے کھانے کی جانب ہاتھ نہ بڑھائے تو حضرت ابراہیم کو تعجب ہوا۔ حضرت بی بی سارہ زنان خانہ میں کھڑی ہیں اور انہوں نے مہمانوں کی گفتگو سماعت فرمائی کہ وہ اُن کے شوہر کو بتا رہے ہیں کہ ہمیں اللہ نے بھیجا ہے قوم لوطؑ کی طرف بی بی صاحبہ کو حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی ولادت کی خوشخبری ملی تو آپ کو تعجب ہوا۔ یعنی میاں و بیوی دونوں حیران ہوئے تو فرشتوں نے کہا۔ تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتے ہو۔ اے گھر والو۔ اللہ کی رحمت و برکت تمہارے گھرانے پر جاری رہے۔

غور کیجیے جہاں صرف بی بی سارہ مراد ہیں وہاں ہر جگہ صیغہ واحد مونث ہی استعمال ہوا ہے۔ لیکن آیت ۷۳ میں جمع مذکر حاضر استعمال کر کے اہل و عیال ابراہیم مراد لی گئی ہے۔ جس میں خود جناب خلیلؑ، بی بی سارہؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ (جن کی بشارت ہوئی ولادت ابھی نہیں) کو داخل کیا گیا ہے۔ کیونکہ برکت نسل کی بشارت ہے۔

خطاب حضرت ابراہیمؑ ہی سے ہے۔ چنانچہ آیت ۷۴ میں ہے کہ ابراہیم کا خوف زائل ہوا۔ ان کو بشارت (اولاد) مل گئی۔

واضح ہو کہ زوجہ ابراہیمؑ کو آیت ۷۳ میں جہاں "اہل" میں داخل شامل کیا ہے۔ وہاں آیت ۸۱ میں زوجہ لوطؑ کو خارج بھی کیا ہے۔

پس آیت میں مستعمل "اہل البیت" سے مراد صرف زوجہ ابراہیمؑ لینا درست نہیں ہے۔ بلکہ وہاں اولاد ابراہیمؑ شامل ہو گی، جو باعث تعجب ہوئے۔

اسی طرح طاہر صاحب کا یہ لکھنا کہ "اہلیہ" "اہل بیت" کا مخفف ہے۔ کسی لغت سے ثابت نہیں ہے۔ نیز جب ہم اہل و عیال کی خیریت دریافت کرتے ہیں اس سے مراد تمام گھر والے ہوتے ہیں نہ کہ صرف بیوی۔ ورنہ غیر شادی شدہ یا رنڈوے آدمی سے کیا پوچھا جائے گا؟

خبردار! کسی سے صرف بیوی کا حال پوچھنا عموماً معیوب اور اکثر خطرناک ہوتا ہے اور رواج کے مطابق "عیال بچوں" کی خیریت کا دریافت کرلینا بیوی و بچوں کے لیے محیط ہو جاتا ہے۔ کسی سے خصوصاً اس کی بیوی کے احوال پوچھنا جبکہ کوئی رشتہ داری یا قرابت نہ ہو موجب عتاب ہو سکتا ہے۔ لیکن بچوں کی خیریت دریافت کرنا ایسے خدشہ و خطرہ سے مبرا ہو گا۔

عیال بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔ چنانچہ اس سے مراد زن و فرزند، کنبہ، رشتہ دار اور وہ سب افراد ہوتے ہیں جن کا نان و نفقہ اپنے ذمہ لیا ہو۔

المختصر اردو زبان میں "اہل بیت" کا ترجمہ "گھر والی" کر کے دراصل گھر کے دیگر افراد کو بے گھر بنا دینے کے مترادف ہے۔ بیوی کے لئے "اہلیہ" کا لفظ ہی موزوں ہو گا۔ چنانچہ عربی زبان میں بھی

کبھی مقام پر "اہل بیت" سے مراد صرف بیوی نہیں ہوتی ہے تا وقتیکہ کنبہ صرف شوہر و بیوی دو نفوس پر مشتمل ہو۔ خصوصاً قرآن مجید میں کسی بھی مقام پر "اہل بیت" سے مراد صرف بیوی نہیں لی گئی۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ قرآن میں لفظ "اہل بیت" صرف ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔ اور یہ تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہدیۂ قارئین کر دیا ہے البتہ "اہل البیت" کا استعمال دو مرتبہ ہوا ہے۔ ایک تو سورہ ہود میں جس میں حضرت سارہؑ کو داخل کیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسی سورۃ و رکوع میں حضرت لوطؑ کی زوجہ کا اخراج کیا گیا ہے۔

پس اہل بیت سے مراد گھر والے ہوئے گھر والی نہیں۔

حد ہو گئی بھئی! مسلک سنیہ میں تو گھر اور گھر والی کا تعلق اتنا کمزور ہے کہ صرف تین لمحوں کا بھی اعتبار نہیں قائم رہے یا نہ رہے صاحب زبان چلائیں "طلاق، طلاق، طلاق" گھر والی گھر سے باہر نہ کوئی تعلق نہ ہی واسطہ۔ (مگر شیعوں میں ایسا نہیں ہے)۔

لیکن اقرباء اور خویش گھر والوں کو گھر سے محفوظ وابستگی حاصل ہوتی ہے۔ کہ ان کا رشتہ گھر سے باہر ہونے کے باوجود بھی قائم رہتا ہے۔ مثلاً بھائی اگر گھر چھوڑ بھی جائے تو رشتہ قائم رہے گا۔ بیٹا گھر سے بھاگ بھی جائے تو بھی فہرستِ افرادِ خانہ میں داخل رہے گا لیکن بیوی گھر والی ہونے کے باوجود کسی بھی وقت گھر سے بیگانی ہو سکے گی۔

پس جس طرح بیوی کا رشتہ مجازی ہوتا ہے اور حقیقی نہیں۔ اسی طرح اس کا تعلق گھر کے ساتھ مجازی و نسبتی ہوگا نہ کہ حقیقی۔ یعنی کہ اگر خونی رشتہ دار عورت بھی اس رشتہ میں منسلک ہو جائے تو اس کی خونی رشتہ دارانہ مراعات پر مجازی مراعات غالب آجاتی ہیں

قرآن کا ناطق فیصلہ

قرآن مجید نے اس معاملہ کا بڑا خوبصورت حل پیش کیا ہے۔ اسلامی فلسفہ میں رشتہ داری معیارِ فضیلت نہیں ہے بلکہ نیک اعمال کو کسوٹی بنایا گیا ہے اسی اصول کے عین مطابق اللہ نے "بیوی" کو اہل بیت سے خارج کر کے طاہر المکی اور ان کے بہی خواہوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے چنانچہ منقولہ بالا سورۂ ہود کی آیت ۸۱ جو اس طرح ہے کہ:۔

قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ (۸۱) پ ۱۲

(فرشتے بولے) اے لوطؑ! ہم تمہارے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ تم تک دسترس نہیں پا سکتے تم کچھ رات باقی رہے اپنے اہل (بیت) سمیت نکل بھاگو اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تمہاری بیوی نہیں کہ اس پر بھی وہی عذاب یقیناً نازل ہوگا جو ان لوگوں پر ہونے والا ہے۔ بے شک وعدہ صبح کا ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے؟

اب طاہر المکی صاحب کا اگر قرآن حکیم پر ایمان ہے تو انصاف سے بتائیں کیا لوطؑ کو بیویوں سمیت رات رہے نکل جانے کا حکم ہوا؟ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہوئے وہ سب معاذ اللہ ان کی ازواج تھے۔ کوئی بھی صاحبِ عقل اس بات کو تسلیم نہ کرے گا۔ بلکہ تمام مکاتبِ فکر کے اسلامی علماء نے یہاں اہل سے مراد "گھر والے" لی ہے اور متعین اگر یہ لفظ بیوی کے علاوہ کسی دوسرے پر بھی

قرآن میں بے محل کیوں استعمال کیا ہے ؟ اب چونکہ عام طور پر گھر والوں
میں گھر والی بھی فرد شمار ہوتی ہے لہٰذا تخصیص کے ساتھ حضرت لوط کی
بیوی کو اہل (بیت) سے جدا کر دیا گیا۔
واضح ہو کہ حضرت لوطؑ کی بیٹیوں کو ان کے اہل میں داخل کیا گیا
ہے اور بیوی کو خارج ۔ پس بیٹی کا اہل میں داخل ہونا قرآنی دستور ہے۔
لہٰذا اولاد و اقارب یا متبعین مجازاً شمار نہ ہوں گے۔

ازواجِ رسولؐ کی تمام خواتین پر فضیلت ص۹

اس بغلی عنوان کے تحت فاضل مصنف تحریر کرتے ہیں کہ :۔
" 'اہل بیت' کے معنی سمجھ لینے کے بعد اب دیکھیے قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ' ازواجِ مطہرات یعنی اہلِ بیتِ رسولؐ (رسول اللہ کی گھر والیوں) کی عظمت و رفعت کا کس صراحت و وضاحت سے اظہار فرماتا ہے ۔ ارشادِ ربانی ہے :۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (۳۳/۳۲)

اے نبیؐ کی بیویو! (تم حرمِ محترم نبوی ہو، تمہارے گھر مہبطِ وحی ہیں، تمہارے ہی گھروں میں قرآن و حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے اس لئے تمہارے یمن و سعادت کا کیا کہنا) تمام دنیا کی عورتوں میں کوئی عورت تمہارے ہمسر نہیں (بلکہ تمہارا درجہ اور مرتبہ سب سے بلند اور سب سے عظیم ہے)
اس آیت کی تفسیر میں قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ :۔
اَلنِّسَآءِ میں جنس انوثیت کا ہر ایک فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ پھر لفظ اَحَد بھی موجود ہے ۔ اور جب نفی کے لئے لفظ اَحَد

کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس وقت نفی بدرجہ اتم ہوتی ہے
غور کرو وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (کوئی بھی خدا کا ہمسر نہیں) میں بھی یہی اَحَد ہے۔
غرض نفی میں اَحَد کا استعمال کسی استثنا کا موقع نہیں رہنے دیتا۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ ازواج النبیؐ کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر، متمیّز اور شانِ خاص کا ہے۔ (رحمۃٌ للعالمین جلد دوم ص۱۳۲)
ترجمۂ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے حاشیہ پر صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں :۔
یعنی تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر، جہاں کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔ (ترجمہ اعلیٰ حضرتؒ مطبوعہ تاج کمپنی)

اور مفتی احمد یار خاں بدایونی تفسیر نور العرفان (مطبوعہ ادارۂ کتب اسلامیہ گجرات) کے ص۶۷۳ پر لکھتے ہیں :۔
اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرمؐ کی بیویاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور جزا و سزا کا دُگنا ہونا اسی لئے ہے کہ ان پر اللہ کی نعمتیں سب سے زیادہ ہیں۔۔۔
اور فرمایا رِزْقًا كَرِيمًا یعنی جنّت میں اس دُگنے اجر کے سوا خاص روزی تمہارے لئے مخصوص ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اولادِ پاک سے ازواج

مطہرات افضل ہیں۔ کیونکہ یہ حضرات جنت میں حضورؐ کے ساتھ ہوں گی۔ اور خاص رونق کی حقدار۔۔۔۔۔۔

اور فرمایا لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو) بلکہ تم تمام جہان کی اولین و آخرین عورتوں سے افضل ہو۔ از حضرت آدمؑ تا روز قیامت کوئی بی بی تمہاری ہمسر نہ ہوئی نہ ہو گی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہراتؓ اولاد طیبہ و طاہرہ سے افضل ہیں، کیونکہ نساء سب کو شامل ہے۔

ملّتِ جعفریہ کے امام التفسیر جناب طبرسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

(اے نبی کی بیویو! دنیا کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں) فرما کر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام خواتین پر ازواجِ مطہراتؓ کی فضیلت کا قطعی اظہار فرما دیا۔[1]
(مجمع البیان مطبوعہ تہران ج ۸ ص ۳۵۵)

اور شیخ الطائفہ (بارہ امامی فرقے کے پیشوا) جناب طوسی فرماتے ہیں:۔

---

[1] ثم اظهر سبحانه فضيلتهن على سائر النسوان بقوله ينساء النبي لستن كاحد من النساء۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ میں اَحَد کا لفظ فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے ہر ہر فرد شامل ہو جاتا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے نبیؐ کی بیویو! انہیں رسول اللہؐ سے جو تعلق ہے اس کی بنا پر دنیا کی کوئی خاتون جلالت قدر اور منزلت کی بلندی میں نہ تمہارے مشابہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔[1]
(التفسیر التبیان مطبوعہ نجف ۱۹۶۳ء ج ۸ ص ۳۳۸)

ازواجِ مطہراتؓ کی اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح کائنات میں کوئی بشر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نہیں اسی طرح کائنات کی کوئی عورت اہل بیتِ رسولؐ (رسول اللہؐ کی گھر والیوں) کی طرح نہیں۔ تفسیر البحر المحیط میں ہے:۔

فكما انه عليه السلام ليس كاحد من الرجال كذالك زوجاته اللاتي تشرفن بقربه۔

جس طرح آنحضرتؐ جیسا دنیا میں کوئی مرد نہیں، اسی طرح ان کی ازواجِ مطہراتؓ کی مثل دنیا میں کوئی عورت نہیں۔

(التفسیر البحر المحیط ج ۷ ص ۲۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ)

---

[1] انما قال كاحد، ولم يقل كواحدة لان احداً نفي عام للمذكر والمؤنث والواحد والجماعة اى لا يشبهكن احد من النساء في جلالة القدر وعظم المنزلة لمكانكن من رسول الله صلى الله عليه وآله۔

اور احکام القرآن میں ہے :-

اے رسولؐ کی اہل بیت اگرچہ تم بھی اوروں کی طرح انسان ہو مگر فضل و شرف میں دنیا کی کوئی عورت تمہاری ہمسری نہیں کر سکتی جس طرح پیدائش کے اعتبار سے اگرچہ آنحضرت بھی بشر ہیں مگر فضیلت و منزلت میں کوئی شخص بھی ان جیسا نہیں ہے۔[1]

(احکام القرآن، قاضی ابن العربی مطبوعہ مصر ۱۹۵۸ء ج ۳ ص ۱۵۲۳)

جس طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت دوسرے آدمیوں کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسے غلاموں کے مقابلہ میں آقا اور مالک کی، اسی طرح آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کی حیثیت باقی تمام خواتین کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسی کنیزوں کے مقابلہ میں خود مختار خاتون اور مالکہ کی۔

(تفسیر خازن و تفسیر کبیر امام رازی ص۱۳)

---

[1] لستن کاحد من النساء فی الفضل و الشرف، فانھن وان کن من الادمیات فلیس کاحدھن، کما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان کان من البشر جبلۃ فلیس منھم فضیلۃً ومنزلۃً۔

بحثِ فضیلت در جواب

بلاشبہ یہ حقیقت اپنی جگہ پر اٹل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج بابرکات کی یہ قدرتی فضیلت ہے کہ ان کو غایت کائناتؐ، افضل المخلوقاتؐ کی رفاقت اور چادرِ رحمت اللعالمینؐ کا سایہ نصیب ہوا۔ رسولؐ کون و مکاں کے ساتھ رشتۂ ازدواج کا شرف حاصل ہوا۔ اپنی اس خوش بختی پر وہ مخدرات جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔ ہمیں امہات المومنین کے مراتب و درجات سے نہ ہی کوئی انحراف ہے اور نہ اختلاف، مقصدِ بحث محض اس غلط فہمی کو دور کرنا ہے کہ "اہل بیت" سے مراد صرف "رسول اللہؐ کی گھر والیاں" ہیں۔ چنانچہ ہم نے ازروئے قرآن مجید اور لغت زبانِ عرب سے "اہل بیت" کے حقیقی معنی بیان کئے اور طاہر المکی صاحب کی غیر مدلل بحث کا مسکت جواب دیا اور ثابت کیا کہ "اہل بیت" کے معنی محض ازواج لینا ہرگز درست نہیں۔ اگر ایسا صحیح ہوتا تو حضرت لوط علیہ السلام کی زوجہ کو زمرۂ اہل سے جدا نہ کیا جاتا۔

مذموم دست اندازی

طاہر صاحب نے ایک اور گمراہ کن شوشہ چھوڑا ہے۔ بلکہ میری نظر میں قرآن مجید جیسی مقدس کتاب پر دست اندازی کرنے کی مذموم جرأت کی ہے۔ کہ کلامِ الٰہی کی عبارتِ آیت کا خود ساختہ ترجمہ کر کے عوام الناس کو بھٹکانے کی کوشش کی ہے۔ سورۂ احزاب کی بتیسویں ۳۲ آیت کے اس ٹکڑے کو اپنا مطلب نکالنے کی ناکام وار[illegible]

یوں ہے:۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

ترجمہ:۔ "اے نبیؐ کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ بوقتِ ضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کہو۔"

(مترجم قرآن مجید مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

لفظی ردوبدل کے ساتھ دیگر تمام مشہور و معتبر مترجمین اور مفسرین نے اسی مطلب کو بیان کیا ہے۔ بے شک مخاطب ازواجِ رسولؐ ہیں لیکن اس آیت میں کسی طرح بھی کوئی جواز ایسا نہیں نکلتا ہے جس سے ازواج کا تمام عورتوں سے من کل الوجوہ افضل ہونا ثابت ہو سکے۔ البتہ اس سے ماخوذ ہوتا ہے کہ عام عورتوں اور ازواجِ پیغمبرؐ میں امتیاز پایا جاتا ہے۔ ویسا فرق جو ایک غلام یا کنیز کے لئے اُس کے آقا کی زوجہ کا ہوتا ہے۔ کسی بی بی کا حرم رسولِ مقبولؐ میں داخل ہو جانا یقیناً بہت ہی بڑا اعزاز ہے۔ چنانچہ یہی بات اللہ نے ازواجِ رسولؐ پر واضح فرمائی ہے کہ عام عورتوں اور ازواج النبیؐ میں فرق ہے۔ اندازِ بیان کچھ اس طرح ہے کہ ازواج کو اُن کے مقام کی پہچان کرواتے ہوئے نصیحت کی جا رہی ہے۔ مثلاً یہ ہے کہ:۔

کسی معزز و شریف گھرانے کے لڑکے کے بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو اس کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے اس طرح نصیحت کی جاتی ہے کہ۔۔۔ "برخوردار! تم اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ ہو معمولی آدمی نہیں ہو۔ لہٰذا غیر شریفانہ حرکات تمہارے خاندانی وقار کے خلاف ہیں۔ تم نیک ماں باپ کی اولاد ہو۔ شریف خون ہو۔ کم سے کم اپنے بزرگوں کی شرافت و توقیر کو مدِنظر رکھو۔ اُن کی نیک نامی کو بٹہ نہ لگاؤ۔"

چنانچہ اسی اسلوب سے پروردگارِ عالم نے امہات المسلمین کو خطاب کر کے آگاہ کیا ہے کہ اے بی بیو! تم شاہِ لولاکؐ کی بیویاں ہو۔ لہٰذا اپنی شانِ ارفع کو پہچانو کہ تم معمولی عورتیں نہیں ہو۔ لہٰذا تقویٰ کی جانب مائل ہو۔ نامحرموں کے ساتھ عام عورتوں کی طرح نزاکت و ادا سے گفتگو مت کرو۔

اب جبکہ آیت میں فضائل کا ذکر ہی نہیں ہے تو پھر کیسے ثابت ہو گیا کہ ازواج النبی کا درجہ (ماسوا زوجہ رسولؐ ہونے کی تخصیص کے) ہر ایک عورت سے بالاتر، متمیز اور شان خاص کا ہے۔ ہمارے نزدیک سیّد کائناتؐ کے حبالہ عقد میں آجانا کسی بی بی کے لئے باعثِ افتخار برتری و امتیازی شان تو ضرور ہے مگر افضلیت جامع و کلی اور چیز ہے۔

لفظ اَحَد کا استعمال

لفظ اَحَد کے استعمال سے جو فائدہ طاہر المکی صاحب یا قاضی منصور پوری صاحب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ آیت میں دستیاب نہیں ہے۔ اولاً تو یہ آیت زمرہ فضائل میں نہیں آسکتی ہے کیونکہ بیان توصیفی نہیں بلکہ تنبیہی ہے۔ دوم یہ کہ اَحَد کے لفظ سے فاضل مکی نے جو

دلیل بنائی ہے وہ درست نہیں کیونکہ آیت کے الفاظ ادھورے لئے گئے ہیں۔ اور بقیہ حصّہ حذف کر دیا گیا ہے جبکہ آیت میں کسی جگہ وقف نہیں ہے۔ بات کاٹ کر مطلب براری کے لئے من پسند ٹکڑا لے لیا گیا ہے اور باقی جملے کے حصّہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی کہہ دے کہ "نماز کے قریب مت جاؤ" لیکن اگلی بات نہ کہے۔

اگر طاہر المکیؒ صاحب، قاضی سلیمان منصورپوری صاحب، مفتی احمد یار خان صاحب یا دیگر صاحبانِ نظریہ "احد" ہی سے نفی بدرجہ اتم پیدا کرتے ہیں اور استثناء کا موقع نہیں رہنے دیتے ہیں تو پھر ہم ایک فرضی (غلط) دعویٰ بلند کرتے ہیں کہ:۔

جہنم میں کوئی نہیں جائے گا | خداوند تعالیٰ فرماتا ہے

لَا اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ "تمام جہانوں میں سے کسی ایک کو بھی عذاب نہ دوں گا"

(المائدۃ ۱۱۵ پ۷)

محوّلہ بالا منقولہ ٹکڑا سورۃ مائدہ کی ۱۱۵ ویں آیت کا آخری حصّہ ہے۔

اس عبارت میں بھی 'احد' کا لفظ مستعمل ہے۔ لہٰذا طاہر صاحب اور ان کے ہم مشربوں کی نقل میں (نقل کفر کفر نباشد) ہم کہتے ہیں کہ کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ کیا ایک بھی صحیح الدماغ مسلمان ہمارے اس استدلال کو درست مان لے گا؟ اگر مانے گا تو جہنمی جیسے دوزخ سے چھٹکارا ملنے کی جھوٹی آس مل جائے گی یا پھر پاگل۔

پس اگر اس مقام پر "احد" کا استعمال کسی کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دلیل نہیں ہے حالانکہ یہ کلام وعیدیہ ہے اور لفظی اعتبار سے اعلانِ عام معلوم ہوتا ہے تو پھر "کاحد" سے طاہر صاحب کی خیالی دیگ کیسے پک سکتی ہے۔

لہٰذا مشتاق عرض کرتا ہے کہ جس طرح کوئی معذب لفظ "احد" کی آڑ لے کر عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح لفظ "کاحد" سے ازواج النبیؐ کو ویسی فضیلت حاصل نہیں ہے جس کا پرچار طاہر صاحب کر رہے ہیں۔ سورۂ احزاب کی اس آیت پر بقیہ گفتگو ہم آئندہ کریں گے یہاں سورۂ مائدہ کی آیت ۱۱۵ پوری نقل کر کے آگے بڑھتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔

علیٰ ھٰذا القیاس جب "احد" ہی سے بات نہ بنی تو "النساء" سے امید کیسے بر آ سکتی ہے۔ قاضی سلیمان صاحب کی محض عقیدت مندی ہے کہ وہ "النساء" میں جنس انوثیت کا ہر فرد شامل کر رہے ہیں۔ اگر ایسے ہی استدلال پر کام چلے تو پھر بتایئے

وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿۲﴾

سے نوعِ انسانی (بشمول مرد و عورت) خسارے میں ہے۔ یا یوں کہوں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ کسی فاسق و فاجر، کافر و مشرک زندیق کی قید نہیں۔ اب اگر کوئی ناہنجار، بدکردار شخص انسان ہونے کے ناطے سے اس مقولہ کے بل بوتے پر دعویٰ کرتا رہے کہ میں اشرف المخلوقات ہوں تو کیا اسے تسلیم کر لیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

شیعہ اکابرین مثلاً علامہ طبرسیؒ اور شیخ طوسیؒ وغیرہ کی منقولہ عبارات اس بات کے شواہد ہیں کہ ہم ازواج النبیؐ کے مراتب و درجات کے ہرگز منکر نہیں ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تمام ازواج حسبِ مراتب جلالتِ قدر اور منزلت بلند پر فائز ہیں۔ کوئی دوسری عورت اُن کی اِس فضیلت میں شریک نہیں ہے۔

لیکن ملحوظِ خاطر رہے کہ یہ فضیلت خاص رشتۂ رسولؐ سے نسبت رکھتی ہے۔ اور اس کا استحکام تقویٰ پر ہے۔ کیونکہ دینِ اسلام نے محض رشتہ داریٔ پیغمبرؐ کو معیارِ فضیلت تسلیم نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج سے جہاں دوہرے اجر کا وعدہ فرمایا ہے وہاں دوہرے عذاب سے بھی ڈرایا ہے۔ بہرحال اُن معظمات کے مرتبے ہم جیسے گنہگار کیا بیان کر سکتے ہیں۔ ہماری اُمّہات کے لئے صرف یہی ایک فضیلت اُن کو دیگر عام عورتوں سے ممتاز کر دیتی ہے کہ بعد از وفاتِ رسولؐ کوئی بھی شخص اُن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ وہ ہر حال میں رسول کی ازواج ہی ہیں۔ وہ تاجدارِ نبوتؐ کی مہار لینا اور ہم ان کے نوکر و غلام ہیں۔

ظاہر الملکؔ صاحب نے علامہ قاضی ابن العربی کی احکام القرآن سے جو عربی عبارت نقل کی ہے اس کا ترجمہ خود ساختہ ہے۔ اصل

عبارت میں اہل بیتؑ کے لفظ نہیں ہیں۔ نہ ہی اس کے ہم معنی کوئی لفظ موجود ہے۔ یہ علمی خیانت ہے کہ "نساء" کی بجائے اہل بیت لکھ دیا جائے۔ اسی کو تحریف کہا جاتا ہے۔

ازواجِ مطہراتؓ تمام خواتین کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں

اس لفظی عنوان کے تحت تحریر ہے کہ:-

"یہی وجہ ہے کہ جس طرح تمام دنیا کے مردوں کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسوۂ حسنہ ہے اسی طرح تمام دنیا کی خواتین کے لئے اہل بیت رسولؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کی حیات مشعلِ راہ اور نمونہ ہے۔

تفسیر مواہب الرحمان۔ تفسیر المراغی مصری۔ تفہیم القرآن مولانا مودودی اور مشہور شیعہ تفسیر التبیان مطبوعہ نجف)
کتاب زیرِ تبصرہ صـ۱۴ـ

خواتین کے لئے اسوۂ حسنہ

بے شک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ تمام مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اور حضورؐ کی اطاعت و رفاقت میں بسر کی گئی ازواج کی پاکیزہ زندگیاں تمام مسلمات کے لئے مشعلِ راہ اور نمونہ ہیں۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اطاعت شعار، فرمانبردار، خدمت گذار اور قناعت پسند بیبیوں کی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ اُمت کی بیٹیوں کے لئے ہدایت کا سنہرا پیغام ہے۔ جنت کا پروانہ ہے۔ اللہ اُن عالی بخت مخدرات کے نقشِ قدم پر چلنے کی

ہر عورت کو توفیق عطا کرے۔

ازواج مطہرات رضؓ کے متعلق آیہ تطہیر

اس لغلی عنوان کے تحت طاہر صاحب تحریر کرتے ہیں :۔

"اہل بیت رسول ﷺ (ازواج مطہرات رضؓ) کی اس عظمت و فضیلت کا اعلان و اظہار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے اگلی آیت میں فرمایا :۔

--- اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ (۳۳/۳۳)

اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور جلیل القدر صحابی عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ :۔

"یہ آیت خاص ازواج مطہرات رضؓ کے لئے نازل ہوئی ہے"

تفسیر ابن کثیر۔ احکام القرآن قاضی ابن العربی۔ روح المعانی، تفسیر قرطبی، تفسیر درمنثور، تفسیر مواہب الرحمان تفسیر بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی ان کے علاوہ بھی ۷۵ سے زیادہ تفسیروں میں اس کا ذکر موجود ہے۔[1]

---

[1] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے شاگرد خاص مشہور تابعی حضرت عکرمہؒ کا بھی یہی ارشاد ہے اور وہ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی شخص اس بات کے متعلق مجھ سے مباہلہ کرنا چاہے تو میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں (تفسیر روح المعانی تفسیر بیان القرآن وغیرہ)

اس آیت کریمہ کی مفصل تفسیر کا مطالعہ کرنے کے لئے اردو کی مندرجہ کتابیں مفید رہیں گی (۱) تفسیر آیہ تطہیر از مولانا عبدالشکور لکھنوی مطبوعہ مکتبہ صحافت نور محمد

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

اردو کے سب سے قدیم اور سب سے مستند مترجم حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی (جو حضرت شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے ہیں) اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں :

اور خدائے تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندگی اور ناپاکی کو اے پیغمبر کی گھر والیوں، اور چاہتا ہے پاک کرے خدائے تعالیٰ تم کو سب گناہوں سے پاک کرنا سب طرح سے (ترجمہ شاہ عبدالقادر مع تفسیر موضح القرآن مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۳۰۸ھ منزل پنجم ص ۱۱۷)

اور عربی کی سب سے مشہور تفسیر جلالین شریف میں (جو دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث سب سنیوں کے عربی مدارس کے نصاب درس نظامی میں بھی شامل ہے) لکھا ہے :۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ای نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آیہ کریمہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت میں اہل بیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیاں ازواج مطہرات ہیں۔"

(کتاب زیر جواب ص ۱۴،۱۵)

بقیہ گذشتہ صفحہ سے
شاہ عالمی مارکیٹ لاہور (۲) اہل بیت اور اہل سنت، از مولانا سراج الحق مچھلی شہری مطبوعہ بنارس (بھارت) (۳) آیہ تطہیر اور اہل بیت رسول ﷺ از ڈاکٹر محمد سلطان نظامی مطبوعہ شرکت ادبیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور۔

آیۂ تطہیر کے متعلقین

اس باب میں ہم ناظرین سے خصوصی غور کا مطالبہ کرتے ہوئے عرض گذار ہیں کہ اصل متنازعہ امر مابین شیعہ وغیر شیعہ یہی ہے کہ آیت تطہیر میں ازواج داخل ہیں یا نہیں؟ لہٰذا ہمارے آئندہ معروضات کو جو قدرے طویل ہیں طبائع نازک پر بوجھ خیال نہ فرمائیں۔ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ اس موضوع کو غیر جانبدارانہ تحقیقات سے پیش خدمت کریں۔ دین کے معاملہ میں کوئی دنیوی عنصر غالب نہ آنے دیں۔ چنانچہ سب سے پہلے اس آیہ مبارکہ کے سیاق وسباق کی جانب توجہ فرمائیے۔ سورۂ احزاب کے اس رکوع کو ہم پورا نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو آیت ۲۸ سے ۳۴ تک ہے۔
چنانچہ ارشاد ہے کہ:-

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ
كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ
اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ
تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ
اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ
مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا

الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾
وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا
نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ
مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ
وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ
اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

(سورۃ الاحزاب پارہ ۲۱ و ۲۲)

ترجمہ:- اے نبیؐ! اپنی بیویوں کو کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیوی زندگی کا عیش اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال و متاع دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کردوں۔ ۲۸

اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسولؐ کو اور عالم آخرت

کو تم میں سے نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم مہیا کر رکھا ہے۔ ۲۹

اے نبیؐ کی بیویو! جو کوئی تم میں کھلی بے سودگی کرے گی اس کو دوہری سزا دی جائے گی۔ اور یہ بات اللہ کو آسان ہے۔ ۳۰

اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو اس کا دوگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔ ۳۱

اے نبیؐ کی بیویو! (خبردار) تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (بشرطیکہ) اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔ تو (لہٰذا) تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے دل میں بیماری ہے۔ اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کرو۔ ۳۲

اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔ اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔ اور تم نمازوں کی پابندی رکھو۔ اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا کہنا مانو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً و باطناً) پاک و صاف رکھے۔ ۳۳

اور تم ان آیاتِ الٰہیہ کو اس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ راز دان ہے پورا خبردار ہے۔ ۳۴

(ماخوذ ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

آیۂ تطہیر منکرین کے ناپاک ارادے خاک میں ملاتی ہے

آیۂ تطہیر منکرینِ اہل بیتؑ اطہار کے لئے بہت ناگوار مضمون ہے کیونکہ اس آیۂ پاک سے ان کے ناپاک ارادے خاک میں مِل جاتے ہیں۔ بعض علمائے متقدمین کی بڑی تعداد نے اس معاملہ میں خاموشی اختیار کرنا بہتر خیال فرمایا ہے اور یہ کہہ کر دامن بچا گئے ہیں کہ ہم پنجتنؑ پاک کو مانتے ہیں۔ یہ آیت واقعی ان کی شان میں ہے۔ کچھ نے بات کو ذرا بڑھا کر کہا کہ ٹھیک ہے یہ آیت پنجتنؑ پاک کے حق میں نازل ہوئی مگر ازواجِ رسولؐ بھی اس میں شامل ہیں۔ ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ حقیقت میں اس آیت کی مصداق حضورؐ کی بیویاں ہیں لیکن آنحضرتؐ نے حضرات اربعہ کو بھی داخل فرمایا ہے۔ مگر آج کے دور میں ایک گروہ قلیل ایسا بھی ہے جس کے موشگاف مولوی محض سستی شہرت حاصل کرنے کی خاطر خلافِ کتاب و سُنّت حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور رسولِ اکرمؐ خاکم بدہن اس آیت سے غیر متعلق قرار دیتے ہیں اور صرف ازواجِ پیغمبرؐ کو اس کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ بہر حال میدانِ تحقیق میں اُترتے ہیں اور قارئین کو سورۂ احزاب کی منقولہ بالا آیات کی تلاوت فرمانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

تحقیق حق

عربی دان قارئین آگاہ ہوں گے کہ جس جس مقام پر بھی ازواج کا تذکرہ یا ان سے خطاب کیا گیا ہے وہاں ہر جگہ پر صیغۂ مخاطب مؤنث استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً

ان کنتن۔ تردن الحیوٰۃ الدنیا۔ فتعالین۔ امتعکن۔
اسرحکن۔ منکن۔ لستن۔ ان اتقیتن۔ فلا تخضعن

ہو تکن۔ لاتبرجن ۔ اقمن ۔ اٰتین ۔ اطعن ۔

الغرض سارا خطاب جمع مؤنث صیغہ کے ساتھ ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں ازواج مراد ہیں قدرت نے وہاں صیغۂ جمع مؤنث استعمال کیا ہے۔ لیکن محض ایک مقام پر قاعدے سے ہٹ کر صیغۂ جمع مذکر بولا گیا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ خطاب ایسے افراد سے ہے جن میں کثرت مذکر ہو۔ پس گرامر کے لحاظ سے آیتِ تطہیر ازواج کے لئے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس صورت میں صیغہ مؤنث ہونا چاہیئے تھا۔

آیۂ تطہیر سے پہلے اور بعد کے بیان پر غور کرنے سے اس بات پر توجہ مرکوز ہوتی ہے کہ کلام میں وعدۂ جزا کی نسبت وعیدِ سزا بہت زیادہ ہے آیات کے مفہوم سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی ازواج کی بات ہے وہاں ان کو تنبیہہ کی جا رہی ہے، ڈرایا گیا ہے، نصیحت کی گئی ہے اور آخرت کے خوف کا اظہار کیا گیا ہے۔ مثلاً فرمایا گیا ہے کہ اگر تم کسی امرِ فاحشہ کی مرتکب ہو گی تو تم کو دوگنا عذاب دیا جائے گا۔ یا یہ کہ اگر تم طلبِ دنیا کی خواہش مند ہو تو خوبی کے ساتھ رخصت لے لو۔ پھر یہ حکم کہ اپنے گھروں میں قیام کرنا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، وغیرہ وغیرہ۔

تہدیدی بیان کا یہ سارا سلسلہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ازواج کا بیان کردہ منہیات کا مرتکب ہونا خارج از امکان نہیں تھا۔ لہٰذا خدا نے ان کو خبردار کیا۔ پس اُن میں سے جو بی بی رُک گئی، اُس نے اپنے مقام کو پہچان لیا۔ جو نہ رُکی اس کی یہ لغزش مطلوبہ مقام کے کھو جانے کا سبب بنی۔ اللہ خوب راز دان ہے۔

کلام میں اکثر تخصیص و تبعیض نظر آتی ہے۔ "مِن" تبعیضی کا

استعمال ہوا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ بعض اجرِ عظیم یا رزقِ کریم کی حصّہ دار ہیں لیکن بعض کے لئے خدشۂ عذاب کا بیان ہے۔ جیسا کہ خط کشیدہ عبارتوں سے ظاہر ہے۔

پھر یہ کہ کسی بھی جگہ عموم نہیں بلکہ ہر بات مشروط ہے۔ مثلاً اگر دنیا پسند ہو تو رخصت حاصل کر لو، اگر اللہ اور رسولؐ و آخرت کو چاہتی ہو تو تمہارے لئے اجرِ عظیم مہیا ہے۔ اگر بے ہودگی ہو گی تو دوہری سزا ملے گی، اگر حسنات بجا لاؤ گی، خدا و رسولؐ کی اطاعت کرو گی تو دوگنا اجر ملے گا۔ رزقِ کریم تیار پاؤ گی۔ تقویٰ اختیار کرو گی تو شانِ امتیازی کی مالک ہو گی۔ علیٰ ہذا القیاس۔

اِن باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جب ہم دیکھتے ہیں تو چادرِ تطہیر کسی بھی غیر معصوم کو اپنے اندر نہیں آنے دیتی ہے۔ اور یہ خلعت شریف ہر غیر معصوم کے لئے ناموزوں نظر آتا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ آیت کا تعلق ازواج سے نہیں ہے تو پھر اس مقام پر کوئی کیوں آئی جہاں ازواج ہی کا تذکرہ ہے تو ہمارا جواب یہ ہے کہ چونکہ ازواج کو تہدید ہو رہی تھی لہٰذا ممکن ہے کہ اس تہدید میں اہلِ بیتؑ کو بھی شامل سمجھ لیا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ازواج النبیؐ سے اعراض فرما کر اہلِ بیتِ اطہار کی جانب رُخِ کلام کو پھیر دیا تاکہ اُمّت پر عیاں ہو جائے کہ اہلِ بیتؑ اطہار اس تہدید سے بالاتر ہیں۔ قرآن مجید میں اس قسم کی اور مثالیں بھی ملتی ہیں جس طرح کہ واقعہ معراج النبیؐ کے ساتھ سفرِ موسیٰؑ کا بیان ہے۔

دوم یہ کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب حسبِ نزول نہیں ہے۔ امکان ہے کہ یہ آیت اس مقام پر بوقتِ ترتیب لکھ دی گئی ہو۔ اس پر مفصّل بحث کے لئے ہماری کتاب "حقیقت تحریف قرآن" کا مطالعہ کیا جائے۔

دیگر وجوہات

۱۔ آیۂ تطہیر میں "اِنّمَا" کلمہ حصر ہے۔ اور ظاہر کرتا ہے کہ اشخاص معین کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ لفظ "یرید" مضارع ہے۔ جو حال و مستقبل دونوں پر جاری ہوتا ہے۔ گویا اہلبیتؑ ہمیشہ طاہر و پاک رہیں گے۔ مگر احادیث میں کتب الحیض سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج مخصوص ایام میں طہارت سے جدا ہوتی تھیں۔

۳۔ منقولہ بالا رکوع ہی میں یہ ہے کہ اے پیغمبر کی بیبیو! تم میں سے جو بھی کوئی صریح ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو دوگنا عذاب ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ازواج سے ایسے افعال کا سرزد ہو جانا امکان میں باقی رہ گیا۔ جبکہ آیت تطہیر میں بیان کردہ طہارت ارادہ خداوندی سے ہے۔ یہ تضاد ازواج و آیۂ تطہیر میں جدائی پیدا کرتا ہے۔

۴۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزولِ آیہ سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارتِ کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلوماتِ خداوندی میں سے علم الٰہی ازلی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادۂ خدا اذہابِ رجس کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

عبداللہ ابن عباسؓ سے منسوب تفسیر

طاہر المکی صاحب نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے کہ انہوں نے آیۂ موصوفہ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت خاص ازواج کے لئے نازل ہوئی۔ لیکن مکمل حوالہ نقل نہیں فرمایا۔ بالفرض محال ہم نے مان لیا عکرمہ کی دعوت مباہلہ کو بھی قبول کر لیا اور بیان کردہ

اردو کتب کا مطالعہ کرنے کی زحمت بھی اُٹھا لی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان سب نے آیت کے پہلے حصّے کو ازواج کے لئے بتایا۔ اور ممکن ہے کہ ابن عباسؓ نے جنگِ جمل میں یہ آیت تلاوت بھی کی ہو کہ

"(اے ازواج رسولؐ) ! تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور جہالت کی رسموں کے موافق (دربدر) مت پھرو ---- الخ

لیکن آیۂ تطہیر کے متعلق تو ابن عباسؓ کا بیان یہ ہے کہ :-

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو (۹) مہینے تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے رہے کہ آپؐ ہر روز ہر ایک نماز کے وقت علیؑ ابن ابی طالب کے دروازے پر تشریف لاکر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے اہل بیت اللہ کا تو بس یہی ارادہ ہے کہ تم کو رجس سے پاک رکھے اس طرح جیسے کہ پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے۔

(اخرجہ ابن مردویہ تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی بحوالہ ارجح المطالب ص۶۳)

اب جبکہ ابن عباسؓ ہی کی زبان سے در اہل بیت کا تعارف ہو گیا تو پھر عکرمہ یا دیگر لوگوں کی بات کا کیا اقتدار ہوگا۔ (تفسیر درمنثور آپ کے ماخذوں میں شامل ہے) تاہم اتمام حجت کے لئے کچھ حوالہ جات بطور ثبوت نقل کئے جاتے ہیں تاکہ طاہر صاحب کے بیان کردہ ۷۵ سے زائد تفسیروں کا بھید عیاں ہو جائے۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب نمبر ۲۲۸ جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۳۴ حدیث نمبر ۱۵۵۰ (پرانی کتابوں میں باب "فضائل اہل بیت النبی" الگ سے قائم ہے اور یہ حدیث جز السابع کے صفحہ ۱۳۰ [illegible] مگر

اب مترجمین نے اس باب کا عنوان لکھنے سے گریز کرنا شروع کر دیا ہے۔

۲۔ مسند امام احمد بن حنبل
جزاول ص ۳۳۱، جز ثالث ص ۲۸۵، ص ۲۵۹، ص ۱۵۱،
جزرابع ص ۵ اور ص ۱۰۷۔ جز سادس ص ۲۹۲، ص ۲۹۶،
ص ۲۹۸، ص ۳۰۴، ص ۳۲۲۔

۳۔ صحیح ترمذی ک ۴۴ سورہ ح ۷، ک ۴۶ ب ۳۱ ح ۹۰ اور ۶۰

۴۔ مشکواۃ شریف جلد ۳ ص ۲۷۵ باب مناقب اہل بیت النبی۔

نوٹ:۔ کتب حدیث میں مناقب اہل بیت اور فضائل ازواج کے ابواب کا جداگانہ ترتیب دیا جانا اس کی دلیل ہے کہ محدثین کے نزدیک ازواج اور اہل بیت الگ الگ ہیں اگر اہل بیت اور ازواج میں فرق نہ ہوتا تو یہ علیحدہ علیحدہ باب بنانے کی ضرورت نہ ہوتی۔

۵۔ نزل الابرار مرزا محمد بن معتمد خاں ص ۵ اور ص ۱۷

۶۔ تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی جز ۵ ص ۱۹۸

۷۔ منہاج السنۃ علامہ ابن تیمیہ جلد ۳ ص ۴

۸۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علامہ ابن عبدالبر جلد ۲ ص ۲۱۵

۹۔ مسند ابوداؤد الطیالسی الجز الثامن ص ۲۷۴ حدیث ۲۰۵۵

۱۰۔ مصابیح السنۃ امام بغوی الجز الثانی ص ۲۷۸

۱۱۔ اشعۃ اللمعات شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد چہارم ص ۲۷۸

۱۲۔ ینابیع المودۃ سلیمان قندوزی ص ۱۰۷ تا ص ۱۰۹

۱۳۔ نور الابصار علامہ شبلنجی ص ۱۰۱

۱۴۔ اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار ص ۹۸-۹۹ علامہ محمد صبان

ان کے علاوہ ستر سے زائد کتب میں احقر نے مطالعہ کیا ہے کہ آیت تطہیر کے مصداق پنجتن پاک ہیں۔ موطا امام مالک، مستدرک امام حاکم اور کتاب الاتحاف وغیرہ ان میں شامل ہیں۔

سہولت قارئین کے لیے یہ بہتر ہوگا کہ چند اقتباسات کا ترجمہ پیش خدمت کر دیا جائے تاکہ حجت تمام ہو جائے۔

ابن تیمیہ کا اقرار

امام اہل سنۃ علامہ ابن تیمیہ جیسے شیعہ دشمن اس موقف کی تائید میں یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ:

"یہ صحیح ہے۔ اس کو امام احمد حنبل و ترمذی نے ام سلمہ سے اور مسلم نے اپنی صحیح میں عائشہ سے روایت کیا ہے۔" اس کے بعد علامہ موصوف حدیث کسا نقل کرتے ہیں۔

(دیکھیے منہاج السنۃ جلد ۳ ص ۴)

ازواج رسولؐ کی گواہی

جمع بین الصحیحین میں علامہ حمیدی نے بخاری و مسلم سے چھیالیسویں حدیث بابت آیہ تطہیر ام المسلمین بی بی عائشہ سے نقل کی ہے۔

جمع بین الصحاح الستۃ میں رزین بن معاویہ اندلسی نے بخاری، مسلم، موطا امام مالک، سنن ابوداؤد، صحیح کبیر نسائی اور سجستانی سے بھی روایت کیا ہے۔

رزین کی منقولہ روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"حضرت ام سلمہ رض فرماتی ہیں کہ یہ (آیہ تطہیر) آیت میرے گھر میں نازل ہوئی میں دروازہ کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ پس میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا میں اہل بیتؑ میں نہیں ہوں؟ حضورؐ

نے جواب دیا تیری عاقبت بخیر ہے لیکن تو ازواجِ رسول میں سے ہے۔ اس وقت اس گھر میں فقط رسولِ خداؐ، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام تھے۔ حضورؐ نے ان کو اپنی چادر کے نیچے لے لیا۔ اور عرض کیا اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے رجس کو دُور رکھ اور ان کو اس قدر پاک کر جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔"

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ یہ حدیث فرزندانِ اسلام کے لئے قولِ فیصل قرار پاتی ہے۔ بی بی صاحبہ کو خود سرکارِ کائنات سے شرفِ زوجیت حاصل ہے۔ ان کا بیان اس قدر صاف ہے کہ تمام ابہام رفع کرنے کے لئے کافی ہے۔ جیسا خود بی بی فرماتی ہیں کہ انہوں نے اپنے شوہر نامدار سے دریافت فرمایا:

"یارسول اللہ، الست من اھل البیت؟"

اے اللہ کے رسولؐ! کیا میں اہلبیت میں نہیں ہوں؟

حضورؐ نے جواب دیا۔

"انکِ علی خیر انکِ من ازواج رسول اللہ"

تو خیر پر ہے لیکن تو ازواج میں ہے۔

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جواب ناطق فیصلہ کر دیتا ہے کہ ازواج اور اہل بیتؑ میں فرق ہے۔ ازواج اور ہیں اور اہلبیتؑ اور ہیں۔

رسولِ مقبولؐ کا فیصلہ

اب جبکہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج اور اہل بیتؑ کا فرق ظاہر کر دیا تو اُمت کے کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ

رسولِ خداؐ کے فیصلے کو بدل کر اپنے قیاسی فیصلوں پر عملداری کی دعوت دے۔ پس عالم چاہے کتنے ہی پایہ کا ہو، کتاب خواہ کتنی بھی مستند ہو حکمِ رسولؐ اور گواہی زوجۂ رسولؐ کے مقابلے میں کوئی اقتدار نہیں رکھتے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف صریح الفاظ بلکہ صریح عمل سے اہل بیت کی مراد ہستیوں کا تعارف کروایا ہے۔ تاکہ لوگ اچھی طرح پہچان کرلیں۔ چنانچہ مشہور شیعہ دشمن علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب صواعق محرقہ (جو تردید شیعہ میں تحریر ہے) میں لکھتے ہیں کہ:

"امام احمد بن حنبل نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ تطہیر پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم۔

اور علامہ ابن جریر نے مرفوعاً ان الفاظ سے روایت کیا ہے یہ آیت (تطہیر) پانچ نفوس نبیؐ، فاطمہ، علی، حسن و حسین کے لئے ہے۔ نیز طبرانی نے روایت کیا اور مسلم نے اس طریقے سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے ان حضرات کو ایک چادر میں لپیٹ کر یہ آیت تلاوت فرمائی اور چادر میں ان چاروں کو لے کر فرمایا:

"اللھم ھولاء اھل بیتی وحامتی ای خاصتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا"

اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت۔ ان سے ہر طرح کی نجاست کو اس طرح دُور رکھ اور ان کو پاک رکھ جیسے پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے اس گاہ ام سلمہ نے عرض کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا تو اپنے مقام خیر پر ہے اور دیگر روایت میں ہے کہ تلاوت آیہ تطہیر

کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اُن سے میری جنگ ہے جو ان سے جنگ کرے۔ جو ان سے صلح رکھے میری اُن سے صلح ہے۔ اُن کا بہی خواہ میرا بہی خواہ، اُن کا دشمن میرا دشمن ہے۔"

(براہین قاطعہ فارسی ترجمہ صواعق محرقہ)

ابن حجر کی منقولہ عبارت کے بعد اب ہم اپنے مؤقف کے حق میں اصحاب رسولؐ اور صحابیات کی فہرست گواہان پیش کرتے ہیں، اور عدالتِ صحابہ کا واسطہ دے کر انصاف طلب کرتے ہیں۔

فہرست گواہان

محدثین و مفسرین کے مطابق آیہ تطہیر کئی مرتبہ اور متعدد موقعوں پر نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ ہم کچھ اصحاب رسولؐ اور صحابیات کے اسماء درج کرتے ہیں جنہوں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ آیتِ تطہیر پنجتنؑ پاک کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اِس فہرست میں ایسی بلند پایہ شخصیتیں ہیں کہ اگر بالفرضِ محال طاہر المکی اور ان کے ساتھیوں کی یہ بات مان لی جائے کہ اہلِ بیت سے مراد محض ازواج ہیں اور پنجتن پاک اس سے خارج ہیں تو عدالتِ صحابہ مجروح ہو جاتی ہے۔ نیز فاسد عقیدہ ان ہستیوں کے لیے تجویز ہو جاتا ہے جن کو آسمانِ اسلام کے مہر و ماہ و نجوم درخشندہ قرار دیا جاتا ہے۔ لیجیے چند نام ملاحظہ کیجیے:۔

۱۔ حضرتِ انس بن مالک (خادم رسولؐ)

۲۔ حضرت سعد بن وقاص (فرد عشرہ مبشرہ)

۳۔ حضرت عائشہ (صدیقہ و اُم المومنین)

۴۔ حضرت اُم سلمہ (زوجہ رسولؐ)

۵۔ حضرت زینب بنت صفیہ

۶۔ حضرت صفیہ بنت شیبہ

۷۔ حضرت ابوسعید خدری

۸۔ حضرت جابر ابن عبداللہ۔

۹۔ حضرت علی ابن ابی طالب (خلیفہ راشد)

۱۰۔ حضرت فاطمہ (بنتِ رسولؐ)

۱۱۔ حضرت حسن بن علی (نواسہ رسولؐ)

۱۲۔ حضرت حسین بن علی (سبطِ پیغمبرؐ)

۱۳۔ واثلہ بن الاسقع

۱۴۔ سہل ساعدی

۱۵۔ عمر بن ابی سلمہ

۱۶۔ زید بن ارقم

۱۷۔ ثوبان

۱۸۔ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب وغیرہم۔

فہرست مصدقین

مندرجہ ذیل علمائے اہل سنت محدثین، مفسرین اور مورخین نے آیہ تطہیر کو پنجتنؑ پاک علیہم السلام کی شان میں نازل و محدود ہونے کو بیان کیا اور اس حدیث (کساء) کو صحیح تسلیم کیا ہے یعنی

ہمارے مؤقف کی تصدیق کی ہے۔

۱۔ امام احمد بن حنبل	۲۔ امام مالک	۳۔ امام شافعی
۴۔ امام ابو حنیفہ	۵۔ امام مسلم	۶۔ امام ترمذی
۷۔ امام ابو داؤد	۸۔ عبداللہ ابن احمد حنبل	۹۔ حافظ ابو نعیم
۱۰۔ اخطب خوارزمی	۱۱۔ ابراہیم شامی	۱۲۔ امام طبرانی
۱۳۔ امام سمعانی	۱۴۔ امام حاکم	۱۵۔ امام ثعلبی
۱۶۔ امام واحدی	۱۷۔ ابو قاسم حکانی	۱۸۔ ابن مردویہ
۱۹۔ امام جلال الدین سیوطی	۲۰۔ امام بغوی	۲۱۔ امام زمخشری
۲۲۔ امام فخر الدین رازی	۲۳۔ ابوبکر رازی	۲۴۔ نظام الدین نیشاپوری
۲۵۔ بیضاوی	۲۶۔ خطیب بغدادی	۲۷۔ ابن عبدالبر
۲۸۔ ابن عقدہ	۲۹۔ عبدربہ	۳۰۔ علامہ طبرانی
۳۱۔ محب الطبری	۳۲۔ ابن جریر	۳۳۔ سبط ابن جوزی
۳۴۔ مسلم ابن قتیبہ	۳۵۔ علامہ ابن تیمیہ	۳۶۔ سلیمان قندوزی
۳۷۔ ابن حجر مکی	۳۸۔ عبدالعزیز محدث دہلوی۔	
۳۹۔ عبدالحق محدث دہلوی	۴۰۔ عبیداللہ امرتسری	وغیرہم

واثلہ کا بیان

امام احمد، ابو حاتم، حاکم، بیہقی، دیلمی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، اور علامہ جلال الدین سیوطی، نے اپنی مشہور تفسیر درمنثور میں روایت کی ہے کہ

"واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا

میں حضرت علیؑ کی تلاش میں حضرت سیدہ فاطمہؑ کی خدمت میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں کہ علیؑ بارگاہ رسولؐ میں گئے ہیں۔ میں ان کے انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ اچانک رسالت پناہ جناب علی اور حسنین علیہم السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے۔ حسنؑ کو داہنے زانو پر اور حسینؑ کو بائیں زانو پر اور حضرت علیؑ و فاطمہؑ کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور ان پر چادر ڈال کر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ ------"

صحابی رسولؐ حضرت ابو سعید الخدری کا فیصلہ کن بیان

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قال انھا نزلت فی خمسۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمہ والحسن والحسین علیھم السلام۔

(اخرجہ احمد، والطبرانی وعند ابن جریر موقوفا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الآیۃ نزلت فی خمسۃ فی وفی علی والحسن والحسین وفاطمۃ کذا فی الصواعق المحرقۃ وھذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء قالا لبدخشی فی نزل الابرار والیضا اخرجہ السیوطی فی تفسیرہ الدر المنثور)

یعنی مشہور صحابی رسولؐ حضرت ابو سعید الخدری روایت کرتے ہیں کہ آیۂ تطہیر پنجتن پاک یعنی نبیؐ، فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے اِس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ آیت پانچ ہستیوں کی شان میں اُتری ہے یعنی میرے، علیؑ، فاطمہؑ، اور حسنؑ وحسینؑ کے لئے۔ علماء کی کثرت نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

میدانِ مباہلہ میں اہلِ بیتؑ کا تعارف بذریعہ رسولؐ صادق بزبان سعد بن ابی وقاص

امام مسلم نے اپنی صحیح میں، امام ترمذی نے اپنی صحیح میں امام نسائیؒ نے خصائص میں اور امام احمد بن حنبل نے مسند میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کیا ہے کہ:-

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هٰذا الاٰية فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائكم ونسائنا ونسائكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللّٰهم هؤلاء اهل بيتى۔

صحابی رسولؐ (فردِ عشرہ مبشرہ) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت (مباہلہ) کہ (اے رسولؐ عیسائیوں سے کہہ دو کہ) ان کو کہو آؤ ہم اپنے بیٹے لائیں اور تم اپنے بیٹے لاؤ ہم اپنی عورتیں لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنے نفس لائیں اور تم اپنے نفس لاؤ پھر دعا کریں کہ اللہ جھوٹوں پر لعنت ہو۔ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلا کر فرمایا۔

"اے اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں"۔

صاحب البیت حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختلف مواقع پر عملی طور پر اپنے اہلِ بیت (طہارت) کا تعارف کرانا فعلِ عبث تو ہو نہیں سکتا ہے۔ لیکن مباہلہ کے وقت جبکہ الفاظ میں شرکتِ غیر کی پوری گنجائش بھی ہے حضورؐ کا کسی دوسرے فرد کو "اہلِ بیتؑ" میں شامل نہ کرنا ایک طرف تو اس بات کی برہانِ عظیم ہے کہ نفوسِ خمسہ ہی اہل البیت حقیقی ہیں تو دوسری جانب اِس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حضراتِ خمسہ معصوم ہیں۔ کیونکہ مقامِ مباہلہ پر صرف معصوم افراد ہی کی ضرورت تھی کہ کاذبین پر لعنت کی بددعا مطلوب تھی۔ لہٰذا ایسے افراد کی ضرورت تھی جنہوں نے کبھی بھی سہواً یا قصداً جھوٹ نہ بولا ہو۔ اور سوائے خمسہ معصومین کے اس وقت کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس معیار پر پورا اُتر سکتا۔ اگر ازواج آیتِ تطہیر کی مصداق ہوتیں تو ضرور ان کو بھی بلایا جاتا۔ حالانکہ "نسائنا" میں ان کو بھی شامل کیا جا سکتا تھا۔ لیکن چونکہ عصمتِ کاملہ کا فقدان تھا لہٰذا صرف حضراتِ خمسہ کا انتخاب کیا گیا۔

مباہلہ کا واقعہ سنہ ۱۰ھ میں ہوا ہے۔ عیسائیوں نے محض شرکاءِ مباہلہ کو دیکھ کر ہی دستبرداری اختیار کر لی تھی۔ اور غیر مسلم ہوتے ہوئے صداقت وطہارت پنجتنؑ پاک کو تسلیم کر کے عملاً شکست مان لی تھی مگر افسوس ہے کہ کلمہ اسلام پڑھنے کے دعویداران اُن برگزیدہ نفوس کے مقامِ عظمت کا انکار کر کے اپنی کم ظرفی کا ثبوت دیتے ہیں۔

الغرض ان کثیر شواہد کی موجودگی میں کہ جن میں خود ازواج بھی بطور گواہ ہیں۔ اصحاب کا گروہ کثیر راوی ہے اور علماء کی اکثریت تائید میں ہے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آیتِ تطہیر نفوسِ خمسہ کی شان میں ہے۔ اور ازواج

سے اس آیہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

تعجب ہے کہ ابن عباسؓ اگر حدیث قرطاس روایت کریں تو ان کو کمسن سمجھ کر قبول نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی مجروح روایت اُن سے منسوب ہو جو کہ ان کی اس کم سنی سے بھی زیادہ صغیر سنی میں مروی ہو تو اسے قبول کیا جائے۔ یہ طریقہ درائت کے ضابطے سے ٹکراتا ہے۔ بہرکیف یہ معترضہ بات ہے۔ حقیقت میں ابن عباس سے ایسی کوئی بھی مرفوع حدیث مروی نہیں جس سے ثابت ہو کہ آیت تطہیر ازواج کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی صاحب کا غلط ترجمہ کر دینا حقائق کو تبدیل نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح تفسیر جلالین میں صاحب تفسیر کا اہل بیت سے ازواج مراد لینا بھی حجت نہیں ہو سکتا ہے جبکہ اس کے خلاف تردید کا ایک طویل سلسلہ موجود ہے۔

لاکھ باتوں کی ایک بات

لاکھ باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ جب خود صاحب البیتؐ نے اہل البیتؑ کا تعارف متعدد مرتبہ کروا دیا۔ گھر میں بھی اور میدان میں بھی تو پھر کسی باہر والے کی بات کا کیا اعتبار ہوگا۔ جب تک یہ احادیث صحیحہ ذخیرہ کتب میں محفوظ ہیں۔ اہلبیتؑ و ازواج کا فرق موجود ہے۔

دوٗ اور دوٗ چار

ہم تو اس مسئلہ کا بڑا آسان حل پیش کرتے ہیں۔ نہ لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت ہے نہ طویل تحریر کی احتیاج۔ دوٗ اور دوٗ چار۔ ازواج کو آیت تطہیر کا مصداق ٹھہرانے والے لوگ اپنی صحاح میں سے کوئی مرفوع حدیث رسولؐ پیش کر دیں جس میں حضورؐ نے اپنی بیویوں / بیوی کو فرمایا ہو کہ

آیت تطہیر تمہاری شان میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ ہم نے اس کے برعکس صحیح کتب سے مرفوع و صحیح احادیث کے اثبات کے ساتھ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچائی ہے کہ آیت تطہیر پنجتن پاکؑ کے حق میں نازل ہوئی نیز یہ کہ ازواج اس آیہ میں داخل نہیں ہیں۔ آیئے اب ہم کچھ وجوہات بیان کرتے ہیں جن کے باعث ازواج النبیؐ آیۂ تطہیر کی مصداق قرار نہیں دی جا سکتی ہیں۔

ازواج آیۂ تطہیر میں کیوں شامل نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ ازواج کو آیۂ تطہیر کا مصداق ٹھہرانا نہ صرف کتاب و سنت کے برعکس ہے بلکہ صداقت دینِ حق کے لیے مضر ہے۔ کیونکہ آیۂ موصوفہ میں وارد طہارتِ کاملہ اس بات کا تقاضا کرے گی کہ اس کا مصداق صاحب عصمت ہو۔ یعنی معصوم ہو۔ ایک غیر جانبدار شخص آلودگیٔ حیض، حالاتِ جنابت کی ناپاکی اور قبل از قبولِ اسلام کفر و جہالت کے تذکرے دیکھ کر ایسی طہارت کے دعویٰ کا مضحکہ اڑائے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ اجتہادی غلطیوں کی موجودگی بھی مانع طہارت مطلوبہ ہوگی۔ اندریں صورت صداقت کلام الٰہی پر حرف آئے گا کہ اللہ جس کا ارادہ ازلی ہے۔ ایک جانب تو ظاہری و باطنی طہارت کاملہ کا اعلان کرتا ہے تو دوسری طرف ظاہری نجاست سے بھی پاک نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں باطنی ضلالت کا بھی اذہاب نہیں کرتا۔ پس ایسی خطرناک صورت میں علمِ خدائے علیم کی بھی نفی ہوتی ہے۔ الغرض جب اللہ اور کتاب اللہ ہی مختلف ہو کر معاذ اللہ غیر معتبر ہو گئے تو پھر تحاکم بد ہمن،

رسولؐ واہلبیتؑ رسولؐ کا کیا اعتبار رہے گا۔ پس پورا دین ہی منہدم ہو جائے گا۔

لہٰذا تحفظ ناموس دین الٰہیہ کے لئے ضروری ہے کہ دین کو اللہ و رسولؐ کے احکامات کی حدود میں قائم رکھا جائے اور اپنے ناقص خیالات کو دین کے معاملات میں پیشرو نہ بنایا جائے کیونکہ تفسیر بالرائے کو اسی لئے ممنوع ٹھہرایا گیا ہے۔

پس از روئے قرآن مجید، لغت و گرامر عربی، احادیث پیغمبرؐ، تفاسیر قرآن بمطابق روایات اصحاب النبیؐ وصحابیات رسولؐ، ازواج النبیؐ، اہلبیت الرسولؐ اور علمائے اسلام کی کثیر تعداد کے شواہد سے پوری طرح ثابت ہوا کہ آیت تطہیر حضرات خمسہ سرکار ختم الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدۃ النساء العالمین، صدیقۃ الکبریٰ فاطمۃ الزہرا، سید الاولیاء امیر المومنین علی بن ابی طالب، امام المجتبیٰ حسن بن علی اور سید الشہدا حسین مظلوم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان عصمت وطہارت میں نازل ہوئی ہے۔

"ارشاد رسولؐ سے مزید تائید"

اس عنوان کے ذیل میں طاہر المکی صاحب تحریر کرتے ہیں

"خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو اہل بیت کے الفاظ سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی کے قصہ میں منقول ہے۔

فخرج النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم فانطلق الی حجرة عائشه فقال السلام علیکم اهل البیت ورحمة اللّٰه فقالت وعلیك السلام ورحمة اللّٰه کیف وجدت اهلك؟ بارك اللّٰه لك فتقری حجر نساءه کلهن یقول لهن کما یقول لعائشة ویقلن له کما قالت عائشه۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر حضرت عائشہ کو السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ (اے میری اہل بیت اللہ کی طرف سے تم پر سلامتی اور رحمت ہو) کہہ کر سلام فرمایا حضرت عائشہ نے جواب میں عرض کیا آپؐ پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ اور آنحضرتؐ سے حضرت زینبؓ کے متعلق دریافت کیا کہ آپ نے اپنی اہلیہ کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاکر ان سب سے اسی طرح سلام کیا جس طرح حضرت عائشہؓ سے سلام کیا تھا اور سب نے سلام کا اسی طرح جواب دیا۔ جس طرح حضرت عائشہ نے دیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ احزاب آیت یا ایھا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوت النبی ج ۲ صـ۷۰۶ صحیح بخاری مترجم اردو مطبوعہ

محمد سعید قرآن محل کراچی جلد ۲ صفحہ ۸۹۲ حدیث ۱۹۰۳، التاج الجامع الاصول، کتاب التفسیر مطبوعہ مصر ۱۹۶۲ء ج ۴ صفحہ ۲۱۰ بحوالہ بخاری، مسلم و ترمذی۔

اور مشہور شیعہ مؤلف ملا باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان الفاظ سے سلام کیا کرتے تھے کہ السلام علیکم یا اہل البیت۔ اے میری اہل بیت (گھر والی) تم پر سلام۔ (دیکھئے حیات القلوب مترجم اردو جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ پانچواں باب فضائل حضرت خدیجہ رض شائع کردہ مکتبہ امامیہ لاہور)"

(حقیقی اہل بیت رسول صفحہ ۱۵-۱۶)

بے جا تائید کی تردید

حضرت خلق عظیم، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلاق عالم نے مجسم اخلاق قرار دیا ہے۔ دین اسلام ایسا مہذب دین ہے جس پر ہر تہذیب و تمدن کی شرافتوں کو رشک آتا ہے۔ اس دین شریف کے اخلاقی ضابطے، معاشرتی تمدن کے قواعد اتنے فطری اور مفید ہیں کہ بود و باش کی تمام مشکلات پر قابو پانے کے لئے کافی ہیں۔ چنانچہ ادب و آداب سکھانے پر اسلام نے خصوصی توجہ کی ہے۔ ان ہی میں ایک طریقہ سلام بھی ہے۔ سلام کے احکامات کو رائج کرکے اسلام نے بنی نوع انسان کی باہمی اخوت و محبت کو استحکام بخشا ہے۔

چنانچہ حضورؐ کی حیاتِ طیبہ میں آپؐ کے خصائل و شمائل میں یہ بات خصوصاً نظر آتی ہے کہ حضورؐ سلام کی پابندی فرماتے تھے۔ آپ سب کو سلام کہا کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس عادت کو اختیار کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ چنانچہ کتب احادیث میں کتاب الآداب کے تحت "باب السلام" کا عنوان قائم کیا گیا ہے جس میں سلام کی اہمیت و ضرورت، فضیلت و فوائد پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضورؐ اکرم اُمت کو جو بھی تعلیم دیا کرتے خود اس پر عمل فرما کر سکھاتے تھے تاکہ اُمت کے لئے اُن کی سُنّت رہنمائی کا نشان قرار پائے۔ حکم عام ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

"جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔ اور جب گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرکے جاؤ۔"

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۵)

"عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یا بنیّ اذا دخلت علی اھلک فسلم یکون برکۃ علیک وعلی اھل بیتک۔" (ترمذی)

(صحابی رسولؐ) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹا جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے برکت کا مُوجب ہوگا۔

(یہاں یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ بیوی کو سلام کرو اور باقی اہلِ خانہ کو سلام نہ کرو بلکہ افرادِ خانہ کو سلام کرنے کا حکم ہے۔ یعنی اہل بیت سے مطلب گھر والے ہیں نہ کہ صرف گھر والی)

عادات رسولؐ میں کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ حضورؐ جب بھی کسی گھر میں قدم رنجہ فرماتے تو اس میزبان گھر والوں کو سلام کہتے۔ حتیٰ کہ خواتین کو بھی استثنیٰ نہ تھا۔ پھر یہ کہ عموماً سلام میں پہل حضورؐ ہی کی جانب سے ہوتی تھی۔ اسی عادت باسعادت کے مطابق حضورؐ اپنی ازواج کو بھی سلام فرمایا کرتے تھے اور "اہل بیت" کے الفاظ سے مراد گھر والے ہی ہوتے تھے صرف زوجہ نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر آپؐ سوائے اپنی بیویوں کے کسی دوسرے کے لئے "اہل بیت" کے الفاظ نہ فرماتے جبکہ یہ بات خلافِ واقعہ ہے۔

نو ماہ کا عملِ رسولؐ

ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ ہمیں "بیوی" کے "اہل بیت" میں ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ قابل اعتراض بات یہ ہے کہ "اہل بیت" سے مراد صرف بیوی نہیں اور اہل البیت جو مصداق آیہ تطہیر ہیں وہ گھر والوں میں سے مخصوص پانچ افراد ہیں جن کے حق میں یہ آیہ نازل ہوئی۔ کیونکہ خود رسولؐ پاکؐ نے اہل بیت اطہار کو اپنے دیگر گھر والوں میں سے جُدا کر کے خصوصی طور پر متعارف کروایا۔ ایک معقول عرصہ تک ان پر ہر نماز کے بعد سلام فرمایا تاکہ ازواج، رشتہ داروں اور اہل بیت اطہار میں امتیاز واضح ہو جائے۔ جیسا کہ ابن عباس کی یہ روایت ہم گذشتہ باب میں نقل کر چکے ہیں۔

"قال شهدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم تسعة اشهر يأتي كل يوم باب علي بن ابي طالب عند وقت كل صلوٰة فيقول السلام عليكم ورحمة

الله وبركاته اهل البيت انما يريد الله ليذهب... الآية الصلوٰة رحمكم الله كل يوم خمس مرات"

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا نو ماہ تک روزانہ بعد نزول آیہ تطہیر حضرت علی بن ابیطالب کے دروازے پر ہر ایک نماز کے وقت تشریف لاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر آیت تطہیر تلاوت فرمایا کرتے تھے اور پھر فرماتے "الصلوٰۃ رحمکم اللہ" روزانہ پانچ وقت حضورؐ اکرم ایسا کرتے تھے۔

(تفسیر درِ منثور جلال الدین سیوطی)

اس روایت کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے۔

"ابوالحمراؓ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ میں نو مہینے خدمت اقدس رسولؐ مقبول میں رہا (اس عرصہ میں) جب صبح ہوتی تو حضورؐ حضرت فاطمہؑ کے دروازہ پر تشریف لے جا کر فرماتے۔ اے اہل بیت! اللہ تم پر رحم کرے۔ تحقیق اللہ کا ارادہ ہے کہ اے اہلبیت تم کو ہر نجاست (ظاہری و باطنی) سے پاکیزہ رکھے اور تم کو ایسا پاک بنائے کہ جیسے پاک بنانے کا حق ہوتا ہے۔"

اس روایت کو طبرانی، ابن جریرؓ، ابن مردویہ نے رقم کیا ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر درِ منثور میں درج فرمایا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ آیہ تطہیر نازل ہونے کے چھ ماہ بعد تک حضور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور رہا کہ روزانہ

علی الصبح آپ خانۂ بتولؑ پر نماز فجر کے وقت تشریف لایا کرتے تھے اور
اُن کو "یا اہل بیت" سے مخاطب کر کے آیت تطہیر تلاوت فرماتے تھے۔

"عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج
الی الصلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ۔
یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔"

"انس بن مالک سے مروی ہے کہ عرصہ چھ ماہ تک سرورِ کائنات
جب نماز صبح کے لئے نکلتے تھے تو فاطمہ کے دروازے پر آ کر فرمایا کرتے تھے
" اے اہل بیت تحقیق اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ ——— الخ"

۱۔ صحیح ترمذی تفسیر سورۂ احزاب و باب مناقب۔
۲۔ مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۸۵
۳۔ روضۃ الندیہ صلاح الامیر ص ۲۴
۴۔ مستدرک علی الصحیحین امام حاکم ج ۳۔
۵۔ درمنثور سیوطی ج ۵ ص ۱۹۵

اسی طرح اب ابوسعید الخدری کا بیان سُنیئے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ لما نخل
علی بفاطمۃ جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین
صباحا الی بابھا یقول السلام علیکم و رحمۃ اللہ و
برکاتہ الصلوٰۃ رحمکم اللہ۔ انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا انا حرب لمن

حاربکم و سلم لمن سالمکم۔
(اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جب علیؑ و فاطمہؑ کا نکاح ہو گیا
تو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس دن تک برابر صبح کو سیدہ
طاہرہؑ کے درِ اقدس پر تشریف لاتے رہے اور فرماتے تھے السلام علیکم
و رحمۃ اللہ و برکاتہ نماز کا وقت ہے خدا تم پر رحم کرے بے شک خدا
اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا ہے کہ اے اہل بیت (اطہار) تم کو ہر طرح کی
ناپاکی سے محفوظ رکھے اور اس طرح پاک کرے جس طرح کہ پاک رکھنے کا
حق ہوتا ہے۔ میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے جنگ
کرے اور صلح رکھنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح رکھے۔

روایات کے اس تواتر کے بعد اس ضمن میں مزید بحث کی ضرورت
تو نہیں رہ جاتی ہے کہ اہل بیت اطہار کون ہیں۔ تاہم بدیہی امر کو مدنظر
رکھتے ہوئے ہم مزید گفتگو کرتے ہیں۔

آیۂ تطہیر نبی پاکؐ کے توسل سے آئی۔ اس بات سے کون مسلمان
انکار کر سکتا ہے کہ قرآن مجید کے معانی و مطالب حضورؐ سے بہتر کوئی
دوسرا نہیں سمجھ سکتا ہے۔ جب آپؐ نے انتہائی موثر طریقے سے بتا
دیا کہ آیۂ تطہیر میں لفظ "اہل البیت" سے کون سے گھر والے افراد
مراد ہیں اور یہی بہتر طریقہ تعلیم ہوتا ہے کہ مطلوبہ معنی کو افعال سے
ظاہر کیا جائے جیسے آج کل آپ لوگ پریکٹیکل کہتے ہیں۔ تو پھر کوئی
وجہ نہیں ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے حضورؐ کی تشریح کو تسلیم نہ کریں۔
آپؐ نے مقصود اہل بیت اطہار کو جو کہ مصداق آیہ تطہیر تھے

چادر میں جمع فرما کر (یعنی گھر کے اندر چادر کا گھر بنا کر) متعارف کروا دیا کہ اہل بیت تطہیر سے مراد صرف آپؐ خود، آپ کے نفس علیؑ، آپ کی بضعت فاطمہؑ، آپؐ کے ریحانتین حسنین کریمین علیہم السلام ہیں اور ان کے علاوہ جو بھی ہیں اس عبا کے گھر سے باہر ہیں۔ حتیٰ کہ زوجہ صالحہؓ نے داخلے کی خواہش کا اظہار بھی کیا تو آپؐ نے باوجود خلق عظیم ہونے کے اُن کو اجازت داخلہ در کساء دینے سے گریز فرمایا۔ پھر مسلسل نو مہینے تک آپ ہر نماز کے وقت روزانہ باآواز بلند اعلان فرماتے رہے لوگوں کے سامنے "اللھم ھولاء اھلبیتی" کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہے اور اُمت کو ذہن نشین کرانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی کہ آیت تطہیر کے مصداق "اہل بیت" کون ہیں۔ اعلان عام کے اس عملی طریقے کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ لوگ اہل بیت کے حقیقی مفہوم سے واقف نہ ہوں۔ رسول مقبولؐ نے جب اتنے شاندار و مؤثر طریقے سے تمام شبہات کو دور کر دیا تو اب اُمت کے کسی بھی فرد کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم وضع کرے اہل بیت تطہیر میں ازواج کو داخل کرنا دراصل رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کا ارتکاب کرنا ہے۔ اور ایسے مرتکب کے دماغ کا یہ خبط ہے کہ وہ معاذ اللہ صاحب القرآن نبی معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ عالم القرآن ہے۔

خبردار! چونکہ خود شارع علیہ السلام نے اس مسئلہ کا حل عملاً متعدد مواقع پر اہل بیتؑ اطہار کا تعارف کروا کر حتمی طور پر پیش کر دیا ہے۔ اس لئے بحیثیت کلمہ گو مسلمان ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا ہے

کریم حضورؐ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کریں۔ کیونکہ سورۂ احزاب ہی میں فرمانِ خداوندی ہے کہ:۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (الاحزاب)

"اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسولؐ کسی قضیہ کا فیصلہ فرما دیں کہ ان (امت) کو اس معاملہ میں کوئی اختیار (باقی) رہے۔ اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریحی گمراہی میں پڑا ہے۔"

پس اپنی من مانی تاویلوں پر فیصلہ رسولؐ کو قربان کر دینا اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہے۔ اور ہم پناہ مانگتے ہیں ایسی صریح گمراہی سے جس میں حکم رسولؐ کی سرتابی ہو۔ لہٰذا ہمارا ایمان ہے کہ حقیقی اہل بیت اطہار پانچ نفوس "آل عبا" ہیں۔ ازواج ان میں داخل نہیں ہیں۔

ساری بحث کو سمیٹ کر ہم طاہر المکی صاحب سے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ کیا رسول مقبولؐ نے اپنی کسی زوجہ کو "اہل بیت" کے الفاظ سے مخاطب کر کے کسی بھی موقع پر آیت تطہیر کی تلاوت فرما کر کہا کہ یہ آیت خدا نے تمہارے لئے نازل کی ہے۔ اگر کوئی ایسا ثبوت مل جائے تو پیش کر دیا جائے۔ ہم ان کی بات مان لیں گے۔ ورنہ محض "اہل بیت" سے خطاب کافی نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہ خطاب گھر کی بلی کے لئے بھی جائز کہا گیا ہے۔

آیت کا حقیقی مفہوم

اس ذیلی عنوان کے تحت طاہر المکی صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"ان حقائق کے مطابق اہل بیت کا مفہوم یہ ہے کہ:۔

"اے نبیؐ کی گھر والیو! ہم نے تمہیں تمام عورتوں پر جو برتری اور فضیلت کا شرف عطا فرمایا ہے اور دنیا کی خواتین کے لئے تمہیں جو مثالی نمونہ قرار دیا ہے وہ اس لئے کہ تمہارا تزکیۂ نفس کر کے تمہیں بالکل پاک صاف کر چکے ہیں۔ کیونکہ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں (انما یرید اللہ) تو اسے کر کے رہتے ہیں (اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ) یہی وجہ ہے کہ جب ہم نے تمہارے تزکیۂ نفس کا ارادہ کیا تو کن فیکون کے اصول کے تحت فوراً تمہارا تزکیہ ہو گیا۔ اور تم دنیا کی خواتین کے لئے نمونہ بن گئیں"۔

چونکہ اس آیۂ کریمہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کے لئے وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (پاکیزہ) کا لفظ استعمال ہوا ہے اس لئے تمام مسلمان انہیں ازواج مطہرات کہتے ہیں یعنی پاک بیبیاں"۔

(کتاب زیر بحث صفحہ ۱۶-۱۷)

خودساختہ مفہوم کا تجزیاتی جواب

اولاً تو صاحب القرآنؐ کے آیۂ قرآنی کا مفہوم بالوضاحت بیان کرنے کے بعد کسی بھی غیر معصوم کا کوئی وضعی مفہوم پیش کرنا دینی امور میں دست درازی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریح کے بعد اس میں ردّ و بدل کرنے کا کوئی شرعی جواز نہیں رہ جاتا لہٰذا طاہر المکی صاحب کے بیان کردہ مفہوم کو اصولی طور پر زیر بحث لانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تاہم محض افہام و تفہیم کی خاطر ہم اس کا تجزیہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ گذشتہ بیان میں ہم نے قرآن مجید، احادیث رسولؐ اور زبان عربی کی گرامر سے ثابت کیا کہ "اہل بیتؑ سے صرف بیوی مراد نہیں ہوتی ہے بلکہ گھر کے سب افراد اس میں شامل کئے جا سکتے ہیں حتیٰ کہ علماء نے گھر کی بلی تک کو اہل بیت میں شمار کیا ہے۔ جیسا کہ روایت ہے:

"حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ سے سُنا ہے کہ بلی بھی اہلبیت میں سے ہے"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۰۹)

اسی طرح سُنّی امام اعظم حضرت ابو حنیفہ نے اپنے استاد حماد سے انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ بلی کا جوٹھا (کھانے میں) کوئی حرج نہیں کیونکہ بلی منجملہ اہل بیت کے ہے"۔

(کتاب الآثار مصنفہ قاضی ابو یوسف

لہٰذا ہماری بحث لفظ "اہلِ بیت" پر نہیں کیونکہ اس سے اہلِ بیت نسبی، اہلِ بیت سکنی وغیرہ تمام مراد لئے جا سکتے ہیں اور متفق بین الفریقین حدیثِ رسولؐ ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے اپنے مقرب صحابی جناب لقمانِ اُمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنے "اہلِ بیت" فرمایا۔ اگر نعوذ باللہ بقولِ طاہر صاحب اہلِ بیت کا مطلب زوجہ ہے تو پھر موصوف غور فرما کر بتائیں کہ سلمان فارسیؓ کو یہ اعزاز حضورؐ نے کن معنوں میں عطا فرمایا تھا؟

اِس بحث میں ہمارا مرکز و مدعا "اہلِ بیتِ اطہار" ہیں۔ جن کی شان میں آیۂ تطہیر اُتری۔ خود پیغمبرؐ نے اپنی زوجہ محترمہ کو چادر میں داخل ہونے سے روک کر گھر کے باقی افراد پر واضح کیا کہ آیۂ تطہیر کے مصداق وہ مخصوص گھر والے ہیں جو اس چادرِ تطہیر میں جمع ہیں۔ یہ اجتماع و جلسہ ہم پہلے دو ازواج یعنی بی بی عائشہ اور بی بی اُمِ سلمہ کے گھروں میں ان کی زبانی بطورِ شہادت تحریر کر چکے ہیں۔ آیئے اب تیسری اُمّ المومنین کے گھر سے گواہی ملاحظہ کریں۔

"حدثنی ابوالحسن اسمٰعیل بن محمد بن الفضل بن محمد الشعرانی ثنا جدی ابوبکر بن ابی شیبہ الجرای ثنا محمد بن اسمٰعیل بن ابی فدیک حدثنی عبدالرحمٰن بن ابوبکر الملیکی عن اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب عن ابیہ قال

لما نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الرحمۃ ھابطۃ قال ادعوا الیّ ادعوا الیّ فقالت صفیہ من یا رسول اللہ؟

قال اھل بیتی علیا و فاطمۃ و الحسن و الحسین فجئ بھم فالقیٰ علیھم النبی صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم کساءہ ثم رفع یدیہ ثم قال اللھم ھٰؤلاء آلی فصل علیٰ محمد و آلِ محمد و انزل اللہ عزوجل انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔

ھٰذا حدیث صحیح الاسناد قد صحت الروایۃ علیٰ شرط الشیخین انہ علمھم الصلوٰۃ علیٰ اھل البیت کما علمھم الصلوٰۃ علیٰ آلہ۔"

ترجمہ:۔ (اسناد عربی میں دیکھئے) حضرت عبداللہ بن جعفر ابن ابیطالب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزولِ وحی کے آثار محسوس فرمائے تو ارشاد کیا کہ "میرے پاس بلاؤ" "میرے پاس بلاؤ"۔ حضرت ام المومنین صفیہ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ کس کو بلائیں؟" آپؐ نے فرمایا "میرے اہلِ بیت علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم السلام) کو بلاؤ"۔ پس وہ چاروں صاحبان تشریف لائے۔ تو حضورؐ اکرم نے ان کے اوپر ایک چادر ڈالی اور پھر (دعا کے لئے) ہاتھ بلند کر کے فرمایا۔ "اے اللہ یہ میری آل ہیں۔ درود بھیج محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر۔ اس وقت خداوند تعالےٰ نے آیتِ تطہیر نازل فرمائی۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے کہ شرطِ شیخین (بخاری و مسلم) کے مطابق صحیح ہے۔ حضورؐ نے اہلِ بیتؑ پر اسی طرح صلوٰۃ بھیجنے کو فرمایا جس طرح آل پر (گویا آل اور اہلِ بیتِ اطہار ایک ہی ہوئے)

(مستدرک علی الصحیحین ج ۳ ص ۱۴۶ کتاب معرفۃ الصحابۃ مناقب اہلِ بیتِ رسول اللہ)

اس حدیث میں بھی رسول مقبولؐ نے آیت کا حقیقی مفہوم سمجھایا ہے۔ اور اپنی زوجہ محترمہ ہی کے سوال میں جواباً تشریح فرمائی ہے کہ میرے اہل بیت اطہار علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ (علیہم السلام) ہیں۔ بی بی صاحبہ کے سامنے ان چاروں کو چادر میں لیا ہے اور درود شریف پڑھا ہے۔ اور اس موقعہ پر بھی آیہ تطہیر کا نزول ہوا ہے۔

ایسے عظیم الشان اہتمام کے بعد کسی ایماندار شخص کے لئے یہ گنجائش ہی نہیں رہتی ہے کہ وہ "محمد رسول اللہ" کا قائل ہوتے ہوئے آپ کا بیان کردہ مفہوم نہ مانے اور من مانا مفہوم گھڑ لے۔ ہم خاکپائے اہل بیت رسولؐ کے لئے تو اتنا بہت کافی ہے۔ تاہم ناصبیوں کی تسلی و تشفی کے لئے تھوڑی عقلی بحث بھی کر لیتے ہیں۔

کیا آیہ تطہیر ازواج پر چسپاں ہو سکتی ہے؟

طاہر المکی صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے ہم غور کرنے کی گذارش کرتے ہیں کہ وہ ازراہ خدا کم سے کم یہ تو سوچیں کہ آیا آیہ تطہیر ازواج النبیؐ پر چسپاں ہو بھی سکتی ہے یا نہیں؟

طاہر صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ کن فیکون کے اصول کے تحت ہو جاتا ہے۔ خاکسار مشتاق ان کی اس بات کو تھوڑا بڑھا کر واضح کرتا ہے کہ اللہ کا ارادہ بھی ازلی ہوتا ہے۔ جس طرح وہ خود قدیم ہے اسی طرح ارادہ خدائے قدیم بھی قدیم ہوتا ہے۔ چلئے ہم اس متفقہ بات پر ہی فیصلہ کئے لیتے ہیں کہ جس طہارت کاملہ کا اللہ نے آیہ تطہیر میں "اہل بیت" کے لئے ارادہ فرمایا کیا فی الحقیقت وہ حضرات "رجس" سے طاہر و پاک تھے؟

اب اس معیار پر ہی معاملہ صاف ہو جاتا ہے کہ آیا ازواج پیغمبر آیہ تطہیر میں شامل ہیں کہ نہیں۔ آیہ سے مستفاد طہارت "عصمت" کہلاتی ہے۔ اب آپ خود ایمان سے جواب دیجئے کہ کسی بھی مسلمان نے (جس میں خود طاہر صاحب شامل ہیں) یہ دعویٰ کیا ہے کہ ازواج النبیؐ معصوم تھیں۔ اگر جواب ہاں میں ہو تو ثبوت پیش کرکے حقیر کی اصلاح فرما دیجئے۔ ورنہ محض عداوت اہل بیت اطہار میں نہ ہی اپنی عاقبت خراب کیجئے اور نہ ہی دوسروں کو گمراہی کے راستہ پر ڈالئے۔

میرے بھولے بھائی

میرے بھولے بھائی! ازواج رسولؐ میں کوئی تو ایسی مخدرات تھیں کہ پہلے غیر مسلم تھیں۔ حضورؐ کے حبالہ عقد میں آنے پر مسلمان ہوئیں۔ بتلایئے عصمت و طہارت کہاں رہی؟ کیا اللہ کے ارادے ایسے ہوتے ہیں کہ اس کے اپنے علم ہی کی نفی ہو جائے۔ کہیں تو مشرک کو نجس قرار دے اور اسی کو تاج آیہ تطہیر سونپ دے۔ کیوں صاحب! شیعوں پر بداء کے مسئلہ میں طنز کرتے کرتے خود ہی بہکی بہکی باتیں شروع کر دی ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اسلام لانے سے پہلے اور آیت کے نزول سے قبل تو وہ طاہرہ نہ تھیں مگر مسلمان ہو کر شرف زوجیت پانے کے بعد اور آیت کے نازل ہونے پر مطہرات ہو گئیں تو "انما" کے حصر اور "یرید اللہ" کے ازلی و قدیم ارادہ کا کیا بنے گا؟ اب تو دونوں صورتیں خطرناک ہیں۔ یا تو ازواج کو آیت تطہیر کی چادر اوڑھا لیجئے یا پھر خدائے ذوالجلال کو عاجز و بے خبر تسلیم کر لیجئے۔ کچھ بھی کیجئے پچھتانا پڑے گا۔

آیۂ تطہیر قرآن مجید کی آیت ہے جو کہ اپنی تفسیر آپ بھی ہے۔
چلئے ذرا کتاب الٰہی ہی سے پوچھتے ہیں کہ اس میں ہر خشک و تر کا علم موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ آیۂ تطہیر کی مطلوبہ عصمت ازواج کو حاصل نہ تھی کیونکہ بقول شما نمایاں و خاص محبوبۂ محبوبِ خدا حضرت ام المسلمین عائشہ اور حضرت بی بی حفصہ کے بارے میں خدائے صاحب ارادۂ قدیم و ازلی نے فرمایا ہے " فقد صغت قلوبکما " یہ بات صریحاً طہارت و عصمت کے منافی ہے۔ اگر کجی قلب کو طہارت کے معنی دینا آپ کی ڈکشنری میں ہو تو ہمارے پاس کیا علاج ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایسا مرض ہے کہ اس مریض سے خدا نے اپنے رسولؐ کو مغز ماری کرنے سے روک دیا۔ سورۂ تحریم کے مذکورہ الفاظ پر ہم آئندہ صفحات میں تفصیلی گفتگو پیش کر رہے ہیں۔

اس مقام پر مزید گذارش یہ ہے کہ وفاتِ پیغمبرؐ کے بعد والے حالات، سرزد لغزشیں، اجتہادی غلطیاں وغیرہ بہرحال گناہ تھے۔ اور یہ ساری باتیں طہارتِ کاملہ کے متعارض ہیں۔ ان کی موجودگی میں ایک ہی نتیجہ برآمد ہو سکے گا یا تو یہ اقرار کیا جائے کہ قادرِ مطلق اپنے ارادہ کو پورا کرنے پر قادر نہ ہو سکا یا پھر ازواج کو آیۂ تطہیر سے الگ سمجھا جائے۔ فیصلہ خود کیجیے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے!

طاہر صاحب نے جو آیت کا غیر حقیقی مفہوم وضع کیا ہے۔ دراصل قرآن و حدیث سے اس کے خلاف برآمد ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں اس مقام پر جہاں بھی ازواج سے خطاب ہے وہاں ان کو تنبیہہ کی گئی ہے۔ اور ایسے خدشات کا اظہار ہے کہ وہ منہیات کی

مرتکب ہوں۔ لہٰذا ڈرایا دھمکایا گیا ہے اور ایسا اندازِ بیان ادبی و عقلی لحاظ سے مطلوبہ طہارت کے لئے موزوں نہیں ہوتا ہے۔

خود اپنی طرف سے طاہر صاحب نے یہ لکھ کر کہ " تمہارے تزکیۂ نفس کا ارادہ کیا تو کن فیکون کے اصول کے تحت فوراً تمہارا تزکیہ ہو گیا۔ ازواج کو فہرست " اہل بیت اطہار " سے عملاً خارج قرار دیا ہے۔ کیونکہ تطہیر و تزکیہ میں فرق ہوتا ہے۔ عصمت و طہارت کاملہ کے لئے تزکیہ کافی نہیں ہوتا ہے۔ یہ بحث میری کتاب " ذکاء الاذہان بجواب جلاء الاذہان " المشہور " ہزار تمہاری دس ہماری " زیر جواب سوال ۱۱۸ ص ۶۵ میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔

پس جب بقول شما تزکیہ ہوا جس سے عصمت مستفاد نہیں تو پھر یہ دعویٰ بے دلیل ہو گا کہ وہ خواتین کے لئے مثالی نمونہ بن گئیں نیز صرف لوگوں کے مطہر کہہ دینے سے ضروری نہیں کہ خدا بھی کسی ممدوحِ عوام کو فی الواقعہ مطہر بنا دے [1]

" ازواجِ مطہراتؓ کے متعلق حضورؐ کیلئے ہدایت "

اِس عنوان کے ذیل میں طاہر المکی صاحب رقمطراز ہیں کہ:
" اہل بیتِ رسولؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کو پاک و مطہر کرنے

[1] کہنے والے کا منہ بند نہیں کیا جا سکتا۔ لوگ رسولؐ کو تو نور کہنا گناہ سمجھتے ہیں لیکن حضرت عثمان کو " ذوالنورین " کہے جاتے ہیں۔

کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما دیا کہ :-

"اے پیارے نبی! ایسی باعظمت اور پاکیزہ بیویوں کو اب تم طلاق نہیں دے سکتے کیونکہ یہ کڑی سے کڑی آزمائش میں بھی پوری اُتر چکی ہیں ـــــ اب یہ ابد تک تمہاری بیویاں اور تمہاری اہل بیت ہیں"

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ (۳۳/۵۲)

ـــــ اور امت مسلمہ کو بتا دیا کہ

• ـــــ یہ اہل بیت رسولؐ قیامت تک کے لئے امہات المومنین یعنی تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ (وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۳۳/۶)

• ـــــ اسی وجہ سے پیغمبرؐ کے بعد اب کوئی ان سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۳۳/۵۲)

(کتاب زیر جواب ص ۱۸-۱۷)

جواب ہدایت

طاہر المکی صاحب کا "اہل بیت رسولؐ" کی خطوط وحدانی میں "(ازواجِ مطہراتؓ)" کے لفظوں سے اکثر تشریح کرنا اِس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اختراعی معنی اُن کے اپنے ہیں اور اُمتِ مسلمہ کی اکثریت اِس مفہوم سے ناآشنا ہے۔ پھر روایت لفظی کی طرز پر باقاعدہ " " کے ساتھ اپنی عبارت کو کلام خداوندی کا ترجمہ ظاہر کرنا درحقیقت تحریف فی القرآن ہے۔ ورنہ وہ اِن الفاظ کا

عربی متن قرآن میں دکھا کر منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ قرآنی عبارتوں کو اپنے مفہوم کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرنا اور اپنی کلام کو خدا کی کلام میں ملانا ملکی قوانین مروجہ کے مطابق بھی قابلِ تعزیر ہے۔ اور شرعی لحاظ سے تو یہ بات سخت مذموم ہے۔

پھر یہ کہ جب طاہر صاحب کے نزدیک اہل بیت سے مراد ہی ازواج ہیں تو پھر "تمہاری بیویاں اور تمہاری اہل بیت" کے مہمل جملہ سے کیا مطلب ہوگا؟ آیت بھی ادھوری نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ اصل الفاظ قرآن یوں ہیں۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا ﴿٥٢﴾ الاحزاب

ترجمہ:- ان کے علاوہ اور عورتیں آپؐ کے لئے حلال نہیں ہیں۔ اور نہ یہ درست ہے کہ آپؐ ان (موجودہ) بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کر لیں۔ اگر آپؐ کو ان دوسریوں کا حُسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپؐ کی مملوکہ (لونڈیاں) ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز (کی حقیقت اور آثار و مصالح) کا پورا نگراں ہے۔

(ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

ہم اس بات سے متفق ہیں کہ حضورؐ کو یہ ہدایت موصول ہوئی کہ اب وہ موجودہ بیویوں کے بعد اور کوئی نکاح نہ فرمائیں۔ ان کو تبدیل نہ کریں ماسوا لونڈیوں کے مگر یہ ہدایت آیہ تطہیر میں ازواج کی شمولیت کی دلیل نہیں ہے۔

طاہر صاحب کا یہ لکھنا کہ:۔

"اہل بیت رسولؐ (ازواج مطہرات) کو پاک و مطہر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما دیا کہ"

اس بات کا ثبوت ہے کہ ازواج اس سے پہلے پاک و مطہر نہ تھیں جو کہ ارادہ خداوندی کے خلاف ہے۔

خاص قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ اس آیت سے ماقبل والی آیت میں خدائے تعالیٰ نے حضورؐ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ جسے چاہیں رکھیں اور جسے چاہیں نہ رکھیں۔ ایک خصوصی رعایت کے بعد ارشاد ہے کہ:۔

"ان (ازواج) میں سے آپ جس کو چاہیں اور جب چاہیں الگ کر دیں اور جس کو (جب) چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اور جن عورتوں کو آپؐ نے الگ کر دیا تھا اگر پھر آپؐ ان کے خواہاں ہوں تو بھی آپؐ پر کوئی مضائقہ نہیں۔" (الاحزاب ع۵۱)

پس اس صراحت سے صاف معلوم ہوا کہ باوجودیکہ حضورؐ کو مزید نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا مگر موجودہ ازواج پر آںؐ کا اقتدار و اختیار مندرجہ بالا منقول آیت کی روشنی میں قائم و بحال رہے گا کیونکہ "جس کو چاہیں اور جب چاہیں" کا اختیار عام اور دائمی ہے جیسا کہ الفاظ سے ماخوذ ہے۔

یہ بھی مدنظر رہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی زوجہ کو الگ کریں گے تو اس کا باعث "ناراضگی رسولؐ" اور ناخوشگواری ہو گا۔ اسی طرح جن کو پہلے الگ کرنے کا تذکرہ کیا گیا وہاں بھی باہمی رنجشیں ہوں گی۔ جو سب کچھ مانع طہارتِ کاملہ ہے۔

طاہر صاحب کا خوامخواہ اس بات کو خدا کی طرف منسوب کرنا کہ "اب تم طلاق نہیں دے سکتے" بالکل خلافِ واقعہ اور متعارض قرآن مجید ہے۔ حالانکہ حضورؐ کو اس بات کا دائمی اختیار ہے کہ "جس کو جب چاہیں الگ کر دیں"۔

ازواج النبیؐ کا مسلمانوں کی مائیں ہونا غیر متنازعہ امر ہے۔ لہٰذا اس پر کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح امہات المسلمین سے نکاح کی خواہش حرام ہے۔ لیکن کتب میں ملتا ہے کہ بعض نامور لوگوں نے اس مذموم و حرام ارادہ کا اظہار کیا۔ ان بدبختوں میں امیر طاہر المکی یزید جیسے فاسق و پلید کا نام بھی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب حکم پردہ کی آیت نازل ہو چکی تھی ایک مرتبہ حضرت طلحہ نے فرمایا کہ اب تو اندھیر ہے کہ ہم لوگ اپنی چچازادلیوں (پیغمبرؐ کی ازواج) سے بھی پردہ کے باہر سے بات کریں۔ اگر رسولؐ مر گئے تو میں عائشہ سے نکاح کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسلمانوں پر ازواج النبیؐ ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۱۴)

طاہر المکی صاحب کے ممدوح اور امیر، یزید ملعون نے خلافِ حکمِ قرآن حضرت عائشہ کے ساتھ عقد کرنے کا ارادہ کیا۔ ملاحظہ فرمائیں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی مشہور کتاب مدارج النبوۃ۔

الحمد للہ ہم شیعانِ اہلبیتِ رسولؐ نہ صرف آلِ رسولؐ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں بلکہ ازواجِ رسولؐ، اصحابِ رسولؐ اور محبینِ رسولؐ سب ہی کو اپنی اپنی جگہ و مقام پر معزز، محترم اور لائق صد ادب

اعتقاد کرتے ہیں خصوصاً ازواج النبیؐ کو مطابق حکم قرآن "مائیں" سمجھتے ہیں۔ اگر کسی سببِ معقول کے باعث کسی اُمّ المسلمین سے بشری و فطری تقاضوں کے تحت سیاسی یا مسلکی اختلاف بھی رکھتے ہیں تو اُن حدُود سے باہر نہیں جاتے ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے متعین کی ہیں۔

"ازواجِ رسولؐ کو اذیّت دینا رسولؐ اللہ کو اذیّت دینا ہے"

اور خبردار کیا

★ ——— کہ یاد رکھو! اُمہات المومنین سے گستاخی یا ان کی نافرمانی کر کے انہیں تکلیف مت پہنچاؤ۔ کیونکہ اس طرح رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تکلیف پہنچتی ہے۔

(وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۳۳/۵۳)

★ ——— اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی اہلِ بیت (گھر والیوں) سے گستاخی اور ان کی نافرمانی اللہ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔

(اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۳۳/۵۳)

مشہور سیرت نگار قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ:۔

اِس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ایذائے رسولؐ کی جس قدر

اقسام ہو سکتی ہیں ان سب میں سب سے زیادہ سخت وہ صورت ہے جس میں ازواج النبیؐ کی شان کے خلاف کوئی رویّہ اختیار کیا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن پاک نے ایذائے رسولؐ کے تحت خصوصیت سے اس جزئیے کا ذکر فرمایا ہے۔

رحمۃ للعالمین جلد دوم صـ۱۳۵

(کتاب زیر جواب صـ۱۸-۱۹)

مُوذی رسولؐ ملعون ہے

حسبِ عادت قبیح طاہر المکیؔ صاحب نے پیش کردہ آیت قرآن کا مطلب بھی اپنے ناقص نظریئے کے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔ اوّل الذکر حوالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اذیّت دینے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ہی سے اس کی وضاحت دریافت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ

"اے ایماندارو (اوّلین مخاطب اصحاب ہیں یعنی اے صحابیو!) تم لوگ پیغمبرؐ کے گھروںؐ میں نہ جایا کرو۔ مگر جب تم کو کھانے کے واسطے اجازت دی جاوے۔ (لیکن) اس کے پکنے کا انتظار (نبیؐ کے گھروں میں بیٹھ کر) نہ کرو۔ مگر جب تم کو بلایا جائے تو (ٹھیک وقت پر)

ؐ "بیوت" ہے "بیت" نہیں۔

جاؤ۔ پھر جب کھا چکو تو (فوراً) چلے جایا کرو۔ اور باتوں میں مت لگ جایا کرو۔ کیونکہ اس سے پیغمبر صؐ کو اذیت ہوتی ہے۔ اور وہ تمہارا تکلف میں لحاظ کرتے ہیں۔ اور خدا تو بلا تکلف حق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور جب پیغمبرؐ کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔ یہی تمہارے دلوں اور اُن (بیبیوں) کے دلوں کے واسطے بہت صفائی کی بات ہے۔ اور تمہارے واسطے یہ جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ کو (کسی طرح) اذیت دو۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کے بعد کبھی اس کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے۔

"(آگاہ رہو) تم کسی چیز کو چھپاؤ یا ظاہر کرو خدا تو ہر شے سے یقیناً آگاہ ہے۔" (الاحزاب ۵۴-۵۳)

اِن آیات سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ ازواجِ رسولؐ کی شان میں وہ کون سا رویّہ ہے جو باعثِ اذیتِ رسولؐ ہے۔ نیز اذیت پہنچانے والے بھی ظاہر ہو جاتے ہیں بس تھوڑے غور کی ضرورت ہے۔ تفاسیر میں ہے کہ بوقتِ نکاح ام المؤمنین حضرت زینب دعوتِ ولیمہ پر اصحاب کا کھانا تناول فرما کر باتوں میں لگے رہنا حضورؐ کے لئے ناگوار و باعثِ اذیت ہوا لہٰذا وحی کا نزول ہو گیا۔

مجاہد سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ایک مرتبہ حضرت عائشہ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ حضرت عمر آگئے۔ آپؐ نے کھانے کو پوچھا تو وہ بھی بیٹھ گئے۔ اتفاقاً کھانے میں حضرت عمر کی انگلی بی بی عائشہ سے لگ گئی تو حضورؐ کو یہ ناگوار گذرا اور اُسی وقت آیتِ حجاب

نازل ہوئی۔ (تفسیر درمنثور جلد ۵ ص۲۱۳)

جہاں تک حضورؐ کی ازواجِ صالحات کو اذیت دینے کی بات ہے بلاشبہ اس کا تعلق ایذائے رسولؐ سے ہوگا۔ لیکن اصل مرکز "رسولؐ" ہیں نہ کہ "ازواج" کیونکہ خود ازواج کے لئے بھی ہے کہ اگر وہ رسولؐ کو اذیت پہنچائیں گی تو حسبِ قرآن دوہری سزاوار ہوں گی۔ لہٰذا قرآن و تفاسیر سے یہی ماخوذ ہوتا ہے کہ تقدیم و تقصید رسول اللہ کو حاصل ہے۔ ازواج کو نہیں۔ البتہ یہ باعثِ "اذیت" ہو سکتی ہیں۔ جیسے طرح حضرت طلحہ کا ارادۂ عقد اذیت کا باعث ہوا بسبب عائشہ۔ یا دعوتِ ولیمہ میں گپ بازی وجہ ناگواری ہوئی بباعثِ زینب۔ اِسی طرح حضرت عمر کی انگلی کا حضرت عائشہ کی انگلی سے اتفاقیہ لگ جانا حضورؐ کو بُرا لگا۔ الغرض مقصودِ قدرت یہی ہے کہ میرے رسولؐ کو کسی بھی قسم کی اذیت نہ دی جائے۔ چنانچہ حکم رسولؐ ہے کہ:۔

ایذائے فاطمہؑ ایذائے رسولؐ ہے

اسود بن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا فاطمہؑ میرا ٹکڑا (دل) ہے۔ **جس نے اُسے ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔** (احمد و حاکم)

۲۔ ابن زبیر سے مروی ہے کہ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا فاطمہؑ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو فاطمہؑ کو ایذا دیتی ہے۔ (احمد۔ ترمذی۔ حاکم)

علیؑ کو اذیت دینا رسولؐ کو اذیت دینا ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص سے

مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جس نے علیؑ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ (ابو یعلی۔ البزار)

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے علیؑ کو برا کہا۔ حضرت عمر اس سے کہنے لگے اس قبر کے صاحب کو جانتا ہے؟ یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں۔ علی کا بجز نیکی کے ذکر مت کرو۔ اگر تم نے ان کی شان گھٹائی تو تو اس قبر کے صاحب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایذا دے گا۔

(مناقب احمد بن حنبل بحوالہ ارجح المطالب ص ۶۳۹)

حسنؑ کو اذیت رسولؐ کو اذیت ہے

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز حضورؐ اپنے دولتکدہ پر سو رہے تھے کہ اچانک (امام) حسن (بن علی) تشریف لائے۔ سرکتے ہوئے حضورؐ کے سینۂ اقدس پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کو روکا (ٹوکا) پس سیدِ دو عالمؐ نے ارشاد کیا افسوس ہے تم پر اے انس! چھوڑ دے میرے بیٹے کو میرے میوۂ دل کو (کیونکہ) جس نے اس کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔۔۔۔

(طبرانی فی الکبیر)

حسینؑ کے رونے سے رسولؐ کو اذیت ہوتی ہے۔

حضرت زید بن زیاد کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عائشہ کے گھر سے نکل کر باب فاطمہؑ سے گذرے۔ اور حسینؑ کو روتے ہوئے سنا (بے تاب ہو کر) فرمایا۔ اے فاطمہؑ کیا تم نہیں جانتی ہو؟ کہ اس (حسینؑ) کے رونے سے مجھے اذیت پہنچتی ہے۔

(نزل الابرار)

پس کیا کہوں؟ تعجب ہے کہ رسولؐ اللہ کو اذیت دینے کا تذکرہ کرنے والے لوگ اُن کے اہلبیتؑ کے حقوق غصب کر کے مسلسل حضورؐ کو تکلیف دیتے رہتے ہیں۔ "ازواج" سے محبت رکھنے کے دعویدار "اولاد" سے عداوت رکھتے ہیں۔

ہم شیعہ محبتِ رسولؐ میں اس قدر دیوانے ہیں کہ اگر مٹی کے ذرات بھی رسولؐ سے کوئی نسبت پا جاتے ہیں تو ہم خاکِ شفا سمجھ کر ماتھے ٹیک دیتے ہیں۔ عام جانور کو رسولؐ کے ساتھ کوئی واسطہ ہو جائے تو ہم اس کی شبیہہ کا احترام کرتے ہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے رسولؐ کی ازواج طیبات رضی اللہ تعالی عنہن کی شان میں کسی قسم کی کوئی گستاخی کر کے رسولؐ کو تکلیف دیں۔ اگر ہمارا کسی مائی سے اختلاف بھی ہو جاتا ہے تو معاملہ ماں بیٹوں کا ہے۔ ہمارے ہاں اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس موقع پر جنگ جمل اور اس کے بعد کا اسوۂ علویہ ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہتا ہے۔ ہمارا ماں سے اختلاف بھی ہمیشہ باپ کی حمایت میں ہوتا ہے۔

ایک لاجواب قرآنی دلیل

اس آیت (سورۂ احزاب ۵۳) میں ایک لطیف نکتہ ہے بلکہ لاجواب قرآنی دلیل ہے کہ اگر بقول طاہر المکی صاحب ازواج کی تطہیر ثابت کی جائے تو

بمطابق آیۂ تطہیر بموجب ارادۂ خدائے ذوالجلال ہوگئی تھی تو پھر بعد میں اللہ کا یہ فرمانا کہ "ذٰلِکُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ" یعنی پردہ تمہارے اور ازواج النبی کے درمیان ذریعۂ طہارتِ قلبی ہے۔ کیا معنی رکھتا ہے؟

پس اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس بات کا اٹل ثبوت ہے کہ وہ طہارتِ کاملہ جو آیۂ تطہیر میں مقصود ہے ازواج کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ورنہ ایسے مطہر افراد کے لئے اس طرح کا حکم دینا ایک بے معنی سی بات ہے۔ البتہ یہ فرمانا "صفت قلوب" کے خدشے کو مستحکم کرتا ہے جو کہ مانع تطہیر ہے۔

الغرض اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا" والا جرم طلحہ سے جو سرزد نہ ہو سکا۔ مگر طاہر المکی کے امیر یزید ملعون نے اس کا ارادہ کر لیا۔ لیکن قدرت جو ارادوں کو توڑ کر اپنے آپ کو منواتی ہے اس کو ایسا کرنے سے پہلے ہی زوجۂ رسولؐ کو اس جہان فانی سے اٹھا لے گئی۔

پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایذا پہنچانے کی سخت صورت یہ ہے کہ اُن محبوبین رسولؐ کو ایذا دی جائے جن کو ایذا دینے سے رسولؐ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور وہ حضرات اہلبیت اطہار علیہم السلام ہیں۔ جن کو طاہر المکی رسولؐ کے گھر ہی سے باہر نکال رہے ہیں۔ جبکہ رسولؐ ان کو گھر کے اندر بھی کملی کا گھر بنا کر مخصوص و مطہر گھر والے بنا بنا کر دکھا رہے ہیں۔ کبھی میدان میں ہجوم عام کے سامنے ان کا تعارف "اهل بیتی" کہہ کر کراتے ہیں۔ کبھی گھر میں گھر والوں کو دکھا دکھا کر "اللهم هؤلاء اهلبیتی" فرماتے ہیں۔

طاہر صاحب کا یہ پرچار براہ راست ازواج رسولؐ کے لئے اذیت رساں ہے کیونکہ وہ بالعمل بالقول امہات المسلمین کو جھوٹا قرار دے کر پنجتن پاک "کو اہل بیت رسولؐ" سے خارج قرار دیتے ہیں۔ بی بی عائشہ، بی بی اُم سلمہ، بی بی صفیہ جنہوں نے خود بیان کیا کہ "پنجتن پاک" اہل بیت اطہارؑ ہیں۔ طاہر صاحب ان بیبیوں کی نافرمانی و تکذیب کرتے ہوئے اور ان کی بات کو نہ مانتے ہوئے درحقیقت ازواج النبیؐ، اہل بیت رسولؐ، اور خود حضرت پیغمبرؐ کو اذیت دینے کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ تجزیے کا ذکر کرتے ہیں اور کلیے کا انکار کرتے ہیں۔

"ازواجِ مطہرات کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے"

"—— اور فرمایا کہ ——

★ —— یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ازواج مطہرات (رسول اللہ کی اہل بیت) سے گستاخی یا ان کی نافرمانی کر کے جو کوئی انہیں ایذا پہنچاتا ہے وہ دراصل رسولؐ کو ایذا پہنچاتا ہے۔ اس لئے یہ بھی سن لو کہ رسولؐ کو ایذا دینے والا حقیقت میں خدا کو ایذا دیتا ہے۔ ایسے موذی لوگ ملعون ہیں۔ اور خدا نے ان کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۳۳/۵۷)

(حقیقی اہل بیت رسولؐ صـ۱۹)

مُوذی رسولؐ مُوذی خدا ہے

خدا کے اس کلام کو عملی طور پر حقیقت کا جامہ ہم پہناتے ہیں کہ ہر مُوذی رسولؐ کو صبح و شام بے شمار لعنت کرنا اجرِ عظیم سمجھتے ہیں۔ اور مُوذی لوگوں کے حامیوں نے ہمیں تبرائی مشہور کر رکھا ہے۔ پس رسولؐ کو اذیت خواہ ازواجِ رسولؐ کو اذیت دینے سے پہنچے یا آلِ رسولؐ کو تکلیف پہنچانے سے ہم ہر موذی کو ملعون سمجھتے ہیں۔ اور عملاً اللہ کی بات کا مشاہداتی ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ کہ دشمنانِ رسولؐ پر دُنیا میں بھی لعنت ہو۔ پس جس کسی نے بھی رسولؐ کی کسی زوجہ کو دُکھ دے کر حضورؐ کو اذیت پہنچائی ہے بے شک وہ ملعون ہے۔ اسی طرح ہر اُس فرد پر لعنت ہو جو علیؑ کو اذیت دے کر موجبِ اذیتِ پیغمبرؐ ہوا۔ اس پر بھی لعنت بے شمار ہو جس نے بھی فاطمہؑ کو تکلیف پہنچا کر اُن کے والد کو ایذا دی۔ اُن سب پر ان گنت لعنت جنہوں نے حسنؑ مجتبیٰ کو رنجیدہ کر کے نبی آخر کو اذیت پہنچائی۔ ہر اس پر لاتعداد لعنت ہو جس نے حسینؑ مظلوم پر ظلم کر کے اُن کے نانا رسولِ مقبول کو اذیت دی۔ ایسے تمام مُوذیوں پر صبح لعنت شام لعنت۔ الغرض موذی رسولؐ پر

گھڑی گھڑی، گھری گھری، تری تری، لعنت بے شمار لعنت۔

واضح ہو کہ آیت منقولہ بالا میں "اذیت خدا و رسولؐ" کا ذکر ہے۔ اذیت ازواج نہیں ہے۔ لہٰذا یہ احاطہ و گمان موجود ہے کہ اگر کوئی صحابی، زوجہ یا فرد خاندانِ رسولؐ بھی خدا اور اس کے رسولؐ کو اذیت پہنچائے گا تو حسب حکم القرآن اس کے ساتھ بھی یہی ہو گا۔ جو عام موذی رسولؐ کے لئے ہے۔ اور ذہن میں رہے کہ خطاب کے اوّلین مخاطب اصحاب رسول رضی اللہ عنہم ہی تھے۔

"ازواج رسولؐ سے گستاخی کرنے پر سزا"

اور

★ ——— ازواجِ مطہراتؓ کی بدگوئی کرنے والے ان کے متعلق مخالفانہ پروپیگنڈا کرنے والے (مرجفون) منافق ہیں اور اُن کے دل مریض ہیں۔

(لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ ۳۳/۶۰)

★ ——— ان ملعونوں کا صرف ایک علاج ہے کہ جہاں ملیں انہیں پکڑ کر انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

(مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ۳۳/۶۱)

(کتاب زیر بحث صـ۱۹)

مُرجفون کی سزا

سورۂ احزاب کی ساٹھویں آیت ان منافقینِ مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی جو بظاہر خود کو اصحاب رسولؐ ظاہر کرتے تھے۔ مگر مختلف طریقوں سے مومنین اصحاب کو ستاتے تھے۔ مثلاً کبھی مسلمانوں کا لشکر جہاد کے لئے نکلا تو ان لوگوں نے اُن مومنین کے رشتہ داروں کو صدمہ پہنچانے کی غرض سے جھوٹ موٹ اُڑا دیا کہ فلاں مارا گیا۔ فلاں قید ہو گیا اور اسی طرح کی جھوٹی افواہیں وغیرہ۔ چنانچہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یوں ہے:

"منافقین وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں مرض ہے۔ اور جو لوگ شہر مدینہ میں بُری خبریں اُڑایا کرتے ہیں اگر یہ لوگ (شرارتوں سے) باز نہ آئیں گے تو ہم تم (رسولؐ) ہی کو ان پر مسلط کر دیں گے۔ پھر وہ تمہارے پاس تھوڑی مدت کے سوا نہیں ٹھہر پائیں گے۔"

طاہر المکی صاحب نے ان منافقوں کی جھوٹی خبروں کو "ازواج کے خلاف پروپیگنڈا" قرار دے کر ایک مزید جھوٹی خبر کو پھیلانے کا پرچار کر کے اس گروہ کا متبع ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ حالانکہ آیت موصوفہ کا ازواج رسولؐ سے رتی بھر بھی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی انہوں نے ازواج کے بارے میں کوئی اس قسم کی حرکت کی۔ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ فاضل مؤلف مسٹر طاہر ایسی غلط بیانی کر کے خود اپنے آپ کو مرجفون کے زمرہ میں داخل کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ پھر یہ کہ خدا نے ان منافقوں کی اس افواہ بازی کو "مدینہ

تک محدود بیان کیا گیا ہے۔ اور خدا خود ہی ان کم بختوں کی عمر کو تھوڑا بیان کر کے غلبہ و تسلط پیغمبرؐ کا وعدہ کر رہا ہے۔ پس اس آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کسی مسلمان نے ازواج کے خلاف کوئی ایسا پروپیگنڈا کیا ہو۔ یہ سراسر مسٹر طاہر المکی کی من پسند تشریح ہے۔ چنانچہ مدینہ کے ایسے منافق جو مجاہد مسلمانوں کو بددل کیا کرتے تھے۔ اُن کی سزا و علاج خدا نے اس کی اگلی آیت ۶۱ میں بیان کر دی ہے کہ یہ ملعون جہاں ملیں ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

خبردار! "مرجف" کے معنی فساد پھیلانے والا اور گڑبڑ ڈالنے والا ہوتے ہیں۔ پس وہ ملعون ہے کیونکہ فتنہ و فساد قتل و غارتگری سے بھی شدید ہوتا ہے۔ پس مسلمان ہونے کا دعویدار اگر ایسی کوشش کرے گا تو اس سے یقیناً رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو اذیت پہنچے گی۔ اسی طرح قرآن مجید کی تفسیر بالرائے کو بھی فساد کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان امراض سے سب کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

درود شریف اور ازواجِ مطہراتؓ (آلِ محمدؐ)

ان بدگوئی کرنے والے مجرم منافقین کے مقابلہ میں ملتِ مسلمہ کو حکم ہوا کہ وہ محمدؐ و ازواجِ محمدؐ کی تعریف و توصیف اور مدح و ثنا کریں۔ اور ان کے لئے رحمت و برکت کی اس طرح دعا کریں جس طرح فرشتوں نے ابراہیمؑ کے لئے رحمت و برکت کی دعا کی اور ان پر درود بھیجا۔ اسی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمام مسلمان ہر نماز میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

درود بھیجتے اور ان کے لئے خدا سے رحمت و برکت کی التجا کرتے ہیں۔

اس کی تفصیل

یہ تو سب جانتے ہیں کہ نماز کی آخری رکعت میں التحیات کے بعد ہم درود شریف پڑھتے ہیں۔ جو ہو بہو یکساں ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ پہلے درود میں صلاۃ (رحمت) کا لفظ ہے اور دوسرے درود میں برکت کا لفظ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ (بَارِکْ) عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ (بَارَکْتَ) عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یعنی پہلے درود میں اگر صَلِّ کی جگہ بارِک اور صَلَّیْتَ کی جگہ بَارَکْتَ کا لفظ لگا دیں تو دوسرا درود بن جاتا ہے۔ درود شریف کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں:۔

”اے اللہ اپنی رحمت / برکت نازل فرما محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت / برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر (اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ) بلاشبہ تو حمید و مجید ہے۔“

یہ درود شریف ہم ہمیشہ پڑھتے ہیں مگر اس کا مفہوم نہیں سمجھتے بس طوطے کی طرح رٹی ہوئی چیز دہرا دیتے ہیں۔ ہمیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ:۔

۱۔ درود شریف میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر جو درود بھیجی گئی ہے وہ خاص طور پر صلاۃ (رحمت) و برکت کے ۲ لفظوں کے ساتھ کیوں بھیجی گئی ہے۔؟

۲۔ اس میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کو ابراہیمؑ و آلِ ابراہیمؑ کے ساتھ کیوں

تشبیہ دی گئی ہے؟

۳۔ اور قرآن مجید کی کس آیت سے درود شریف کے لئے یہ الفاظ لئے گئے ہیں؟ وغیرہ۔

آیئے ہم آپ کو ان سوالوں کے جوابات بتائیں تاکہ آپ کے دل، میں پوری عظمت کے ساتھ اجاگر ہو اور دماغ میں اچھی طرح منقش ہو جائے۔

ابھی چند صفحے قبل ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اہل بیت (گھر والی) کی شان میں نازل شدہ ایک آیت پیش کی تھی۔ وہ ایک مرتبہ پھر سامنے آئیں۔ آیت یہ ہے۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فرشتوں نے کہا کیا تم امرِ الٰہی پر تعجب کرتی ہو اے گھر والی؟ تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں (اِنَّہٗ حمید مجید) بلاشبہ وہ حمد کے لائق اور نہایت مجد و بزرگی والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا درود نقل فرمایا ہے۔ جو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام اور اہلِ بیت ابراہیم (حضرت ابراہیم کی گھر والی) پر بھیجا تھا۔

ہم مسلمان یہی درود شریف اپنے محبوب پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیت محمدؐ (آنحضرتؐ کی ازواجِ مطہراتؓ) پر بھیجتے اور خدا سے التجا کرتے ہیں کہ:۔

اے اللہ! جس طرح تیرے فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام

اور آلِ ابراہیمؑ (حضرت ابراہیم کی زوجہ) پر درود بھیجا تھا اور تُو نے قبول فرمایا تھا۔ اسی طرح ہم اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمدؐ (آنحضرت کی ازواجِ مطہراتؓ) پر درود بھیج رہے ہیں اسے بھی قبول فرما، کیونکہ تُو حمید و مجید ہے۔"

(حقیقی اہلِ بیتِ رسول ص ۲۲ تا ۳۰)

درود اور آلِ محمد علیہم السلام

آج کل ایک مخصوص گروہ کی طرف سے دشمنیٔ خاندانِ رسالت مآبؐ، بغضِ اہلبیتِ رسولؐ، عداوتِ آلِ نبیؐ کا جس طمطراق سے مظاہرہ کیا جا رہا ہے اور دشمنانِ گنبدِ پیغمبرؐ کے بارے میں جو عجیب و غریب ان سُنی باتیں بڑے زور و شور کے ساتھ اشاعت پذیر ہو رہی ہیں انہیں پڑھ اور سُن کر صداقتِ محمدؐ پر ایمان میں مزید استحکام پیدا ہوتا ہے۔ حضورؐ کی حدیث ہے کہ:۔

"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے دجّال اور کذّاب ظاہر ہوں گے جو ایسی باتیں لے آئیں گے جو کبھی تم نے سُنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے۔ پس اُن سے بچو، انہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۲۸)

میرے سچّے رسولِ خداؐ کا یہ ارشاد حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ جوں جوں زمانہ بیت رہا ہے۔ اعجازِ مصطفوی کا اظہار

ہو رہا ہے۔ حضورِ اکرمؐ کی مذکورہ پیشین گوئی کے مطابق یہ بات بھی عام مسلمانوں کے لئے نئی اور انوکھی ہوگی کہ مسلمان جو نماز میں "آلِ محمدؐ" پر درود بھیجتے ہیں وہ صرف ازواجِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ہے۔ طاہر صاحب سے پہلے یا اُن سے ناآشنا موجودہ صفحۂ ہستی کے مسلمان درود شریف کے مفہوم سے نابلد ہیں اور صدیوں سے "طوطے کی طرح رٹی ہوئی بات دہرا دیتے ہیں"۔ اب دنیائے اسلام کو طاہر صاحب ان کی غلطی سے آگاہ کر رہے ہیں۔ اور اپنے خود ساختہ مفہوم کی تعلیم دے رہے ہیں کہ مسلمان جو آلِ رسولؐ یا اولادِ رسولؐ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اُن کا ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ دراصل ان کو ازواج پر درود بھیجنا چاہیئے حالانکہ عام مسلمان محافل میں اصحاب و ازواج پر جُدا درود پڑھتے ہیں۔ اور اضافی الفاظ کے ساتھ "اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ" پڑھتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ "آل" "اصحاب" اور "ازواج" تینوں میں فرق ضرور ہے۔ اور یہ فرق صدیوں سے نمایاں و عیاں چلا آ رہا ہے۔ لیکن طاہر المکی صاحب نے اُن سب فرقوں کو مٹا کر ایسا تفرقہ پیدا کیا ہے کہ اصحاب و آل کو یکقلم خارج کر دیا اور درود کے اہل صرف "محمد و ازواجِ محمدؐ" قرار دیئے۔ ان کے بقول نمازی کے درود کا مفہوم یہی ہے کہ پیغمبر اور ان کی بیویوں پر درود ہے۔

طاہر صاحب نے اپنے نظریاتی درود شریف کی پوری عظمت کو اجاگر کرنے کے لئے اور اپنا مفہوم لوگوں کے دماغ میں منقّش کرنے کی خاطر تین سوالات وضع کئے ہیں۔ جو آپ نے اُن بحیان منقولہ بر گذشتہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیے۔ جن کا ماحصل [illegible]

وبرکت کے دو الفاظ کیوں استعمال ہوئے ہیں؟ اور آلِ محمدؐ کو آلِ ابراہیمؑ سے تشبیہ کیوں دی گئی ہے؟ اور یہ الفاظ کس آیت سے درود شریف کے لئے اخذ کئے گئے ہیں؟ ان تینوں سوالوں کا جواب انہوں نے سورۂ ہود کی ۷۳ ویں آیت کو نقل کر کے دیا ہے۔ جسے ہم ابتداء میں ہدیۂ قارئین کر چکے ہیں۔ اور یہ ثابت کر چکے ہیں کہ آیت میں "اہلِ بیت" سے مراد زوجۂ پیغمبرؑ (حضرت سارہؑ) ہی نہیں بلکہ حضرت ابراہیمؑ کے گھر والے اور اولاد ہے۔ اصولاً جبکہ ہم محولہ آیت پر سیر حاصل تبادلۂ خیالات کر چکے ہیں اور طاہر صاحب کی تاویل کو بے دلیل قرار دے چکے ہیں مزید گفتگو کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ تاہم رسمی طور پر مزید معروضات پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ "صلات" "رحمت" اور "برکت" تینوں الفاظ کے اپنے اپنے مخصوص معنی ہیں۔ درود کے لئے جو حکم ہوا ہے وہ "صلّوا" ہے۔ یعنی "صلاۃ" کا۔ اسی لئے مسلمان حسبِ فرمانِ رسولؐ جب بھی حضور اکرمؐ کا نام نامی بولتے یا سنتے ہیں درود پڑھنا واجب سمجھتے ہوئے "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہتے ہیں۔ یہاں برکت و رحمت کے استعمال کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ہے۔

چونکہ آیتِ مذکورہ میں سرے سے لفظ "صل" کا استعمال ہی نہیں ہے اور حکمِ درود میں اس ہی لفظ کی تکرار ہے، لہٰذا یہ آیت درود شریف سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ہے۔

۲۔ سورۂ ہود کی محولہ آیت میں مقامِ تعجب پر فرشتوں کے اہلِ بیت ابراہیمؑ کے لئے رحمت و برکت کی دعا کرنے کا ذکر ہے۔ لہٰذا

اس کا تعلق "سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" سے تو ہو سکتا ہے۔ لیکن درود شریف سے نہیں۔

۳۔ درود شریف میں لفظ "آل" استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن مجید میں کسی ایک بھی مقام پر عورت (بیوی) کے لئے یہ لفظ وارد نہیں ہوا ہے۔

۴۔ آلِ ابراہیمؑ کا تعارف قرآن مجید میں اس طرح ہے کہ

(الف) اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾

یعنی یا وہ (اللہ کے خاص) لوگوں سے اس فضل کی وجہ سے حسد کرتے ہیں جو انہیں اللہ نے دیا ہے (اس کا کیا علاج ہے؟) ہم نے تو آلِ ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت عطا کی ہے۔ اور ان کو ملکِ عظیم بھی عطا کیا ہے۔ (سورۃ النساء ۵۴/۴)

اب طاہر صاحب ایمان سے بتائیں کہ اگر آل سے مراد زوجۂ ابراہیمؑ ہے تو ان بی بی صاحبہ کو کون سی کتاب عطا کی گئی اور ان کو کس بڑی سلطنت کا حکمران بنایا گیا؟

(ب) سورۃ الحجر کی آیت ۵۹/۱۵ ہے کہ

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾

یعنی مگر آلِ لوطؑ کو ہم سب کو بچا لیں گے۔ بتایا جائے کہ اگر آل سے مراد زوجہ ہے تو پھر زوجہ لوطؑ پر تو عذاب نازل ہوا۔ یہ بچی ہوئی آلِ لوطؑ کون ہے؟ کون سی بیوی کو بچایا جا رہا ہے؟

(ج) اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ

اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (آلِ عمران ۳۳)

بے شک اللہ نے آدمؑ و نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمرانؑ کو سارے جہانوں سے برگزیدہ کیا ہے۔

طاہر صاحب جواب دیں کہ آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمرانؑ سے مراد خاندان و اولادِ ابراہیم و عمران ہے یا ان کی بیویاں؟

(د) اللہ تعالیٰ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا ذکر کرتا ہے:

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَاۗءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ڰ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝

یعنی اور میں موالیوں سے فکر مند ہوں اور زوجہ بانجھ ہے۔ پس مجھ کو اپنی بارگاہ سے ایک وارث عطا کر جو میری اور آلِ یعقوبؑ کی میراث کا وارث ہو۔ اے میرے رب اس کو اپنا پسندیدہ بنا۔

(سورہ مریم ۵۔۶)

جناب طاہر مکی کے مفہوم کے مطابق حضرت زکریاؑ کی اپنی آل (زوجہ) تو عاقرہ ہے۔ تو پھر یعقوبؑ کی آل کی میراث کے لئے وارث کیوں درکار ہے کس قدر مضحکہ خیز بات ہے۔ استغفر اللہ۔

پس از روئے قرآن ثابت ہوا کہ "آل" سے مراد بیوی نہیں۔ خاندان و اولاد ہے۔ لہٰذا جب آل کا مطلب بیوی ہی نہ ہوا تو پھر درود میں ذکر کیسا؟ فافہم۔

۵۔ اگر "صلاۃ" و "رحمت" میں فرق نہیں تو پھر حضورؐ کے نام نامی کے بعد "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی بجائے "رحمت اللہ علیہ" کیوں نہیں

کہا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ درود کا مقصود "صلاۃ" ہے اور بقیہ حصہ تبرک ہے۔

۶۔ شہدائے کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

(خوشخبری دیدو اے رسولؐ) کہ ان لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

(البقرہ ۱۵۷)

اس آیت میں "صلاۃ" و "رحمت" کو الگ الگ استعمال کر کے خدا نے فرق ظاہر کیا ہے اور فوقیت "صلوات" کو ہے۔

۷۔ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّھُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ التوبہ

"اعراب میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں۔ خدا کی قربت کے لئے اور رسول کی صلوات کے لئے۔ یہ (بات) ضرور ان کے تقرب کا باعث ہے بہت جلدی اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" (التوبہ ۹۹)

اس آیت میں "صلوات الرسول" "قربات عند اللہ" اور "رحمۃ"

کی تشریح آئندہ پیش کی جا رہی ہے۔ تاکہ درود کی اہمیت واضح ہو جائے۔

۸۔ "محمدؐ و آلِ محمدؐ" کو "ابراہیمؑ و آلِ ابراہیمؑ" سے تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "امام الناس" کا عہدہ تفویض کیا گیا اور آنجنابؑ نے اس عہدہ جلیلہ کے عہد کو اپنی اولاد میں باقی رکھنے کی استدعا کی (اپنی ازواج میں نہیں بلکہ ذریّت میں) اور خدا نے اپنے خلیل کی دعا منظور کر لی اس شرط کے ساتھ کہ یہ عہد ظالموں کے لئے نہیں ہو گا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کو خلت کے بعد امامت دی گئی جو نسل در نسل اسی خاندان میں رہی۔ خاتم المرسلینؐ بھی اولادِ ابراہیمؑ سے ہیں۔ جس طرح انہوں نے نبوّت کے سلسلہ کو مکمل کر دیا اسی طرح حضورؐ کی آلؑ جو کہ آلِ ابراہیمؑ بھی ہے میں کا آخری امام سلسلہ امامت کا آخری تاجدار ہو گا۔ پس یہ مماثلت یوں ہے کہ ابراہیم و آل ابراہیم پر درود و برکت یہ ہے کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے آخری رسولؐ مبعوث ہوئے جبکہ اولادِ رسولؐ میں کے آخری امام زمانہ کو عدل و انصاف سے پُر کر کے اِس بات پر مُہر کرے گا کہ یہ عہد ظالموں کے لئے نہیں عادلوں کے لئے ہے۔ مندرجہ آیت اس موقف کی موئید ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝ البقرۃ

۹۔ قرآن مجید کی کسی آیت سے درود شریف کے رائج الفاظ بظاہر ماخوذ

دکھائی نہیں دیتے بلکہ درود پڑھنے کا طریقہ حضور اکرمؐ نے بیان فرمایا۔

۱۰۔ طاہر القادری صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ معنی درود و صلات سے بھی ناواقف ہیں۔ سورۂ ہودؑ میں فرشتوں کی دعائے برکت و رحمت کو درود سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ نماز میں خود طاہر صاحب کے ہم مسلک جب تشہد پڑھتے ہیں تو ان الفاظ کو ادا کرتے ہیں کہ "

التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

اگر رحمت و برکت کی دعا یا رسولؐ کو سلام ہی درود شریف کا مقصد ہوتا نمازی تشہد میں یہ غرض پوری کر دیتا ہے پھر بعد میں درود شریف پڑھ کر تکرار کرنا بے معنی ہو گا۔ طاہر صاحب اگر اپنے تشہد کے دلائل میں یہ دلیل پیش کرتے تو کچھ بات بنتی نظر آجاتی تھی۔ مگر درود میں تو اس کی گنجائش نہیں ملتی۔

پس نہ "آل" سے مراد بیوی ہوئی اور نہ "صل" سے مطلب طاہر صاحب کی تشریح۔ لہٰذا ایسی تشریح یا مفہوم جو معارض قرآن و حدیث ہو، بے وقعت ہوں گے۔ اگر رحمۃ اللہ و برکاتہ ہی درود ہے تو پھر یہ تو ہر مسلمان بعد از سلام کہتا رہتا ہے۔ "السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ" اور جواب میں "وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ" کہا جاتا ہے۔ پھر عام سلام اور درود پاک و خاص میں کیا فرق ہوا؟ ایسا عقیدہ ضعیف ان ہی لوگوں کا ہے جو یہ فاش غلطی کرتے ہیں کہ "نبی ہم جیسے ہیں"

"درود شریف دو۲ حصوں میں کیوں ہے؟"

اب چونکہ فرشتوں کے درود شریف میں دو۲ لفظ رحمت۱ و برکت۲ میں

اس لئے ہمارے درود میں بھی دو لفظ ہیں اللھم صل اور اللھم بارک۔ پہلے درود میں صلاۃ ہے۔ جو رحمت کا مترادف ہے اور ہم معنی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ قرآنی ہے۔

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

یعنی یہ وہ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے صلاۃ و رحمت (ہے) اور دوسرے درود میں برکت۔"

(حقیقی اہلِ بیتِ رسول ص ۲۲-۲۳)

درود شریف کے حصّوں کی وضاحت

ہم نے عرض کیا ہے کہ سورۂ ہُود میں فرشتوں کی دعائے رحمت و برکت کے قصّے کا درود شریف سے بالواسطہ کوئی رابطہ ہی نہیں ہے۔ اور طاہر صاحب نے محض برکاتہ اور حمید مجید کے الفاظ سے یہ استدلال قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا مفروضہ اس لئے غلط ہے کہ خود انہوں نے سورۃ البقرہ کی ۱۵۷ویں آیت کے الفاظ نقل کئے ہیں، اس میں "صلوات" اور "رحمۃ" دونوں کو الگ الگ استعمال کیا گیا ہے اور وہاں "و" بطور عطف کا استعمال بھی ہے نیز طاہر صاحب نے ترجمہ میں بھی "صلات و رحمت" ہی لکھا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود خداوند رحیم نے "رحمۃ اللعالمین" فرما کر رحمت مجسّم قرار دیا ہے۔ یعنی رحمت تو خود ذاتِ مصطفٰے ٹھہری۔ اس لئے "صلوات" اور "رحمت" جو بقولہ ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ غایتِ درود سے مربوط نہیں ہوتے ہیں۔ رحمت کے عام معنی مہربانی اور بخشش کے ہوتے ہیں اور ان ہی معنی میں بشارتِ فرزند کے موقعہ پر

سورۂ ہُود میں برمحل استعمال ہوا ہے۔ لیکن درود شریف میں یہ تقاضا نہیں ہے۔ بلکہ حکم درود اس طرح ہے کہ :-

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر صلواۃ بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو تم بھی صلواۃ بھیجو۔"

اب اللہ کی ذات تو رحمان و رحیم ہے وہ تو بے شک اپنے پیغمبرؐ پر مہربانی و بخشش کرتی ہے۔ مگر ہم گنہگار اُمتی حضورؐ کے لئے کیا مہربانی کر سکتے ہیں؟ یا فرشتے جو خود معصوم ہیں کیا بخشش کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں ہمیں "صلاۃ" کے ایسے معنی تسلیم کرنا پڑیں گے جو بیک وقت "اللہ" ملائکہ اور مومنوں کے لئے حسب مراتب و مقام منطبق ہوں۔

"صل" کے معنی = بارش، صاف ستھرا رکھنا۔ جیسے صَلَّ الْحَبَّ الْمُخْتَلِطَ بِالتُّرَابِ" کہ پانی ڈال کر غلہ کو مٹی سے جُدا کیا۔

صلواۃ کے معنی = نماز، دعا، استغفار، درود، رحمت، تسبیح۔

ہمارے ہاں تفسیر قمی میں ہے کہ خدا کی طرف سے صلواۃ کا معنی ان مطہرین کی مدح و ثنا کرنا ہے اور مومنین کی طرف سے دعا کرنا، ان کی فضیلتوں کا اقرار کرنا ہے۔

درود کا حکم قرآن مجید میں اس طرح ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾ الاحزاب

یعنی بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی درود بھیجتے رہو اور ان کو ایسا تسلیم کرو جیسا تسلیم کرنے کا حق ہوتا ہے۔

اِس آیت میں صرف صلوات کا حکم ہے۔ لہٰذا ہمارے ہاں "اللھم صل علی محمد و آلِ محمد" بحکم قرآن عموماً پڑھا جاتا ہے۔ باقی عبارت کما صلیت یا بارکت وغیرہ تبرکاً ہے۔ درود شریف کا اصل لفظ "صل" ہے۔ جو سورہ ہود والی آیت میں نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

پس طاہر صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ درود شریف کے الفاظ سورۂ ہود کی آیت ۷۳ سے لیے گئے ہیں۔ یہ صرف ان کا ذاتی خیال ہے جس کے تحت وہ محمدؐ اور ان کی ازواج پر درود بھیجتے ہیں لیکن ہم یہ معاملہ بارگاہِ رسولؐ میں ان کی ازواج ہی کی وساطت سے پیش کرتے ہیں۔ کہ حضورؐ آپ لائق درود و سلام رسولؐ ہیں۔ لہٰذا ازراہِ کرم ہماری بحث پر فیصلہ فرما دیجیے۔ چنانچہ روایت ہے کہ:-

آلِ محمدؐ کا تعارف! ازواجِ محمدؐ کی زبانی

(اُمّ المومنین صفیہؓ کا بیان)

"عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ پر وحی نازل ہونے کے آثار ظاہر ہوئے۔ فرمایا میرے پاس بلاؤ، میرے پاس بلاؤ۔ حضرت اُمّ المومنین صفیہؓ نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ کس کو بلائیں؟ آپ نے فرمایا میرے اہلِ بیت علی و فاطمہؑ حسن اور حسین (علیہم السلام) کو بلاؤ۔ پس وہ چاروں آئے تو حضورؐ نے ان کے اوپر ایک چادر ڈال دی۔ پھر (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھائے فرمایا "اللھم ھؤلاء آلی فصل علی محمد و آل محمد" اے اللہ یہ میری آل ہے صلوٰۃ

بھیج محمد و آل محمد (علیہم السلام) پر۔ اس وقت اللہ نے آیت تطہیر نازل فرمائی۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اہلِ بیت پر اس طریقے سے صلواۃ بھیجنے کو تعلیم فرمایا ہے (جس طرح آل پر یعنی آل و اہلِ بیت ایک ہی ہوئے)

(مستدرک امام حاکم ج ۳ صفحہ ۱۴۶ باب مناقب اہل بیت رسول اللہؐ)

پس دربارِ رسالت مآبؐ سے فیصلہ صادر ہو جانے کے بعد اب کسی بھی مسلمان کو یہ اختیار نہیں رہ جاتا ہے۔ رسول اللہؐ کے حکم و تعلیم کے خلاف اپنی قیاس آرائیوں کو مسلط کروانے کی مذموم کوشش کرے۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت

بیہقی نے شہر بن حوشب کی روایت نقل کی ہے کہ زوجۂ رسولؐ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے کہا اپنے شوہر اور دونوں فرزندوں کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جب وہ ان کو اپنے ہمراہ لے آئیں۔ تو آں پر اپنی چادر اوڑھادی۔ اور فرمایا۔

"اللھم ھولاء آلِ محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علیھم جعلت صلواتک و برکاتک علیٰ ابراھیم و آلِ ابراھیم انک حمید مجید"۔

یعنی اے اللہ یہ آلِ محمد ہے۔ تُو اپنی رحمتِ کاملہ اور برکت نازل کر جیسے کہ تُو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر نازل کی۔

بے شک تو حمید و مجید ہے۔"

(ارجح المطالب عبید اللہ بسمل ص ۴۰۱)

مشہور علامہ اہل سنت کمال الدین بن طلحہ شافعی نے مطالب السئول میں بڑی عمدہ رائے کا اظہار کیا ہے۔ تحریر کرتے ہیں کہ:

"آل کے تمام ممکنہ معنی چار مقدس ہستیوں (یعنی علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ) میں مجتمع ہیں۔ کیونکہ یہی آقائے نامدار کے اہل بیت ہیں اور ان ہی پر صدقہ حرام ہے۔ اور یہی حضرت کے دین کے پورے پیروکار ہیں۔ اور یہی حضورؐ کے طریقے پر چلنے والے ہیں۔

پس آل کے نام کا حقیقت میں ان ہی پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔"

(ارجح المطالب ص ۳۹۸)

الغرض ہم جو درود بھیجتے ہیں وہ بمطابق حکمِ خدا، حسب تعلیم رسولِ خداؐ۔ محمدؐ اور ان کی آلِ اطہار پر بھیجتے ہیں۔ جب خود حضرت ہادی عالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے درود کا طریقہ اور مستحقینِ درود کی ذواتِ مقدسہ کا تعارف کروا دیا۔ اور خود ازواج نے اس کی گواہی بھی دے دی تو پھر مزید کسی تشریح کی ضرورت ہی نہیں باقی رہتی ہے۔

"درود شریف کا آخری جملہ"

"اور چونکہ فرشتوں کے درود شریف کے آخر میں "انہ حمید مجید" کا جملہ تھا اس لئے ہمارے درود شریف کے آخر میں بھی انک حمید مجید کا جملہ ہے۔

غرض ہمارا درود شریف وہی ہے جو فرشتوں کا درود تھا۔ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم (حضرت ابراہیم کی گھر والی) پر درود بھیجا تھا۔ اور ہم اسی کا حوالہ دے کر انہی کے الفاظ میں اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد (حضورؐ کی گھر والیوں) پر درود بھیجتے ہیں، اس لئے نماز والے اس درود کو درودِ ابراہیمی کہا جاتا ہے۔

یہ ہے وہ درود شریف کا پس منظر اور یہ ہے وہ آیت جس سے ہمارے درود کے الفاظ لئے گئے ہیں۔

(حقیقی اہل بیت رسول ص ۲۳)

جواب آخری جملہ

جب درود کا اور اس آیت کا آپس میں کوئی تعلق ہی ثابت نہیں ہے تو پھر ساری قلمکاری بیکار ہو گی۔ آیت میں تو ایک تعجب خیز بشارت کا ذکر ہے۔ حیرانگی پر فرشتوں نے رحمت و برکت کی دعا کی ہے

اہلبیت ابراہیمؑ کے لئے۔ لیکن درود تو ایسی رفیع المرتبت چیز ہے کہ خود خدا بھی پیغمبرؐ پر درود بھیجتا ہے۔ یعنی یہ درود خاص ہے۔ عام صلوات نہیں ہے۔ یہ درود فرشتے بھی پڑھتے ہیں اور مومنین بھی۔ لیکن "رحمۃ اللہ وبرکاتہ" تو ہر مسلمان کے لئے کہا جاتا ہے۔ جبکہ "صلّ" کا استعمال مخصوص ہے۔ صرف مستحق کے لئے مستعمل ہے۔ اور یہ بات ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ درود اصل "اللھم صل علیٰ محمد وآلِ محمد" ہے۔ باقی اضافی عبارت تبرکاً لکھی جاتی ہے۔ اگر طاہر صاحب کے نزدیک پورا درود ابراہیمی ہی درود شریف ہے تو پھر جواب دیا جائے کہ جب حضورؐ کا اسم مبارک آتا ہے تو پھر محض "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہنے پر اکتفا کیوں کیا جاتا ہے۔ ساری عبارت کیوں نہیں کہی یا لکھی جاتی ہے؟ یہ ترک بالعموم از خود اِس بات کا ثبوت ہے کہ اصل درود شریف "اللھم صلی علیٰ محمد وآلِ محمد" ہے اسی لئے ہمارے ہاں درود کا یہ جملہ ہی ضروری اعتقاد کیا جاتا ہے۔ باقی دعائیہ درود تو بہت سے رائج ہیں۔ درود لکھی، درود تاج، درود طوسی، درود ہزاری وغیرہ وغیرہ۔

اگر بالفرضِ محال طاہر القادری صاحب کی بات مان لی جائے کہ سورۂ ہود کی آیت میں بیان کردہ واقعہ میں زوجۂ ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ پر فرشتوں نے درود پڑھا۔ لہٰذا خدا نے ان کو عالم پیری میں اسحاقؑ جیسے فرزند اور یعقوبؑ جیسے پوتے عطا کر دیئے۔ تو ایک مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ محمدؐ کی آل مذعومہ (زوجہ) کو عالمِ شباب میں بھی بانجھ ہی رکھا گیا۔ لہٰذا اِس درود کا کیا فائدہ ہوا؟

"درود کے الفاظ قرآن کی کس آیت سے لیئے گئے ہیں"

امام الصوفیاء حضرت امام قشیری اِس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: فرشتوں نے جو دعا ابراہیمؑ اور ان کی بیوی کے لئے کی تھی، وہی دعا ہماری شریعت میں باقی رکھی گئی ہے۔ جسے ہم درود شریف میں پڑھتے ہیں۔[1] (لطائف الاشارات مطبوعہ قاہرہ ۱۹۷۰ء ج ۳ ص ۱۴۷، نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر مطبوعہ بیروت ۱۹۶۶ء ج ۲ ص ۵۶۴)

پاکستان کے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

محققین نے لکھا ہے کہ نمازوں میں ہم جو درود پڑھتے ہیں، اس کے الفاظ کو اس آیت سے اقتباس کیا گیا ہے۔

(فوائد عثمانی مع ترجمہ شیخ الہندؒ مطبوعہ بجنور ۱۳۵۵ھ ص ۲۹۷)

(کتاب زیر بحث ص ۳۴-۳۳)

جوابِ راقم

جب ہم شروع ہی سے اس آیت کا درود سے براہِ راست تعلق قبول نہیں کرتے ہیں۔ تو پھر یہ تکرارِ محض قابلِ نظر اندازی ہے۔ کیونکہ نہ ہی آیتِ موصوفہ میں مستعمل لفظ "اہل بیت" سے مراد

---

[1] دستیاب نسخہ میں حاشیہ کٹ گیا ہے لہٰذا ترک کیا جا رہا ہے

بیوی ہے اور نہ ہی وہاں "درود" ہے۔ بلکہ سلام و دعا ہے۔ جبکہ درود عام رحمت و برکت کی دعا سے بالاتر ہے اور اس کا مفہوم خاص ہے۔ نام نہاد محققین کی رائے ظنی ہے نہ کہ حتمی۔ اگر ایسے ہی خیالات پر مذہبی عمارت کی استواری شروع کر دی جائے تو بہت خطرناک صورت ہو جائے گی۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ حضرت خلیلؑ نے بیت خداوندی کی تکمیل کے بعد دعا کی تھی کہ "رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی" لہٰذا صلوٰۃ ذریت کے لئے ہے۔ نیز آیت میں رحمۃ اللہ و برکاتہ کے الفاظ ہیں۔ جو بعد از درود آپ کے ہاں سلام پھیرنے کے بعد منہ پھیر کر دہرائے جاتے ہیں۔ لہٰذا "درود" اور "سلام" میں فرق ظاہر ہے۔

"درود میں آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ سے کیا مراد ہے"

"اس تفصیل سے یہ بات چمکتے ہوئے سورج کی طرح واضح ہو گئی کہ درود شریف میں آلِ محمدؐ سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں کیونکہ فرشتوں نے جو درود بھیجا تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کسی صاحبزادی یا نواسوں پر نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ مطہرہ پر بھیجا تھا۔ اسی طرح ان کی تقلید میں اور انہی کے الفاظ میں ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات پر درود بھیجتے ہیں۔ ۱؎

(۱؎ قرآنی الفاظ سے قطع نظر کر کے اگر آلِ ابراہیم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور رشتہ دار مراد لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوا ہم اپنے جانی دشمن اور دنیا کی انتہائی ظالم اور بدترین قوم یہودیوں پر درود بھیجتے ہیں کیونکہ وہ سب حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں۔)

اسی طرح اگر درود شریف کے آلِ محمد سے حضور کے رشتہ دار مراد لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم کافروں کے سردار طاغوت اعظم ابولہب پر بھی درود شریف بھیجتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضورؐ کا چچا اور قریب ترین رشتہ دار تھا۔ اسی بوالعجبی پر حیرت ظاہر کرتے ہوئے امام حمیری نے فرمایا تھا۔

لو لم یکن آلہ الا قرابتہ — صلی المصلی علی الطاغی ابی لھب

یعنی اگر یہ غلط بات مان لی جائے کہ آل سے مراد صرف رشتہ دار ہوتے ہیں۔ تب تو درود شریف پڑھنے والے کا درود بے ایمان اور طاغوت ابولہب پر بھی پہنچے گا۔ حالانکہ وہ اسلام کا دشمن اور بدترین جہنمی ہے۔ (نیل الاوطار)

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی درود شریف کی بحث کرتے ہوئے اعتراف کرتے ہیں کہ:۔

وقد اطلق صلعم علی ازواجہ آل محمد کما فی حدیث عائشۃ ما شبع آل محمد من خبز مادوم ثلاثۃ ایام الخ

بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو آل محمد فرمایا جیسا کہ ما شبع آل محمد والی حدیث بخاری میں ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ مصر جلد اوّل ۱۳۴۸ھ نمبر ۲ صفحہ ۲۲۰)

اور صرف بخاری شریف کی اس روایت میں ہی نہیں اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث میں آلِ محمدؐ سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں۔

مثلاً ایک موقع پر جب کہ شوہروں نے اپنی بیویوں کو تنگ کیا اور مارا پیٹا تھا۔ ان کی عورتیں ازواجِ مطہراتؓ کے پاس حاضر ہوئیں اور ان کے ذریعے رسولِ اللہؐ کی بارگاہ میں اپنے شوہروں کی شکایت کی تو رسولؐ اللہ نے لوگوں کو اس ظالمانہ طرزِ عمل سے روکا اور عورتوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنے کی تلقین کی۔ ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام بخاری کی تاریخ کبیر میں ہے کہ

نا طاف بال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساء کثیر یشکون ازواجھن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد طاف بال محمد نساء کثیر یشکون ازواجھن لیس اولئک بخیارکم۔

بہت سی عورتیں آلِ رسول یعنی ازواجِ مطہرات کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے خاوندوں کی شکایت کرنے لگیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تنبیہہ فرمائی اور کہا کہ میری گھر والیوں (آلِ محمدؐ) کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی زیادتی کی شکایت کر رہی ہیں۔ یاد رکھو اپنی بیویوں کو ستانے والے لوگ اچھے آدمی نہیں ہیں۔

(ابوداؤد و مترجم مطبوعہ محمد سعید قرآن محل کراچی ج ۲ صفحہ ۱۵۷ حدیث ۲۷۹
ابن ماجہ مطبوعہ مصر کتاب النکاح حدیث ۱۹۸۵ تاریخ امام بخاری ج اقسام ۲)

اور فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ و آنا خیرکم لاھلی۔
(مشکوٰۃ)

"تم میں اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی اہلِ بیت (بیوی) کے لئے اچھا ہو۔ اور تم میں سب سے زیادہ میں اپنی اہلِ بیت (گھر والیوں) کے لئے اچھا ہوں۔"

(حقیقی اہل بیتِ رسولؐ صفحہ ۲۶-۲۷)

آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ سے کیا مراد ہے

ہم نے خود ازواجِ رسولؐ کی گواہی کے ساتھ ہتھیلی پر رسول جماتے ہوئے واضح کیا ہے کہ "آلِ محمدؐ" جن کے لئے درودِ پاک ہے نے سے مراد "آلِ عبا" ہیں۔ جن کا تعارف صاحبِ درود رسولؐ مقبول نے ہر ممکن لفظ سے گھر کے اندر اور باہر اپنی زبان مبارک سے کر دیا۔ اور ازواج کو چادر سے باہر رکھ کر عملاً بتا دیا کہ "آلِ محمدؐ" اور "ازواجِ محمدؐ" میں فرق ہے۔ فرشتوں کا مزعومہ درود پڑھنا محض ظنی استدلال ہے۔ قطعی ثبوت میسّر نہیں۔ ہم اس مقام پر ایک بات کہتے ہیں کہ اگر کسی بھی زوجہ پیغمبرؐ سے کوئی قولِ رسولؐ اس کی تائید میں مل سکے تو پیش کیا جائے جس میں کسی بی بی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ مجھ پر اللہ، اللہ کے فرشتے اور اہلِ ایمان درود بھیجتے ہیں تو ہم مان لیں گے۔

اسی طرح سورۂ ہود کی آیت میں "صلاۃ" کا لفظ [illegible]

جبکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہاں نہ ہی اہل بیت سے مراد صرف زوجۂ خلیل ہیں اور نہ ہی فرشتوں کے درود پڑھنے کا کوئی ذکر ہے۔ بلکہ رحمت و برکت کی دعا ہے۔ لہٰذا آپ کا خیالی پلاؤ کہ ہم فرشتوں کی تقلید میں ازواج پر درود پڑھتے ہیں۔ بے وقوفوں کی جنت میں پک رہا ہے۔ جب ابراہیم اور ان کی آل پر درود پڑھا جائے گا۔ تو ان کی صاحبزادی و نواسوں پہ پہنچ جائے گا۔ کیونکہ آل کے عمومی معنی قرابت دار ہی ہوتے ہیں۔ اور زوجہ اسی وقت تک قریبی ہے جب تک گھر میں رہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ طاہر المکی صاحب کو نبی کے رشتہ داروں سے خاص پرخاش ہے۔ حالانکہ بیوی بھی جب تک رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہوتی گھر والی نہیں بن سکتی۔ مسٹر شاطر بھائی! کیوں دین میں اپنی ناقص تاویلات کر کے رخنہ اندازی پیدا کر رہے ہیں۔ ابراہیمؑ کی اپنی اولاد کے لئے کی گئی دعاؤں سے کون واقف نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ عہدہ امامت کی درخواست بھی انہوں نے ذریت کے لئے پیش کر دی۔ مگر اللہ کا عہد ظالمین کو نہ پہنچے گا۔ لہٰذا اولادِ ابراہیمؑ سے جو بھی ظالم ہوگا، خارج از مراعات ہوگا۔ پس جب ایسی واضح تخصیص موجود ہے تو پھر یہ کہہ کر گمراہ کرنا کہاں کی دیانت ہے کہ یہودیوں پر درود پہنچتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ محض دماغ کا خلل ہے۔ اور دروازۂ شہر علم سے دور رہنے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ وعدہ ظالمین سے نہیں ہے۔

رہی آلِ محمدؐ کی بات تو یہ صاف ظاہر ہے کہ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آلِ اطہارؑ کا بالوضاحت کھلی تعارف کروا کر اس بحث کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی

مستحق نے اس استحقاق کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ جبکہ اصل آلِ محمدؐ نے متعدد مقامات پر اس اعزاز کا اظہار کیا ہے۔

از روئے قرآن مجید یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ آلِ ابراہیمؑ سے مراد وہ اولادِ ابراہیمؑ ہے جو ظالمین سے نہیں۔ اور آلِ محمدؐ سے مراد وہ اولادِ رسول ہے جن کو حضورؐ نے خود بحکم الٰہی منتخب کیا اور مصطفےٰ بنایا۔ یہ وہ نفوس ہیں جن پر "آل" کے لفظ کے جملہ معانی پورے آتے ہیں۔ پس مستحق درود کے علاوہ درود شریف کا فائدہ کسی بھی فرد کو مفاد نہیں، خواہ کوئی کتنا ہی ورد جاری رکھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی بحث میں صرف یہ کہا ہے کہ بخاری کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے آلِ محمدؐ کے لفظ کا اطلاق ازواج پر کیا ہے۔ اور عام گفتگو میں مجازی طور پر ایسا اطلاق ممنوع نہیں ہے کہ "آل" سے مراد کنبہ و خاندان بھی ہوتے ہیں۔ جن میں بیوی فردِ اہل خانہ ہوتے ہوئے شمار ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس سے کوئی اعراض نہیں کیونکہ اس اطلاق سے استدلال کو تقویت نہیں ملتی ہے۔

اسی طرح جو روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ سے نقل کی گئی ہے۔ اس میں بھی یہی اسلوب بیان ہے لیکن مترجم نے "آلِ محمدؐ" کا ترجمہ "ازواجِ مطہرات" کر کے معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ روایت میں ایسی کوئی وضاحت لفظی موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ مطلب اخذ ہوتا ہو کہ عورتوں نے خاص طور پر ازواجِ رسولؐ سے شکایت کی کہ اُن کو اپنے شوہروں سے کوئی گلہ ہے۔ حالانکہ عمومی معنوں میں آل سے مراد تمام رشتہ دارانِ رسولؐ لئے گئے ہیں خصوصاً

بنی ہاشم اور اولاد عبدالمطلب۔ اسی طرح مشکوٰۃ کی منقولہ عبارت میں لفظِ "اہلِ بیت" کا ترجمہ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ عربی عبارت میں یہ دخول ثابت نہیں ہے۔ جبکہ حدیث عام ہے اور اس سے مراد گھر والے بھی ہو سکتے ہیں اور اہلیہ بھی۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان تاویلوں سے اور اِدھر اُدھر ہاتھ پیر مارنے سے کچھ حاصل یا وصول نہیں ہوگا۔ کیونکہ بہرحال محض لفظ "آل" یا "اہل" کا استعمال درودِ حقیقی میں شمولیت کے لئے کافی دلیل نہیں ہے۔ اس لئے کہ خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اہلِ درود آلِ محمدؐ کا خود تعارف کرا دیا ہے۔

چنانچہ مشہور شیعہ دشمن علامہ اہلِ سُنّت ابنِ حجر مکی جیسے متعصب شخص نے مجبور ہو کر تحریر کیا ہے کہ

"عبا بر ایشاں بر انداخت و دست خود بر ایشاں نہاد و گفت۔

اللھم ان ھؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علیٰ آلِ محمد وانک حمید مجید"

(براہین قاطعہ فارسی ترجمہ صواعق محرقہ)

یعنی حضورؐ نے ان پر چادر ڈالی اور اپنا ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ

اے اللہ بے شک یہ آلِ محمد ہیں ان پر صلوات و رحمت بھیج کہ بلاشبہ تو حمید و مجید ہے۔

الغرض چونکہ لغت میں "آل" کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لئے وضع ہوا ہے۔ بلکہ کبھی دُور کے رشتہ دار

بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ اس لئے لفظی معنوں میں اسے ہر متعلقہ محل پر بولا جا سکتا ہے۔ مگر رسولِ خدا نے "ھؤلاء" کے واضح ارشاد سے تمام ممکنہ مباحث کو یکسر دور فرما دیا ہے۔ لہٰذا ہم عرض کرتے ہیں کہ پیغمبر کے آ تشریح فرمانے کے بعد امت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے من پسند معنی منتخب کریں۔ جبکہ منتخب کردہ فرد نے کبھی بھی اس قسم کا دعویٰ کرنے کا خیال بھی نہ کیا ہو۔ یہاں تو مدعی سست گواہ چُست والی مثال صادق آتی ہے۔ طاہر المکی صاحب کو اگر اپنے قیاس پر یقین و بھروسہ ہے تو پھر اُن سے گزارش ہے کہ وہ کسی زوجۂ رسولؐ سے ایسا دعوے ثابت کر دیں جس میں بی بی صاحبہ نے خود کو درودِ خاص کا اہل و مستحق قرار دیا ہو۔ یا پھر اس مطلب میں کوئی قولِ رسولؐ مرفوعاً کتبِ صحاح میں سے ڈھونڈ کر دکھایا جائے۔ تاکہ ہماری تشفی ہو جائے۔ ورنہ ہم تو مدت سے "آلہ و اصحابہ و ازواجہ" کو جدا جدا ہی سُنتے آئے ہیں۔ اگر خدا کو ازواج پر بھی درود بھجوانا مقصود تھا تو پھر "آل" جیسے لفظ کی بجائے ازواج یا نساء استعمال کر دیتا۔

"حضرت عائشہ کا ارشاد کہ ہم آلِ محمدؐ ہیں"

"خود ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ جو کہ از آلِ محمدؐ (بارہ ازواجِ مطہرات میں سے ایک) ہیں، مدینہ منورہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں :-

ان کنا آل محمد لنمکث شھرا ما نستوقد بنار ان ھو الا التمر والماء۔

ج ۶ صفحہ ۲۲۹

(صحیح مسلم مترجم اردو مطبوعہ مکتبہ سعودیہ ... اردو بازار کراچی)

ہم آلِ محمدؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کا یہ حال تھا کہ مہینہ مہینہ بھر تک ہمارے گھروں میں چولہے نہیں جلتے تھے۔ ہم سب کھجور اور پانی پر گذارہ کیا کرتے تھے۔

غرض یہ کہ قرآن و حدیث اور درود شریف میں آلِ محمدؐ سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں۔[1]

مجازی آل

ہاں مجازی طور پر ہم قبیلہ، ہم قوم بلکہ تمام ماننے والوں کو بھی آل کہہ دیا جاتا ہے۔ اسی لئے بہت سے علماء نے درود شریف والے آلِ محمد میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ تمام مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا۔ جس طرح آلِ لوط سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو حضرت لوط پر ایمان لائے تھے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے شرح مسلم للنووی اور نیل الاوطار للشوکانی"

(حقیقی اہل بیت رسول ص ۲۶-۲۷)

حضرت عائشہ کے قول کا جواب

صحیح مسلم کی جو عبارت طاہر صاحب نے نقل کی ہے۔ اس میں بی بی عائشہ نے آلِ محمدؐ سے ازواج کا مراد ہونا فرمایا ہے اور نہ ہی خود کو آلِ محمدؐ کہا ہے۔ بلکہ انہوں نے خاندانِ رسولؐ کی قناعت

[1] کیونکہ کسی شخص کی حقیقی آل اس کی بیوی ہوتی ہے۔ مشہور امام لغت ابن فارس نے معجم مقاییس اللغۃ میں لکھا ہے 'ال الرجل اهل بيته لانه اليه مآلهم' آدمی کی بیوی کو اس کی آل اس لئے کہتے ہیں کہ بیوی کا سہارا اور مددگار صرف اس کا شوہر ہوتا ہے۔

پسندی اور مالی حالات کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ خاندانِ رسولؐ کی یہ حالت تھی کہ ہمارے گھروں میں کئی مہینے چولہے نہ جلتے تھے اور ہم لوگ کھجوروں اور پانی پر گذارہ کرتے تھے۔ یہاں "آلِ محمدؐ" سے صرف "ازواجِ محمدؐ" مراد لینا محض خود سری ہوگا۔ بی بی صاحبہ چونکہ خود بھی شرفِ زوجیتِ رسولؐ کے باعث کنبۂ نبی میں ایک فردِ خانہ تھیں لہٰذا انہوں نے معیت کا استفادہ حاصل کر کے عام فہم گفتگو کے حسبِ معمول طرزِ بیان میں یہ حالات بیان کئے ہیں۔ ان کے قول سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہے کہ آلِ محمدؐ سے مراد صرف ازواج ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر بیویوں کے علاوہ رسولؐ کے گھر والے کن حالات سے گذر رہے تھے۔ کیا ان کے چولہے جلتے تھے اور وہ پانی و کھجور کے علاوہ کچھ اور چیزوں سے بسر اوقات کرتے تھے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ بی بی صاحبہ نے تمام کنبۂ رسولؐ کے بارے میں یہ بیان کیا ہے۔

اور پھر یہ کہ احادیث میں تو یہ بھی وارد ہے کہ صدقات میں قبیلہ قریش تک کو آل میں سمجھا گیا ہے۔ اور پھر آل بمعنی متبعین تو خود آپ کے بقول ہر فردِ مسلمان پر بولا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ آلِ لوط کی مثال آپ نے خود پیش کی۔

ہمارا مدعا تحقیقِ آلِ محمدؐ مستحقِ درود شریف سے ہے۔ اور حضور اکرمؐ اس کی شناخت و پہچان ہر ممکن طریقہ سے اُمت کو کرا گئے۔ جس سے ثابت ہے کہ قرآن و حدیث اور درود شریف میں آلِ محمدؐ سے مراد ازواج نہیں ہیں۔ چونکہ بی بی عائشہ کا قول صحیح مسلم سے نقل کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم اس نزاع کا حل صحیح مسلم ہی سے پیش

کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ طاہر صاحب اور راقم الحروف اس پر متفق ہیں کہ "آل" اور "اہل بیت" سے مراد ایک ہی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ:۔

ثم قال واھلبیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی فقال لہٗ حصین ومن اھل بیتہ یا زید الیس نساوہ من اھل بیتہ۔ نساوہ من اھل بیتہ ولکن اھل بیتہ من حرم الصدقۃ بعدہ قال ومن ھم قال ھم آل علی وآل عقیل وآل جعفر و آل عباس قال کل ھولاء حرم الصدقۃ قال نعم۔

(رسولؐ خدا) نے پھر فرمایا اور میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے لئے تمہیں خدا یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے کہا اے زید (زید بن ارقم) آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپؐ کی ازواج اہل بیت نہیں ہیں؟ (کہا) عورتیں گھر والیاں ہیں۔ لیکن (میری مراد) وہ اہل بیت ہیں۔ جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ پوچھا وہ کون ہیں؟ جواب دیا وہ اولاد علیؑ، اولاد عقیل، اولاد جعفر اور اولاد عباس ہیں۔ (حصین نے کہا) ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ (زید نے) جواب دیا۔ ہاں۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۵۲۳ حدیث ۱۵۱۴ کتاب فضائل الصحابہ)

" اس روایت میں صحابیٔ رسولؐ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ازواج رسولؐ کو اہل بیت میں بایں معنی شریک کیا ہے کہ وہ آپؐ کے اہل خانہ ہیں۔ لیکن مخصوص اہل بیت میں شامل نہیں کیا ہے۔ چنانچہ اسی مقام پر دوسری روایت ہے کہ:۔

عن زید بن ارقم قال دخلنا علیہ فقلنا لہ لقد رایت خیراً لقد صاحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلیت خلفہ وساق الحدیث بنحو الحدیث ابی حیان غیر انہ قال الا وانی تارک فیکم ثقلین احدھما کتاب اللہ عزوجل ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدیٰ ومن ترکہ کان علی ضلالۃ وفیہ فقلنا من اھل بیتہ نساؤہ قال لا وایم اللہ ان المراۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا و قومھا اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ان میں ایک اللہ کی کتاب ہے۔ وہ اللہ کی رسی ہے۔ جو اس کی اتباع کرے گا ہدایت پائے گا۔ جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہوگا۔ اور اس میں ہے کہ پوچھا گیا "اہل بیت" کون ہیں؟ کیا بیویاں ہیں؟ کہا "نہیں" خدا کی قسم عورت ایک مدت تک مرد کے ساتھ رہتی ہے۔ پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے۔ تو وہ اپنے باپ اور قوم کی طرف چلی جاتی ہے۔ "اہل بیت" سے مراد آپؐ کی ذات تھی اور آپؐ کے وہ عصبات جن کو آپ کے بعد صدقہ لینا حرام ہے۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۵۲۲-۵۲۳ حدیث ۱۵۱۷ کتاب الفضائل الصحابہ)

پس صحیح مسلم کی منقولہ بالا دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ ازواج حقیقی معنوں میں نہ آل میں شامل ہیں نہ اہل بیت میں۔ پھر صحابی رسولؐ حضرت زید بن ارقم کا اللہ کی قسم کھا کر گواہی دینا اور وہ

سبب بیان کرنا جس کے باعث زوجہ اہل بیت نہیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ طاہر المکی صاحب کی رائے نہ ہی قرآن کے مطابق ہے اور نہ ہی اسے حدیث سے تطبیق حاصل ہے۔

طاہر صاحب نے حاشیہ میں ابن فارس کی لغت کا جو حوالہ پیش کیا ہے۔ اس کا مطلب بڑی دیدہ دلیری سے اُلٹا بیان کیا گیا ہے حالانکہ "ال الرجل اھل بیتہ لانہ الیہ ما لھم" کے معنی یہ ہیں کہ "کسی کی آل سے مراد اس کے گھر والے ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے۔ بیوی کو آل کے حقیقی معنوں میں کسی لغت میں پیش نہیں کیا گیا ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ علمی خیانت ہے۔

اسی طرح مجازی آل کی جو محرف تشریح طاہر صاحب نے علامہ نودی کی شرح مسلم شریف سے منسوب کی ہے۔ قطعاً غلط اور خود ساختہ ہے۔ حالانکہ نودی نے اپنی شرح میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ۔ "نساؤہ لیس من اھل بیتہ" کہ ازواج اہل بیت میں شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح شوکانی کی نیل الاوطار میں ہمیں اس کے سوا کچھ نہیں ملا ہے کہ آل سے مراد پیرو کار بھی ہوتے ہیں۔ اور اس پر ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ نودی یا شوکانی دونوں میں سے کسی نے بھی درود شریف والے "آل محمد" سے مراد ازواج مطہرات نہیں لی ہے۔ ہمیں طاہر صاحب سے اس مطلب کی عبارت کا مکمل حوالہ مطلوب ہے۔

ختم شریفوں میں "آلہ و اصحابہ و ازواجہ" کا ورد بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ ان تینوں میں فرق ہے۔ پس قرآن و حدیث کی رُو سے "آل محمدؐ" کے مراد "آل عبا" ہیں۔ جن کے لئے درود شریف ہے۔

"ازواجِ مطہراتؓ کی شان میں امام شافعیؒ کے اشعار"

درود شریف کی یہی وہ خصوصیت ہے جس کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز میں اس کا پڑھنا سنت اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم — فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم — من لم یصل علیکم لا صلواۃ لہٗ

(اے اللہ کے رسولؐ کی ازواجِ مطہراتؓ تمہاری عظمت و شان کا کیا کہنا کہ اللہ رب العزت نے خود قرآن مجید میں تمہاری عظمت بیان فرمائی اور تمہاری محبت فرض قرار دی تمہاری جلالت شان کے لئے یہی کافی ہے جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہ ہوئی)

کاش ہم مسلمان محمدؐ و آلِ محمدؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کو اپنے لئے نمونہ بنائیں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کریں۔"

(تحقیق اہل بیت رسول صفحہ ۲۸ ۔ ۲۷)

امام شافعی کے اشعار کی تشریح

طاہر صاحب کے نقل کردہ حضرت امام شافعی کے اشعار اہل بیت اطہار علیہم السلام کی شان میں کہے گئے ہیں۔ اگر یہ ازواج کی شان میں ہوتے تو صیغہ مونث استعمال ہوتا۔ لیکن تعصب کا کیا علاج ہے؟ طاہر صاحب نے ان کو ازواج کے حق میں قصیدہ قرار دیا ہے۔

امام شافعی کا تبرا اور تولا

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حافظ ابو عبد اللہ جمال الدین محمد بن ابی منظفر یوسف زرندی مدنی نے اپنی کتاب "معراج الوصول فی معرفۃ آل الرسولؐ" میں ان ہی اشعار کو نقل کیا ہے۔ اور طاہر صاحب کا یہ خیال خام ہے کہ امام شافعی نے یہ اشعار ازواج کی شان میں کہے، کیونکہ ایسے ہی اشعار امام شافعی نے اور بھی کہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

اذا فی مجلس ذکروا علیا	وسبطیہ وفاطمۃ الزاکیۃ
فاجری بعضھم ذکرا سواہ	فایقن انہ سلقلقیۃ
اذا ذکروا علیا او بنیہ	تشاغل بالروایات العلیۃ
وقال تجاوزوا یا قوم عن ذا	فھذا من حدیث الرافضیۃ
برئت الی المھیمن من اناس	یرون الرفض حب الفاطمیۃ
علی آل الرسول صلوٰۃ ربی	ولعنتہ لتلک الجاھلیۃ

یعنی جب کسی مجلس میں علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہ زکیہؑ کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان میں سے بعض نے دوسرا ذکر چھیڑ دیا۔ اس کو یقین تھا کہ یہ ناگوار بات ہے۔ جب علیؑ اور ان کے فرزندوں کا ذکر کرتے ہیں۔ تو بلند روایات میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اس نے کہا اے قوم اس بات کو چھوڑ دو۔ (مدح پنجتن پاکؑ نہ کرو) یہ رافضیوں کی حدیث ہے۔ میں (شافعی) ایسے (ملعون) لوگوں سے تبرا کرتا ہوں (بے زاری اختیار کرتا ہوں) جو فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کی محبت کو رفض سمجھتے ہیں۔

(ان) آل رسولؐ پر میرے رب کا درود ہو۔ اور جہالت (آل رسولؐ کے دشمنوں) پر (اللہ کی) لعنت واقع ہو۔

ان اشعار سے معلوم ہوا کہ لائق درود "آل محمدؐ" امام شافعی کے نزدیک "آل اطہار" اہلبیت طاہرین ہیں۔ جن میں خصوصاً حضرات علی علیہ السلام، فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں۔

امام شافعی اپنے عقیدے کی مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ:

قالوا ترفضت قلت کلا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی

(جب انہوں نے) کہا (اے شافعی) تم رافضی ہو گئے ہو تو میں (امام شافعی) نے کہا ہرگز نہیں رفض میرے دین اور میرے اعتقاد میں شامل نہیں ہے۔

لکن تولیت غیر شک	خیر امام وخیر ھاد

لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ میں بہتر امام اور بہتر ہادی سے تولا (محبت) رکھتا ہوں۔

ان کان حب الوصی رفضا	فاننی ارفض العباد

اگر وصی (وصیؐ رسول اللہ امیر المومنین علی علیہ السلام) سے محبت رکھنا رافضیت ہے تو میں تمام بندوں سے زیادہ رافضی ہوں۔

امام شافعی کا تقیہ

امام شافعی کا تبرا و تولا غور طلب ہے۔ اب امام صاحب کا تقیہ ملاحظہ فرمائیے۔

صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ناقل ہیں کہ امام شافعی سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ اہل بیتؑ اطہار سے تولا رکھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا:

ومازال کتمانیک حتی کاننی	برد جواب السائلین لاعجم
واکتم ودی مع صفاء مودتی	لتسلم من قول الوشاۃ واسلم

یعنی بات کو ہمیشہ چھپاتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں سوال کرنے والوں کے جواب دینے سے گونگا ہوں۔ میں اپنی محبت (اہل بیتؑ کے لئے) کو اپنی مودت کے خلوص وصفائی کے ساتھ پوشیدہ رکھتا ہوں۔ تاکہ چغل خوروں (دشمنانِ اہلبیتؑ) سے امن وسلامتی میں رہوں، (محفوظ رہوں)

امام شافعی کا برملا اظہار اور اعلانِ عام

امام شافعی تقیہ سے باہر آکر اعلان کرتے ہیں کہ:۔

ان کان رفضاً حب آل محمد   فلیشهد الثقلان انی رافضی

اگر آل محمدؐ سے محبت رکھنا رفض ہے تو میں (شافعی) دونوں جہانوں کو گواہ کرکے اعلان کرتا ہوں کہ میں رافضی ہوگیا ہوں۔

پس ہم نے امام شافعی کے اشعار کی تشریح خود ان ہی کے کلام سے پیش کرکے ثابت کردیا کہ شافعی کے نزدیک اہل بیتِ رسولؐ، آلِ نبیؐ اور مستحق درود آلؐ وہ ہی ہستیاں ہیں جو معصوم ہیں۔ جن پر درود بھیجنے کا حکم قرآن وحدیث میں ہے۔ ان ہستیوں کی محبت پر نواصب رافضی ہونے کا اتہام باندھتے ہیں۔ اور چونکہ ازواج کی محبت پر کسی نے کسی کو رافضی نہیں کہا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ شافعی کے نزدیک حقیقی اہلِ بیتؑ یا آلِ محمدؐ وہی ہستیاں ہیں جن کی محبت رکھنے پر مخالفین رافضی نام دھرتے ہیں اور یہ ذوات آلِ اطہار علیہم السلام ہی ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت ان پر ہر نماز میں درود بھیجتی ہے۔ امام شافعی سے قبل یہ بات حضرت عمر بن خطاب سے بھی مروی ہے کہ:۔

حضرت عمر کا قول نماز نہیں ہوتی مگر قرأت اور تشہد سے اور نبی اور آلِ نبی پر درود پڑھنے سے۔

کاش مسلمان محمد و آلِ محمد علیہم السلام کو اپنے لئے نمونہ بنائیں کہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے سے تمام گمراہیاں دور ہوسکتی ہیں۔ یہی فلاحِ کونین کا واحد راستہ ہے۔

"مسلم خواتین سے اپیل"

میں اپنی قوم کے نصف بہتر (مسلم خواتین) سے خاص طور پر اپیل کروں گا کہ وہ آلِ محمدؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کی سیرت کو عموماً اور آلِ محمدؐ میں بھی سب سے افضل اور شہرِ علم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ملکہ سیدہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسوۂ حسنہ کو خصوصاً اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔ کیونکہ جیسا آپ نے ابھی پڑھا کہ جس طرح مردوں کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسوۂ حسنہ ہیں اسی طرح خواتین کے لئے آلِ محمد (ازواج مطہراتؓ) اسوۂ حسنہ ہیں۔ اور درود شریف میں محمدؐ کے ساتھ آلِ محمدؐ (ازواجِ مطہراتؓ) کا تذکرہ کرنے میں ایک نکتہ یہ بھی ہے۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آلِ محمدؐ"

(حقیقی اہل بیتِ رسولؐ صـ۲۸)

مومنات سے استدعا

گدائے آستانۂ آلِ محمدؐ ایمان دار خواتین سے استدعا کرتا ہے

کہ وہ آلِ محمد علیہم السلام کی سیرت کو مشعلِ راہ بنائیں۔ اور روحِ اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، سیدۃ النساء العالمین، صدیقۃ الکبریٰ خاتونِ جنّت حضرتِ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے اسوۂ حسنہ سے فیضِ ہدایت حاصل کریں۔ کیونکہ کائنات میں نوعِ تانیث میں آپ سے بڑھ کر اکمل و جامع نمونۂ ہدایت کوئی خاتون نہیں ہے۔ ان کے والد سیّد المرسلین، ان کے شوہر سید الوصیّین، ان کے فرزند سید الشبابِ اہل الجنہ ہیں۔ عورت کا دائرہ بیٹی، بیوی اور ماں کے رشتوں میں مرکوز ہے۔ اور سیّدہ طاہرہ ان تینوں حیثیتوں سے کائنات کی ہر عورت سے من کل الوجوہ افضل ہیں۔ چنانچہ خود شہنشاہِ شہرِ علم کی ایک ملکہ بی بی عائشہ نے اعتراف کیا ہے کہ حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عورتوں میں سب سے زیادہ محبت فاطمہؑ سے کرتے تھے۔ ترمذی میں روایت ہے کہ:۔

عن جمیع عن عمیر قال دخلت مع عمتی علیٰ عائشۃ فقالت ای الناس کان احب الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجھا (ترمذی)

جمیع بن عمیر کہتے ہیں کہ وہ اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا کس سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت تھی حضرت عائشہ نے کہا فاطمہ سے پھر میں نے پوچھا اور مردوں میں بی بی صاحبہ نے جواب دیا ان کے شوہر (علیؑ) سے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد سوم صفحہ ۲۸۰-۲۷۹ فضائلِ اہلِ بیت)

پس چونکہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم "ناس" کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ لہٰذا ان کی اتباع کا تقاضا ہے کہ بی بی عائشہ کی صداقت پر اعتبار کیا جائے اور "فاطمہؑ و شوہرِ فاطمہؑ" دونوں محبوبِ خدا کے محبوبوں سے محبت رکھی جائے۔ محبت اطاعت کا بھی مطالبہ کرتی ہے درود شریف میں یہ بھی نکتہ ہے ہم اس دعا میں محمد و آلِ محمد کی قربت حاصل کرنے کی نیک خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ کیونکہ "صل" ساتھ ساتھ ملانے کو بھی کہا جا سکتا ہے۔

واضح ہو کہ ہدایتِ کاملہ کے لئے عصمت و طہارت ضروری ہوتی ہے۔ "صل" میں بھی یہ معنی موجود ہیں۔ پس چونکہ بعد از نبیؐ عورتوں میں معصومہ جنابِ سیّدہؑ ہیں۔ اور ازواج کو یہ شرف حاصل نہیں لہٰذا بی بی پاک ہی عالمِ نسواں کے لئے مکمل اسوۂ حسنہ ہیں۔

باب دوم

"دوازدہ مطہرات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ گھر والیوں کی مختصر سوانح"

ہمارا تبصرہ

اِس باب پر ہم تبصرہ کرنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں بظاہر اس میں بارہ ۱۲ ازواج کے سوانح بیان کرنے کا اظہار ہے لیکن دراصل یہ باب بنی امیّہ کی بدنام شخصیتوں کی قصیدہ خوانی، خاندانِ نبوّت کی ہجو، اور اپنے خود پسند و ممدوح کردارو٘ں کی ثنا خوانی ہے۔ چونکہ اصل مضمون سے ان باتوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے، اس لئے ہم اِن خارج از موضوع باتوں پر بحث کرنا معقول نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن چند اشارات ضروری سمجھے جاتے ہیں۔

مثلاً طاہر صاحب نے اِس باب میں محسن اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام جیسے شفیق و مربّی عمِ رسولؐ کی خدمات کو نظرانداز کیا ہے بلکہ ان سے انکار کیا ہے۔ اور اُمّ ہانی کے نکاح کی خواستگاری والا قصّہ بطور طنز و کید دہرایا ہے۔ ہم اِن سب اکاذیب کے پُلول کو رسالہ "اُمّ ہانیؑ" کے جواب میں منہدم کریں گے۔

رسول مقبولؐ کی سب سے پیاری و محسنہ زوجہ حضرت ملیکۃ العرب

سیّدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے سوانح حیات کو بڑے عیّارانہ انداز میں پیش کر کے اس باب میں بنات النبی کے متنازعہ فی الفریقین مسئلہ کو اچھالا ہے۔ جس کا مُنہ توڑ جواب ہم نے اپنی کتاب "بناتِ رسولؐ کا تاریخی جائزہ" میں ہدیۂ قارئین کیا ہے۔ اسی طرح مسئلہ عقدِ اُمِّ کلثوم کو چھیڑنے کی کوشش کی ہے۔ جس کے تار ہم پہلے ہی اپنی کتاب "افسانۂ عقدِ اُمِّ کلثوم" میں دندان شکن جواب دے کر توڑ چکے ہیں۔ "صُلحِ حسنؑ" کی حقیقت کیا ہے؟ اس پر ہماری کتاب "معاہدہ صلحِ حسنؑ" آ رہی ہے۔ یزید ملعون کے بارے میں مغفرت والی ام الحرام کی روایت جو بخاری میں ہے اس کا کچا چٹھا ہم پہلے ہی اپنی کتاب "چودہ مسئلے" میں کھول چکے ہیں۔ حضرت عائشہؓ جو دراصل مصنّف کی کتاب کا مرکزی کردار ہیں، ہر مقام پر نمایاں نظر آتی ہیں۔ اور حسب العقیدہ ان کے حالات کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے۔ جن کا جواب ہماری جانب سے "وفاتِ عائشہؓ" نامی رسالہ میں موجود ہے۔ جسے دہرانا اِس مقام پر غیر ضروری ہے۔

حضرتِ حفصہ، ام المومنین بی بی اُمِّ حبیبہؓ کے حالات بہت ہی مختصر ہیں۔ لیکن اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بجائے بنی اُمیّہ کے سرداروں اور امیروں کے ترانے گائے گئے ہیں۔ حضرت سودہ کو صرف ۲ سطروں کا حصّہ ملا ہے۔ اِسی طرح بی بی زینب بنت خزیمہ کو دو سطر دی گئی ہیں۔ بی بی اُمِّ سلمہؓ کو ۲½ سطر، بی بی زینب بنت جحش کو دو سطر، بی بی جویریہ کو ۱½ سطر، حضرت صفیہ کو دو سطر، بی بی میمونہ کو ۲ سطر حصّے آئی ہیں۔ البتہ حضرت ماریہ قبطیہ اور جناب ابراہیم بن محمدؐ کو ۱½ صفحہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

طاہر الملکی صاحب کے نزدیک حضورؐ کی ازواج کی تعداد بارہ[١٢] ہوتی ہے جبکہ ہماری تحقیق کے مطابق ازواجِ پیغمبر پندرہ[١٥] تھیں۔ ان میں دو[٢] کے ساتھ عقد تو ہوا مگر جفتی نہ ہوئی۔ ان کے اسماءِ گرامی حسبِ ذیل ہیں:۔

عمرہ اور شعبا دو[٢] خاتونوں سے عقد ہوا مگر ازدواجی فعل مخصوص نہ ہوا۔ بقیہ تیرہ[١٣] ازواج النبیؐ کے نام حسبِ ذیل ہیں:۔

١۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ٢۔ حضرت سودہ بنت زمعہ ٣۔ حضرت عائشہ بنت ابوبکر ٤۔ حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب
٥۔ حضرت زینب بنت خزیمہ ٦۔ حضرت زینب بنت جحش۔
٧۔ حضرت رملہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان ٨۔ حضرت ام سلمہ۔
٩۔ حضرت میمونہ بنت الحارث ١٠۔ حضرت زینب بنت عمیش۔
١١۔ حضرت جویریہ بنت الحارث ١٢۔ حضرت صفیہ بنت حیی۔
١٣۔ حضرت خولیہ بنت حکیم جنہوں نے اپنا نفس جنابِ رسولِ خداؐ کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں حضورؐ کی ازواج میں دو حرم بھی تھیں۔ ایک حضرت ماریہ قبطیہ، دوسری ریحانہ قندقیہ۔

جو ازواج بوقتِ وفاتِ رسولؐ حیات تھیں ان کے نام یہ ہیں:
عائشہ[١]، حفصہ[٢]، ام سلمہ[٣]، زینب[٤] بنت جحش، میمونہ[٥]، ام حبیبہ[٦]، صفیہ[٧]، جویریہ[٨]، سودہ[٩]۔

علیٰ ھذا القیاس طاہر الملکی صاحب کی تاریخ دانی کا اندازہ اسی سے کر لیا جائے کہ ان کو حضورؐ کی ازواج کی تعداد بھی صحیح معلوم نہیں ہے۔ لیکن قلم انہوں نے "اہلبیت" کی حقیقت کے موضوع پر اٹھا لیا ہے۔ اور بڑی بے باکی کے ساتھ تمام مورخین، محدثین اور مفسرین

کو گمراہ و ناواقف قرار دے کر اپنی خود سرائی کے گھمنڈ میں حقیقی اہلبیت کو اہلِ بیتِ رسولؐ سے خارج کر کے مجازی اہلبیت کو حقیقی بنانے کی کوشش کی ہے۔ یعنی حقیقت کو مجاز قرار دینے کی بھونڈی اور مذموم جسارت کی ہے۔

ہماری اب تک کی ساری گفتگو طاہر الملکی صاحب کی زیرِ بحث کتاب پر مرکوز رہی۔ اور ہم نے ان کی پوری عبارات نقل کر کے جوابی معروضات پیشِ خدمت کئے۔ اس وقت تک ہمارا دائرہ کلام محدود رہا۔ اور ہم طاہر صاحب کے وضع کردہ استدلالات کی بیخ کنی میں مصروف رہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ ہم نے پہلے جارح کے خلاف دفاعی کاروائی کر کے ان کے حملوں کو پسپا کیا۔ لیکن اپنی ذاتی رائے و تحقیق سے قارئین کو مطلع نہ کر سکے۔ لہٰذا ہم اجازت چاہتے ہیں کہ اُن وجوہات کثیرہ میں سے چند ایک بطورِ نمونہ و بغرضِ غور پیش کریں۔ کہ جن کے باعث ہم ازواج النبیؐ اور اہلِ بیتِ رسولؐ میں فرق کے قائل ہیں۔ ان وجوہات کو ہم قرآن مجید، حدیثِ رسولؐ، عقلِ سلیم اور اجماعِ جلیل جیسے ماخذوں کی روشنی میں زیرِ بحث لا کر اپنے موقف کو پایہ ثبوت تک پہنچاتے ہیں کہ ازواجِ پیغمبرؐ اہلِ بیتِ اطہار میں داخل نہیں ہیں۔ اور حقیقی اہلِ بیتِ نبوت و رسالت حضرات پنجتن پاکؑ ہیں۔ جن کی شان میں آیہ تطہیر ہے۔

ہمارا موقف اور اس کے اثبات

ثبوت ۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے کسی ایک بھی زوجہ محترمہ نے کسی مقام پر بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے کہ وہ اہلِ بیتِ اطہار میں شامل ہیں۔ اس کے برعکس حقیقی اہلِ بیتِ رسولؐ میں داخل ہستیوں نے علانیہ ایسا دعویٰ بلند کیا ہے۔ اور اس اعزاز کو فخریہ بیان کیا ہے۔ مثلاً

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا دعویٰ

"جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم ہی وہ اہل بیت ہیں جن سے خدائے عزوجل نے ظاہر و باطن کی برائیاں دُور رکھیں۔"

(دیلمی بحوالہ ارجح المطالب ص ۱۱)

حضرت حیدرِ کرار کا مجلسِ شوریٰ سے خطاب

جناب شیرِ خدا نے مجلسِ شوریٰ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ علم رکھتے ہو کہ جب رسول مقبولؐ آخری خطبہ ادا فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے کہ جس کے بعد حضورؐ نے کوئی اور خطبہ نہیں دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! میں تم میں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اہلِ بیتؑ چھوڑے جاتا ہوں۔ تمہیں چاہیئے کہ ان سے تمسک رکھو تا کہ گمراہ نہ ہو

کیونکہ اللہ نے مجھے خبر دی ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے حتیٰ کہ روزِ قیامت میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ پس عمر بن خطاب اُٹھے ان کے چہرہ پر غصہ نمایاں تھا۔ اور دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول تمام آپ کے گھر میں رہنے والے؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ میرے اوصیا۔ جن میں کا اوّل علی ہے جو میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وارث اور میری اُمت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد تمام اُمت، تمام اہلِ ایمان کا ولی ہے۔ وہ اُن کا پہلا ہے پھر میرے دونوں بیٹے حسن و حسین اور ان کے بعد اولادِ حسین میں سے نو ایک دوسرے کے بعد یہاں تک کہ وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔ یہ لوگ خدا کی زمین میں اس کے شہدا ہیں۔ اور اس کی مخلوق پر حجت ہیں۔ اس کے علم کے خزینہ دار، اس کی حکمت کے معدن ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی۔ اس نے خدا کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ حضرت علی علیہ السلام کے اس استفسار پر تمام حاضرین نے متفقہ شہادت دی کی واقعی ہم گواہی دیتے ہیں کہ جناب رسولِ خداؐ نے اسی طرح فرمایا تھا۔"

(فرائد السمطین از حافظ صدر الدین الحموینی۔ البلاغ المبین جلد ۱ صفحہ ۵۱۸)

اس کے علاوہ کئی مقامات پر حضرت علی علیہ السلام نے خود کو فردِ اہلِ بیت ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو جتایا۔ اور تعارف کرایا۔

زبانِ رسولؐ سے خصوصی تعارف

سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک موقعہ پر حضرت علی علیہ السلام کے فیصلہ پر دادِ تحسین فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ اور اس ارشاد کو امام احمد بن حنبل نے یوں نقل کیا ہے۔

"خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلِ بیت کے درمیان حکمت کو قرار دیا۔"

(مرقاۃ شرح مشکواۃ ملا علی قادری لشرح حدیث ثقلین از زید بن ارقم)

فخرِ طہارت و نازِ عصمت سیدہ بتولؑ بنت رسولؐ کا دعوے

سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے قضیہ فدک کے موقع پر خود کو اہل بیت فرمایا۔ اور آپؑ حدیث کساء کی راویہ ہیں۔ جو ہم آئندہ ذرا تفصیل سے دہرا رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت میں مرکزی حیثیت بی بی پاکؑ ہی کو حاصل ہے۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ "احب اھلی الی فاطمۃ" میرے گھر والوں میں فاطمہؑ مجھے (زیادہ) پیاری ہے۔ (ترمذی و حاکم)

صحیح بخاری، ترمذی، ابوداؤد، نسائی وغیرہ میں ہے کہ وفات سے قبل جب حضورؐ نے سیدہ طاہرہ سے سرگوشی کی اور بی بی پاکؑ

رونے لگیں۔ لیکن دوسری بار کان میں کچھ کہا تو ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ کے دریافت کرنے پر بعد میں بی بی پاک نے فرمایا کہ حضورؐ نے ارشاد کیا تھا کہ "میرے اہل بیت میں تم مجھ سے سب سے پہلے ملو گی۔" اس روایت سے بی بی صاحبہ کا اہلبیت ہونا بزبان خود بگواہی ام المسلمین عائشہ بقولِ سید المرسلینؐ ثابت ہے۔

امام حسن علیہ السلام کا دعویٰ

عن حسن بن علی قال نحن اھل بیت الذی قال اللّٰہ تعالیٰ انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم ... الخ۔ حضرت امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔ ہم ہیں وہ اہل بیت جن کے حق میں آیتِ تطہیر نازل ہوئی۔

(طبقات ابن سعد، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، جلال الدین سیوطی فی الدر المنثور بحوالہ ارجح المطالب ص۶۴)

امام حسینؑ کا دعوے

محمد بن عمر بن حسن سے مروی ہے کہ ہم امام حسینؑ کے ساتھ نہر کربلا پر تھے کہ اچانک آپؑ نے شمر کو دیکھا۔ فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ رسولِ خدا فرماتے تھے کہ میں ایک چتکبری کتے کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ میرے اہلِ بیت کے خون کو چاٹ رہا ہے اور شمر لعین مبروص تھا۔ (ابن عساکر)

اسی طرح جب امام حسینؑ نے روزِ عاشورہ اتمام حجت کی تقریر فرمائی

توخود کو اہلِ بیتِ رسولؐ فرمایا۔ نیز اہلِ کوفہ نے جو خطوط حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کئے ان میں امام پاکؑ کو اہلِ بیتؑ کہہ کر مخاطب کیا گیا۔

المختصر اصحاب خمسہ صلواۃ اللہ علیہم کے علاوہ دیگر آئمہؑ اہلبیت نے بھی متعدد موقعوں پر خود کو اہلِ بیتِ رسولؐ فرمایا۔ اور علمائے متقدمین کی کثرت کے اعتقاد میں یہی حضرات حقیقی اہلِ بیت اطہار ہیں۔ جیسا کہ قرنِ اوّل میں ابو سعید خدری اور تابعین میں سے ایک جماعت جن میں مجاہد اور قتادہ وغیرہ ہیں ان سب کا مذہب یہ ہے کہ آیت تطہیر کے مصداق اہلِ بیتِ رسول، علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں تفسیر معالم التنزیل۔

پس حقیقی اہلِ بیتِ رسولؐ کا یہ دعویٰ بانکرار اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ازواج رسولؐ اور اہلِ بیت طاہرینؑ میں فرق ہے۔

ثبوت نمبر ۲

وجودِ اہلِ بیتؑ سے دُنیا قائم ہے

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جب اہلِ بیت اس دنیا سے اُٹھ جائیں گے تو دنیا ختم ہوجائے گی۔ اہلِ بیت ہی نزولِ بارش اور نعماتِ الٰہیہ کا باعث ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو یہ دنیا از خود وجودِ اہلِ بیتؑ کی دلیل ہے۔ اگر اہلِ بیت سے مراد ازواج النبیؐ ہوتیں تو پھر ان بیبیوں کی وفات کے بعد یہ کارخانہ ہست و بود فنا ہوجاتا۔ پس وہ اہلِ بیتؑ جو امانِ دنیا

ہیں وہ اور ہیں جن کا وجود اس ارضِ خداوندی پر قائم ہے۔ جبکہ بیویوں کو اس جہان سے رخصت ہوئے تیرہ سو سال گذر چکے ہیں۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السماء واهل بيتي امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بيتي ذهب اهل الارض۔

یعنی ستارے آسمان والوں کی امان کا سبب ہیں۔ جب ستارے ختم ہوجائیں گے آسمان کے رہنے والے ختم ہوجائیں گے۔ میرے اہلِ بیت زمین والوں کے لئے باعثِ امان ہیں۔ جب میرے اہلِ بیت دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو دنیا میں رہنے والے بھی ختم ہوجائیں گے۔

(مناقب امام احمد بن حنبل بحوالہ معالم العترۃ صـ۲)

پس چونکہ دنیا قائم ہے اور ازواج کا وجود اس دنیا میں نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ بیویاں حقیقی اہلِ بیت اطہار میں شامل نہ تھیں اور اصل اہلِ بیتِ رسولؐ وہی ہیں جن کا بارھواں قائمؑ آلِ محمدؐ ہے اور جو اس دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

ثبوت نمبر ۳

امام مہدیؑ کا اہلِ بیت میں سے ہونا

اخبارِ پیغمبرؐ میں بے شمار اقوال ہیں کہ زمانۂ آخر میں امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا جو کہ اہلِ بیتِ رسولؐ میں سے ہوں گے۔ مثلاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ

سے صحیح روایت ہے کہ:۔

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔

(اخرجہ احمد وابو داؤد وابو نعیم والترمذی قال حسن صحیح)

یعنی حضورؐ نے فرمایا اگر دنیا میں ایک دن کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اس قدر بڑھائے گا کہ اس میں میرے اہل بیت میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا اس کا نام و ولدیت میرے جیسی ہوگی وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

سنن ابو داؤد میں ہے کہ زر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک نہیں مٹے گی جب تک کہ عرب کا مالک ایک مرد میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(ارجح المطالب ص ۴۷۵)

کسی ضعیف سے ضعیف قول کو بھی پیش نہیں کیا جا سکتا ہے کہ رسول کی کوئی زوجہ امام مہدیؑ کی صورت میں زمانہ آخر میں ظاہر ہوگی۔ اگر بیویاں اہل بیت ہوتیں تو ضرور کوئی بیوی اس منصب پر متمکن ہوتی۔ پس "رجلا من اہل بیتی" کے الفاظ پیغمبرؐ اس بات کا ثبوت ہیں کہ ازواج اہل بیت تطہیر نہیں ہیں۔

ثبوت ۴

حضرت علیؑ کی تبلیغ سورۂ توبہ کیلئے تقرری

سورہ برأت کی تبلیغ کا یہ واقعہ آخر ذیقعدہ ۹ھ کا ہے۔ لکھا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے حضرت ابوبکر کو موسم حج میں سورۂ توبہ کی چالیس آیات کی تبلیغ پر مامور کیا۔ لیکن حضرت ابوبکر کے روانہ ہوتے ہی جبرئیلؑ اللہ کی طرف سے وحی لے کر نازل ہوئے کہ تبلیغ یا آپؐ خود کریں یا علیؑ چنانچہ حضورؐ نے اُسی وقت حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر کے پیچھے روانہ کیا کہ وہ ان سے سورہ برأت کی آیات لے کر تبلیغ کریں۔ آپؑ نے تعاقب کر کے حسب حکم نبوی تعمیل کی اور حضرت ابوبکر کو واپس بھیج دیا۔ حضرت ابوبکر نے رنجیدہ خاطر ہو کر بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ میرے خلاف کوئی وحی آ گئی ہے حضورؐ نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ تبلیغ یا میں خود کروں یا میرے اہل بیت میں کا کوئی مرد کرے۔ یہ واقعہ مُسلّم ہے۔ اس کے راوی خود حضرت علیؑ، ابن عباسؓ، ابو سعید خدریؓ، ابن عمرؓ، ابو ہریرہ، سعد ابن ابی وقاصؓ ابو رافع اور انس بن مالک ہیں۔ صحیح بخاری میں یہ واقعہ تین جگہ نقل کیا گیا ہے ہم نسائی سے حسب ضرورت عبارت نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میرے خلاف کوئی وحی آئی ہے تو آپؐ نے جواب دیا:

"لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اھل بیتی"

کہ "نہیں۔ لیکن مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کی تبلیغ یا میں خود کروں یا میرے اہل بیت کا مرد تبلیغ کرے۔

اب سوچنے کا مقام ہے کہ اگر اہل بیت سے مراد بیوی ہوتی تو بھی

کیا رسولِ خدا نے تبلیغ کے لئے اپنی کسی زوجہ کو روانہ کیا؟ نہیں۔ بلکہ حضورؐ نے خود حضرت علی علیہ السلام کا تقرر فرما کر اہل بیت کے حقیقی معنی بتا دیئے۔ پس یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ حضورؐ کے نزدیک حضرت علیؑ اہل بیت میں شامل ہیں۔ ازواج کا اہل بیت تطہیر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ثبوت ۵

سیدہ معصومہ کا بتول ہونا اور ازواج کا فطری نجاست سے پاک نہ ہونا

آیت تطہیر میں بیان کردہ طہارتِ کاملہ اس امر کی مقتضی ہے کہ اس کا مصداق ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نجاست و آلودگی سے محفوظ و منزہ ہو۔ لہٰذا اہل بیتِ تطہیر وہی ہستی ہو سکتی ہے جو ہر لحاظ سے پوری طرح پاک و مطہر ہو۔ حضرت سیدۃ النساء العالمین، صدیقۃ الکبریٰ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا بتول ہونا اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ بی بی پاک خاتونِ جنت اہل بیتِ طاہرین میں شامل ہیں۔ اس کے برعکس ازواج کا ہر ماہ مخصوص ایام میں پاک نہ ہونا نجاستِ ظاہری سے عدم تحفظ ثابت کر کے اہل بیتِ طاہرین کی فہرست سے خارج کرنے کا ٹھوس سبب بنتا ہے۔

البتول کی تشریح بزبانِ رسولؐ

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ طاہرہ کے لقب البتول کی تشریح اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:۔

"عن علی بن ابی طالب قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سُئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول اللہ تقول مریم بتول و فاطمۃ

بتول فقال البتول التی لم ترحمرۃ قط ای لم تحض فان الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء" (مستدرک الحاکم۔ ارجح صـ۳۰۸)

یعنی حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "بتول" کے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ ہم نے آپؐ کو مریم بتول اور فاطمہ بتول فرماتے سُنا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا بتول وہ ہے جس نے سُرخی کو نہ دیکھا ہو۔ یعنی اس کو کبھی حیض نہ ہوا ہو۔ کیونکہ نبیوں کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ بالا ثابت کرتا ہے کہ حضرت سیدہ طاہرہ عورتوں کی عام فطری نجاست سے قطعی طور پر محفوظ و پاک ہیں۔ لہٰذا آیت تطہیر میں مطلوبہ طہارت آپ کے لئے ثابت ہے۔ [حاشیہ ۱]

ازواج کے حیض کا بیان

حدیث کی صحیح کتابوں میں باقاعدہ "کتاب الحیض" ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں مندرجہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج اس فطری نجاست سے منزہ نہ تھیں۔ حیض کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝

حاشیہ ۱ یہ امر اس بات کی بھی دلیل ہے کہ رسولؐ کی دیگر مبینہ بیٹیاں اگر حقیقی دختران ہوتیں تو وہ بھی بتول ہوتیں جو کہ خلافِ واقعہ ہے۔

یعنی آپ سے لوگ حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپؐ کہہ دیجیئے کہ وہ نجاست ہے۔ اس لئے عورتوں سے حالت حیض میں الگ رہو۔ اور اُن کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ تو تم ان کے پاس اس طرح آؤ جس طرح تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (سورہ البقرہ ۲۲۲)

اب جب خود خداوند تعالیٰ الحیض کو نجاست فرمادے تو کوئی وجہ نہیں کہ حائضہ کو پاک قرار دیا جاسکے۔ اب ازواج کی ماہواری کے ثبوت میں ایک روایت پیش خدمت ہے۔

"حدثنا اسمٰعیل بن خلیل قال اخبرنا علی بن مسھر اخبرنا ابو اسحاق ھو الشیبانی عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابیہ عن عائشۃ قالت کانت احدانا اذا کانت حائضا فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یباشرھا امرھا ان تتزر فی فور حیضتھا ثم یباشرھا قالت وایکم یملک اربہ کما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یملک اربہ تابعہ خالد وجریر عن الشیبانی۔"

(صحیح بخاری۔ کتاب الحیض۔ باب ۲۰۷ مباشرۃ الحائض جلد ۱ ص ۱۹۰ حدیث ۲۹۳)

(اسناد کے لئے عربی دیکھیئے) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ ہم (ازواج النبیؐ) میں سے جب کسی بی بی کو ماہواری آتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم اس سے اختلاط کرنا چاہتے تو اس بی بی کو حکم دیتے تھے کہ اپنے حیض کی حالت میں آزار پہن لے۔ اس کے بعد اس سے مباشرت فرماتے۔ (عائشہ) نے کہا تم میں سے اپنی خواہش پر کوئی اس قدر

قابو نہیں رکھتا ہے جس قدر نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم اپنی خواہش پر قابو رکھتے تھے۔

تبصرہ بر روایت

حدیث کی کتابوں میں سرتاج صحیح بخاری جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ بخاری بعد از کتاب باری کی یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ ازواج النبیؐ ایام مخصوص سے محفوظ نہ تھیں۔ یہ بات مانع طہارتِ کاملہ ہے۔ جو کہ اہل بیتؑ طاہرین کی اہلیت مخصوص ہے۔

یہ روایت ازواج النبیؐ میں کی ممتاز زوجہ سے مروی ہے جن کو صدیقہ کہا جاتا ہے اور اس میں تمام بیویوں کے حائضہ ہونے کا بیان ہے جس میں خود راویہ بھی شامل ہیں۔

بی بی عائشہ کے علاوہ اس کے تمام راوی مرد ہیں جبکہ نسوانی حیاؑ کے تقاضوں کے برخلاف مخصوص افعالِ خلوت کا بیان ہے

قرآن مجید کے حکم کہ حیض پلیدگی ہے اور ان ایام میں عورتوں سے علیحدہ رہو" کے خلاف خود صاحب القرآن پر یہ تہمت ہے کہ وہ ایام حیض میں مباشرت کرنے سے باز نہ آتے تھے۔ اور حیران کن بلکہ تمسخر یہ ہے کہ اس بے قابو پن کا ذکر فرمانے کے بعد حضورؐ کو اپنی خواہش پر قابو رکھنے والا کہا گیا ہے۔ اگر قابو پانا ایسا ہی ہوتا ہے تو پھر بے قابو ہونے سے ہم ناواقف ٹھہرے۔ ہمارے خیال میں تو یہ سخت طنزیہ تمسخر ہے۔

ہم شیعانِ اہل بیتؑ یہ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں کہ خلق عظیم کا لقب پانے والے رسولؐ حکم قرآن کی مخالفت کر کے ایام ماہواری میں بے صبر ہو کر فعلِ ممنوع کا ارتکاب کریں۔ ہماری نظر میں یہ "توہینِ رسول" ہے۔ اسی لئے اس مختصر سے تبصرہ کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔

بی بی عائشہ کا ایک اور بیان

صحیح بخاری میں بحالت حیض بی بی عائشہ کا حضورؐ کے سر میں کنگھی

کرنا درآنحالیکہ حضورؐ اعتکاف میں ہوتے مرقوم ہے۔ اسی طرح روایت ہے کہ:

(حضرت عائشہ سے مروی ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگا لیتے تھے۔ حالانکہ میں حائض ہوتی تھی۔ پھر آپ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۸۹ حدیث نمبر ۲۹۰)

پس اس طرح کی روایات سے اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ازواج النبیؐ حیض جیسی ظاہری نجاست سے پاک نہ تھیں۔ اس لئے وہ اہلبیت طاہرین میں شامل نہیں کی جا سکتی ہیں۔

حقیقی اہلبیتؑ کا نجاستِ ظاہری سے پاک ہونا

حقیقی اہل بیتؑ اطہار کے ظاہری نجاستوں سے مکمل طور پر پاک و طاہر ہونے کی گواہی خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔ یہ گواہی خود زوجۂ رسولؐ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سُنیئے:۔

"جناب اُم المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ میری یہ مسجد ہر حیض والی عورت اور ہر جنبیب والے مرد پر حرام ہے۔ مگر محمدؐ پر اور اُن کے اہل بیت علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ پر۔

(اخرجہ البیہقی، طبرانی بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۴۱۶)

پس چونکہ بشہادت زوجۂ رسولؐ حسب ارشاد النبیؐ اہل بیت رسولؐ تمام فطری نجاست کے عوارض سے محفوظ ہیں۔ اس لئے حقیقی اہل بیت جو آیتِ تطہیر کے واقعی مصداق ہیں، صرف اہل بیت اطہار سلام اللہ علیہم ہیں۔

ثبوت ۶

اہلبیتؑ کا صاحبانِ عصمت ہونا اور ازواج کا غیر معصوم ہونا

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے حقیقی اہل بیتؑ کے علاوہ کسی بھی فرد نے (خواہ وہ کوئی جلیل القدر صحابی رسولؐ ہو یا کوئی محترمہ زوجہ یا کوئی اور بزرگ ہو) معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ نہ ہی کسی پیروکار نے اپنے کسی ممدوح کو عقیدۃً لائق عصمت مانا ہے۔ لیکن حقیقی اہل بیتؑ کو شیعہ تو رہے ایک طرف غیر شیعوں کی کثیر تعداد نے معصوم تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح خود رسولِ کریمؐ اور اہل بیت رسولؐ کے سرخیل حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ اہل بیت پر کسی بھی غیر کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا۔

عن انس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن اهل بیت لا یقاس بنا احد۔ (دیلمی فی الفردوس الاخبار)

یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

عن علی قال علی المنبر نحن اهل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقاس بنا احد۔

(اخرجہ ابوبکر بن مردویہ ارجح صفحہ ۴۱۶)

یعنی حضرت علی علیہ السلام نے منبر پر فرمایا کہ ہم ہیں اہل بیت رسولؐ کہ ہمارے ساتھ کسی کا بھی قیاس نہیں ہو سکتا ہے۔

ثبوت ۵

سورۂ تحریم کی آیات
ازواج کے اہلبیت سے اخراج کا ثبوت ہیں

سورۂ احزاب میں آیۂ تطہیر سے کچھ پہلے ازواج کے لئے آیت ہے کہ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ (سورہ احزاب ع۳۰)

ترجمہ:- اے پیغمبرؐ کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو دگنی سزا دی جائے گی۔

(قرآن مجید مترجم مولوی فتح محمد تاج کمپنی)

گویا ازواج نبیؐ سے ناشائستہ افعال کے سرزد ہونے کا امکان باقی رہ گیا۔ چنانچہ سورہ تحریم میں ہے کہ

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ التحریم

اس وقت کو یاد کرو جب نبیؐ نے اپنی ایک بی بی سے کوئی راز کی بات کہی پس جب اس نے چغلی کھائی۔ اور خدا نے یہ کاروائی نبیؐ پر ظاہر کردی تو اس نے کچھ بیان کیا اور کچھ سے کنارہ کشی کی۔ جب اس نے اس کو خبر دی تو اس نے کہا آپؐ کو اس کی خبر کس نے دی۔ فرمایا مجھے علیم وخبیر نے بتلایا ہے۔

اے دونوں بیبیو! تم دونوں توبہ کرو (تو بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ اور اگر تم دونوں نے نبیؐ پر غلبہ حاصل کرنا چاہا تو سمجھ لو کہ خدا اور جبرئیل اور صالح المومنین اور فرشتے اس کے بعد اس کے مددگار ہیں۔

(سورہ تحریم آیت ۳، ۴)

مفسرین ومورخین کا اتفاق ہے یہ آیات حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ مجھے کافی عرصہ سے خیال تھا کہ حضرت عمر سے معلوم کروں کہ وہ دونوں عورتیں جنہوں نے رسولؐ پر غلبہ کرنا چاہا تھا اور جن کے دل ٹیڑھے ہو گئے تھے، کون تھیں مگر موقع نہ مل سکا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ سفر حج میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ ایک دفعہ جب وہ رفع حاجت کے لئے بیت الخلا کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ واپسی پر جب میں نے ان سے یہ معاملہ دریافت کیا تو میری بات ختم ہونے سے پہلے ہی انہوں نے جواب دیا۔ ان عورتوں سے مراد عائشہ اور حفصہ ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۳ ص ۱۲۸ مطبوعہ مصر، صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۷۹ مطبوعہ نولکشور، نسائی جلد ۲ ص ۱۰۲ وغیرہ)

چنانچہ مختصر قصہ یہ تھا کہ حضورؐ نے حضرت خدیجہ کی زندگی میں
کوئی دوسرا عقد نہ فرمایا۔ بعد میں جب اور بیبیوں کو حبالۂ نکاح میں لیا تو
آپؐ نے ہر بی بی کے لیے علیحدہ علیحدہ ایک کمرہ بنوا دیا تھا۔ اور ہر ایک کے
ہاں باری باری شب بسری فرماتے۔ دن کے وقت ہر ایک کے پاس تھوڑی
دیر کے لیے چلے جاتے۔ ہجرت کے بعد سلطان روم مقوقش نے ماریہ قبطیہ
کنیز کو آپؐ کی خدمت میں تحفتہً بھیج دیا تھا۔ آپؐ نے ماریہؓ کو ابو ایوب
انصاری کے گھر مقیم کر دیا تھا۔ رفتہ رفتہ ماریہؓ پر آپؐ اس قدر بھروسہ
کرنے لگے کہ اپنے پینے کے پانی کا انتظام بھی انہی کے ہاں رکھا۔ بلکہ حضرتؐ
کی اہم ذاتی اشیاء بھی ان کے ہاں رہتی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کے گھر کو "مشربہ ام
ابراہیمؑ" کے نام سے شہرت ملی۔ اللہ کی رحمت سے کچھ عرصہ بعد ماریہؓ حاملہ
ہو گئیں۔ حضرت عائشہ و حفصہ کے حسد کی وجہ سے حضورؐ کو تشویش ہوئی۔
چنانچہ آپؐ وہیں قیام کرنے لگے۔ غرض ابراہیم کی ولادت ہوئی۔ ماریہؓ کو
دودھ نہ اترا۔ حضورؐ نے ایک بکری کا انتظام کیا تاکہ ان کی پرورش ہو
سکے۔ تھوڑے ہی دنوں میں ابراہیم کا چہرہ پھول کی طرح کھلنے لگا اور
تیزی سے بڑھنے لگے۔ حضرت عائشہ اور حفصہ کا آپس میں بہت سلوک
تھا۔ ایک دوسری کی ہمراز تھیں۔ دیگر زندہ ازواج ہی سے حسد نہ تھا بلکہ
خدیجۃ الکبریٰ مرحومہ پر فوقیت پانے کا بھی خواب دیکھا کرتی تھیں۔ چنانچہ
عموماً جب حضرتؐ ملیکۃ العربؑ کا ذکر خیر فرماتے تو ان بیویوں کو سخت
ناگوار ہوتا۔ اور اکثر جھنجھلا کر کہہ اٹھتی تھیں کہ آپؐ کیا بڑھیا کو یاد کرتے
رہتے ہیں۔ بی بی عائشہ تو بعض اوقات اس حد تک آجاتی تھیں کہ ان کے
سخت کلمات سن کر سیدہ فاطمہؑ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔
الغرض ان دونوں بیبیوں نے آپس میں گٹھ جوڑ کر کے حضورؐ پر

قابو پانے کا فیصلہ کر لیا۔ خاوند کو بس میں کرنے کے لئے داؤ آزمائیاں
شروع کر دیں۔ مگر یہ حضورؐ کا ظرف تھا کہ آپؐ ان کی حرکات کو خاطر میں
نہ لاتے تھے۔ اور ان خانگی کشمکش و جھگڑوں میں سکوت سے کام لیتے
تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے عمدہ شہد حضورؐ کے لئے روانہ کیا۔ آپؐ نے ام سلمہؓ
یا زینبؓ کے ہاں حفاظت سے رکھوا دیا۔ اور روزانہ جا کر شہد نوش فرماتے تھے۔
ان دونوں بی بیوں کو اتنی دیر بھی وہاں بیٹھنا گوارہ نہ ہوا۔ دونوں نے
صلاح و مشورہ کر کے حضرت عائشہ نے بی بی حفصہ کو اس بات پر تیار کر
لیا کہ آج کسی ترکیب سے آپؐ کی شہد چھڑوا دی جائے تاکہ وہاں بیٹھنا
بند ہو جائے۔ چنانچہ جب حضورؐ شہد کھانے کے بعد حضرت عائشہ کے
پاس تشریف لائے تو انہوں نے ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔ حضرتؐ نے سبب
دریافت فرمایا تو جواب دیا آپ کے منہ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ اس کے
بعد حضرتؐ حفصہ کے ہاں آئے انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔ آپؐ نے فرمایا
میں نے تو صرف شہد کھایا ہے۔ اس پر عائشہ بولیں کہ ضرور شہد کی
مکھیوں نے مغافیر کے پھولوں کو چوسا ہے۔ القصہ مختصر آپؐ نے حضرت
عائشہ سے راز کے طور پر فرمایا اب میں شہد نہیں کھاؤں گا۔ اس
خیال سے کہ جن بی بی کے ہاں شہد رکھا تھا ان کی دل شکنی نہ ہو یہ بھی
فرما دیا کہ اس راز کو ظاہر نہ کرنا۔ مگر بی بی عائشہ اپنی ہمراز سے راز
کہاں چھپانے والی تھیں۔ فوراً حفصہ کو خوشخبری دی کہ آج سے وہاں
کا بیٹھنا چھوٹ گیا۔

دوسرا قصہ یہ ہے کہ ایک روز اتفاقاً حضرت حفصہ اجازت لے کر
اپنے میکے چلی گئیں۔ اس رات ان ہی کی باری تھی۔ حضرتؐ جب فارغ ہو کر
گھر پر آئے اور گھر خالی ہونے کے سبب ماریہؓ

وہیں رہیں۔ صبح حضورؐ نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کو اپنے شانوں پر بٹھالیا۔ اور فرمانے لگے یہ مجھ سے کس قدر مشابہ ہیں۔ اس پر حضرت عائشہ بولیں مجھے تو کوئی مشابہت معلوم نہیں ہوتی۔ فرمایا کیا جسم میں بھی مشابہت نہیں۔ انہوں نے طنزیہ جواب دیا جو بکری کا دودھ پی کر پلے گا اس کا بدن تو ضرور خولصورت ہوگا۔

یہ باتیں ہوہی رہی تھیں کہ حضرت حفصہ غصّہ میں بھری وہاں آ پہنچیں ایک تو حضرت کی توجہ اور چاہ پر ماریہؓ سے رشک تھا۔ اس شب کے واقعہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ کاندھے پر ابراہیمؑ کو سوار دیکھ کر کریلا اور پھر نیم چڑھا ہوگیا۔ چنانچہ سخت درشتگی سے کہا۔ آپؐ نے میری عزت و حرمت کا ذرا خیال نہ کیا اور ایک لونڈی کو میرے برابر کر دیا۔ یہ کیا اندھیر ہے میرا مکان، میرا بستر اور یہ کنیز۔ اس کو آپؐ نے بہت سر پر چڑھالیا ہے۔ حضورؐ نے بڑے تحمل سے پوچھا کیا یہ میرے اوپر حلال نہیں ہے۔ مگر باوجود سمجھانے کے ان کا پارہ کم نہ ہوا علیحدہ جا کر سرگوشی کی کہ میں تمہاری خاطر قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ ماریہؓ سے صحبت نہیں کروں گا۔ مگر دیکھو خبردار یہ راز ہے۔ اس کو کسی سے کہنا نہیں۔ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو۔ یہ فرما کر آپؐ باہر چلے گئے۔ مگر بی بی صاحبہ یہ راز محفوظ نہ رکھ سکیں۔ موقع پاتے ہی بی بی عائشہ کو مژدہ سُنا دیا۔

ان دونوں واقعوں کی قلعی خدا نے وحی کے ذریعہ کھول دی۔ حضورؐ کو خبر ہوگئی۔ آپؐ نے ماریہ کا قصّہ اور حفصہ کا غصہ عائشہ سے بیان کر دیا۔ اور شہد والا قصّہ چونکہ ان ہی کا تھا لہٰذا شدّتِ حیا سے اس کا ذکر نہ کیا۔ حضرت عائشہ نے تعجب سے پوچھا آپ کو حفصہ کا حال کس نے بتایا۔ حضورؐ نے فرمایا خدا نے۔

الغرض یہ آیات انہی دونوں مخدرات کی سرزنش میں نازل ہوئی ہیں۔ حضورؐ کو حکم ہوا کہ قسم کا کفّارہ دے کر ماریہؓ سے تعلق باقی رکھو اور شہد بھی کھائیے۔ اس واقعہ سے چونکہ حضرتؐ کو بی بی حفصہ سے سخت صدمہ پہنچا تھا اس لئے آپؐ نے ان کو طلاق دیدی۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے اپنے میکے کو رخصت کر دی گئیں۔ اس پر حضرت عمر کو بہت رنج ہوا۔ اور غصّہ سے اپنی بیٹی سے کہا اگر خطاب کی اولاد میں کچھ نیکی ہوتی تو رسول اللہؐ تمہیں طلاق نہ دیتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ واقعہ اس قدر اذیّت ناک محسوس ہوا کہ آپؐ نے تمام ازواج سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اور حضرت ماریہ کے گھر ۲۹ روز تک رہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کو شبہ ہونے لگا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دیدی ہے۔

یہ ملخص بیان مختلف روایات سے ماخوذ ہے جو کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، کشاف اور درمنثور وغیرہ میں مندرج ہے۔ مولانا فرمان علی مرحوم اعلی اللہ مقامہٗ نے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں اسے درج کیا ہے۔ اور ہم نے اس کو ادیبِ اعظم مولانا ظفرالحسن صاحب امروہوی مدظلہ العالی کی کتاب رموز القرآن سے پیش کیا ہے۔ جسے مولانا موصوف نے ص۴۲۴ سے ص۴۲۹ تک نقل فرمایا ہے۔

حضرت ادیبِ اعظم دام برکاتہٗ فرماتے ہیں کہ

"غور کیجیے یہ سازشیں کتنی خوفناک تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے تو اپنے آپ کو مددگار بنایا۔ پھر جبرئیلؑ کو پھر صالح المومنین (علی علیہ السلام) کو پھر اپنے تمام ملائکہ کو۔ اس کے بعد کی آیات میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر رسولؐ تم کو طلاق دیدیں تو عنقریب ہی پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں عطا کرے گا جو فرمانبردار رسولؐ کی (العز

تم میں سے بعض فرماں بردار نہیں ہیں) اور خدا و رسول کی مطیع گناہوں سے توبہ کرنے والیاں، عبادت گذار، روزہ رکھنے والیاں بیاہی ہوئی و مطلقہ یا بیوہ و بن بیاہی ہوئی (کنواری) ہوں گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ صفات حضرتؐ کی بعض ازواج میں یا تو تھی ہی نہیں یا تھیں تو کم تھیں۔ اللہ کا یہ فرمانا کہ تم سے بہتر لے آئے گا اس کی دلیل ہے کہ کچھ کوتاہیاں ان میں تھیں مسلمانوں کا یہ کہنا کہ ان دونوں بیبیوں نے توبہ کر لی تھی۔ یہ ایک روایت ہے۔ جس کا تعلق درایت سے نہیں۔ اگر توبہ قبول ہوگئی ہوتی تو قرآن میں اس کا ذکر ضرور ہوتا۔ تاکہ مسلمانوں کو تسکین ہوجاتی۔ حدیث میں بھی اس کا کہیں ذکر نہیں۔ لہٰذا روایت پر صرف اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

(رموز قرآن حوالہ مذکورہ)

یہ آیات ازواج کے اہلبیتؑ طہارت سے اخراج کے لئے قطعی ثبوت ہیں۔ اور ان ہی آیات سے ہم ازواج کا مسلم خواتین کے لئے اسوۂ حسنہ ہونے کی مخالفت کرتے ہیں۔

حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی مثال

سورۂ تحریم ہی میں ہے کہ:-

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ
نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ
عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا
عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ

مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝

خدا نے کافروں کی عبرت کے واسطے نوحؑ کی بی بی (واعلہ) اور لوطؑ کی بی بی (واہلہ) کی مثل بیان کی یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کے تصرف میں تھیں۔ تو دونوں نے اپنے شوہروں سے دغا کی تو ان کے شوہر خدا کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور ان کو حکم دیا گیا کہ داخل ہونے والوں کے ساتھ جہنم میں تم بھی داخل ہو جاؤ۔

(التحریم ع ۱۲ پ ۲۸)

نوحؑ کی بی بی کا یہ حال تھا کہ کفار سے ملی ہوئی تھی۔ جب حضرت نوحؑ ہدایت کرتے تو یہ لوگوں کو گھر جا کر کہہ آتی کہ یہ دیوانہ شخص ہے۔ (ہذیان کہتا ہے) تم اس کی بات کان لگا کر سنو ہی نہیں۔ جب طوفان آیا تو یہ بدبخت بجائے کشتی میں آنے کے کفار سے جا ملی۔ اور کہنے لگی کوئی اس کشتی میں نہ بیٹھے نوحؑ خود بھی ڈوبے گا اور دوسروں کو بھی ڈبوئے گا۔[1] اور لوطؑ کی بی بی کا یہ حال تھا کہ ان جوانوں سے ملی ہوئی تھی جن کو لواطت کا مرض تھا۔ جب کوئی نوجوان حضرت لوطؑ کے یہاں مہمان آتا تو یہ فوراً ان بدمعاشوں کو خبر کر دیتی۔ ایک بار جب فرشتے نوجوان انسانوں کی شکل میں قوم لوطؑ پر عذاب نازل کرنے آئے اور حضرت لوطؑ کے یہاں ٹھہرے تو اس بدبخت عورت نے فوراً ان لوگوں کو خبر کر دی اور وہ سب بھاگے ہوئے آئے۔ اور حضرت لوطؑ سے کہا ان جوانوں کو ہمارے سپرد کر دو۔ اور یہ قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ آخر عذاب الٰہی ان پر نازل ہوا۔ اور وہ سب کے سب مر گئے۔

---

[1] "اہل بیتؑ" کی مثال کشتی نوحؑ کی مانند ہے۔ معلوم ہوا کہ شریعت اوّل ہی سے یہ رواج ہوا کہ (بعض) زوجہ کشتی نجات میں بیٹھنے سے رو کی[illegible]

اِن آیاتِ سے معلوم ہوا کہ جب تک نفسِ انسانی میں حصولِ نیکی کی صلاحیت نہ ہو کسی کی صحبت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ خواہ نبی کی بی بی ہی کیوں نہ ہو۔ جب عورت کا دل ٹیڑھا ہو جاتا ہے تو پھر مشکل سے سنبھلتا ہے بدطینت عورت کی مثال امیر المومنین نے ٹیڑھی پسلی سے دی ہے کہ اگر اسے زور دے کر سیدھا کرنا چاہو تو ٹوٹ جائے گی۔ اس کی حالت پر چھوڑ دو تو پہلو میں چبھتی رہے گی۔ (رموز القرآن حوالہ مذکورہ)

حضرت آسیہ کی مثال

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

خدا نے مومن کی تسلی کے لئے فرعون کی بی بی (آسیہ) کی مثال بیان کی ہے کہ خدا سے اس نے دعا کی اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے یہاں بہشت میں ایک گھر بنا۔ اور مجھے فرعون اور اس کی بداعمالی سے بچا لے اور ظالم قوم سے چھٹکارا عطا فرما۔ (التحریم ع ۲ پ ۲۸)

جناب آسیہ نہایت حسین خاتون تھیں۔ فرعون نے جبراً ان کو اپنی زوجیت میں رکھا تھا۔ وہ اس کے دعوائے خدائی سے نہایت بیزار تھیں مگر نہایت صبر سے زندگی گذار رہی تھیں۔ فرعون سمجھتا تھا یہ میری خدائی پر ایمان لائی ہوئی ہیں۔ ایک دن جب کہ وہ ذکرِ خدا کر رہی تھیں فرعون نے ان کے ایمان باللہ کا پتہ چلا لیا۔ اس نے غضبناک ہو کر کہا تم کس کو

خدا مانتی ہو۔ اب جناب آسیہ کو تابِ ضبط نہ رہی۔ فرمایا میں اس کو خدا مانتی ہوں جو تیرا اور میرا دونوں کا خالق اور معبود ہے۔ فرعون غصے میں آپے سے باہر ہو گیا اور زمین پر دے پٹکا۔ اور پتھر کی ایک بھاری سِل ان کے سینہ پر رکھ دی۔ اس وقت انہوں نے خدا سے دعا کی۔ فرعون نے وہ سِل ان کے سینہ سے نہ ہٹائی یہاں تک کہ وہ راہی جنت ہوئیں۔

(رموز القرآن حوالہ مذکورہ)

المختصر اس بیان سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہو گیا کہ نبی کی بیوی دشمن بھی ہو سکتی ہے اور غیر نبی کی زوجہ "بیت فی الجنۃ" کی مستحق۔

پس سورۂ تحریم کی آیات قرآنیہ سے پوری طرح ثابت ہو گیا کہ آیت تطہیر میں مطلوب طہارت کی اہلبیت کے معیار پر ازواج النبیؐ پوری نہیں اُتر پاتی ہیں۔ اس لئے وہ اہل بیتِ اطہار میں داخل نہیں ہیں۔ خصوصاً "دلوں کا کج" ہونا ایسی باطنی نجاست ہے۔ جس کا علاج ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس قرآنی سرزنش کی موجودگی اور توبہ ورجوع کے عدم سے ہم مجبور ہیں کہ ازواج کو اہل بیتِ طاہرین کی فہرست میں شامل سمجھیں۔ کیونکہ اس صورت میں قرآن مجید سے ٹکراؤ ہو جاتا ہے۔ جو مسلمان کے لئے کسی بھی حالت میں درست قرار نہیں پاتا ہے۔ اس کے برعکس حقیقی اہل بیتِ رسولؐ کی عصمت و طہارت غیر مجروح ہے۔

ثبوت ۸

بیتِ زوجہ اور شیطان کا سینگ

اہل بیتِ حقیقی کے لئے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمیشہ

نیک جذبات کا اظہار فرمایا ان کے گھر کو اونچا فرمایا کبھی ان کو معدن نبوت و رسالت قرار دیا۔ کبھی علم و حکمت کی کان فرمایا۔ لیکن باوجود محبت و پیار کے ازواج کے لئے ایسی پیشنگوئیاں اور غیبی خبریں دیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج "اہل بیت اطہار" کے مطلوبہ کو الف پورا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی تھیں۔ مثلاً ممتاز زوجہ حضرت عائشہ کے گھر کی جانب اشارہ کر کے حضورؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔

"ھھنا الفتنۃ ثلاثاً حیث یطلع قرن الشیطٰن"

یہی فتنہ ہے۔ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ تین بار فرمایا۔

(صحیح بخاری جلد دوم ص۱۳۲ مطبوعہ مصر۔ کتاب الجہاد، المعلم ترجمہ مسلم وغیرہ)

جس کے گھر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتنہ قرار دیں اور شیطان کے سینگ برآمد ہونے کی جگہ بتائیں۔ وہ کس طرح اہل بیت ہو۔ جبکہ فتنہ قتل سے بھی شدید ہوتا ہے۔ اگر ازواج اہل بیت طہارت ہوتیں تو حضور اکرمؐ ایسی پیشگوئی ہرگز نہ فرماتے۔

ثبوت نمبر ۹

رسولؐ پاک سے ناراضی اور انکار نبوت مانع طہارت کاملہ ہیں

رسولِ مقبولؐ سے ناراض ہونا اور ان کی نبوت کا انکار کرنا سبب ضعفِ ایمان ہے۔ لہٰذا یہ امور شیعہ آیت تطہیر میں مطلوب

طہارت کاملہ کے لئے مانع نہیں۔ لیکن کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بی بی عائشہ حضورؐ سے ناراض بھی ہوتی تھیں اور غصہ میں آپ کی نبوت کا انکار بھی کر دیتی تھیں۔ چنانچہ صاحب مدارج النبوۃ نے بخاری میں مندرج روایت لکھی ہے کہ ام المومنین عائشہ آنحضرتؐ سے ناراض ہو جاتی تھیں جس کا آنحضرتؐ کو بھی احساس ہو گیا۔ ایک دن فرمانے لگے تم مجھ سے ناراض بھی ہو جاتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا واہ جب خوش ہوتی ہو تو یوں قسم کھاتی ہو "برب رسول اللہ" (رسول اللہ کے خدا کی قسم) اور جب غصہ میں ہوتی ہو یوں قسم کھاتی ہو "برب محمد" (محمدؐ کے خدا کی قسم)۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ آپ فرماتے تو سچ ہیں ایسا ہی ہے اگرچہ غصہ کے وقت بھی میرے دل میں آپؐ کی محبت ہوتی ہے۔ مگر منہ سے رسول اللہ نہیں نکلتا[1]۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۶۰، بخاری باالجوز من الہجران ص۸۹۷ بحوالہ وفات عائشہ ص۱۱)

اس روایت پر غور کرنے سے یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ غصہ کی حالت میں بی بی صاحبہ "محمد رسول اللہ" کے رب کی قسم نہیں بلکہ صرف "رب محمدؐ" کی قسم کھایا کرتی تھیں۔

نیز کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ "ایک دن حضرت عائشہ کو غصہ آ گیا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمانے لگیں کہ آپکو خیال ہے کہ آپؐ نبی ہیں"۔

(احیاء القلوب ج ۲ ص۳۵، مکاشفۃ القلوب ص۲۳۸ بحوالہ النص والاجتہاد ص۱۹۲)

---

[1] مسلم شریف کی روایت میں راضی ہونے کی صورت میں بربّ محمدؐ اور ناراضگی کی حالت میں بربّ ابراہیم ہے۔

ایسی خطرناک صورت میں ہم اپنا تبصرہ محفوظ رکھتے ہیں۔ قارئین خود فیصلہ فرمائیں۔ ہم تو یہی دہرائیں گے۔ صاحب طہارت کاملہ ایسے اوصاف سے مبرّہ و منزہ ہوتے ہیں۔ آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی قلمبندی کے موقعہ پر اہل بیت حقیقی حضرت علی علیہ السلام نے بحکم رسولؐ بھی "رسول اللہ" کے الفاظ حذف کرنا گوارہ نہ فرمائے تھے لہٰذا خود حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے یہ الفاظ قلمزد فرمائے۔

ثبوت نمبر ۱۰

حدیث کساءؑ

یہ مشہور و معروف حدیث لفظی رد و بدل کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب اہل سنت میں مرقوم ہے:-

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ فضائل اہل بیت النبی الجزالسابع ص۱۳۰

۲۔ مسند امام احمد بن حنبل الجزالاوّل ص۳۳۱، الجزالثالث ص۲۸۵، ۲۵۹ و ۱۸۱ الجزالرابع ص۵، ص۱۰۷، الجزالسادس ص۲۹۲، ص۲۹۶، ص۲۹۸، ص۳۰۴، ص۳۲۳

۳۔ نزل الابرار میرزا محمد بن معتمد خاں ص۵ اور ص۱۷

۴۔ تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی جز ۵ ص۱۹۹-۱۹۸

۵۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ابن عبدالبر جز الثانی

۶۔ منہاج السنۃ، علامہ ابن تیمیہ جلد ۳ ص۴

۷۔ مسند ابوداؤد الطیالسی الجزالثامن ص۲۷۴ حدیث نمبر ۲۰۵۵

۸۔ مصابیح السنۃ امام بغوی الجزالثانی ص۲۷۸

۹۔ ینابیع المودۃ مفتی سلیمان قندوزی ص۱۰۷ ص۱۰۹

۱۰۔ صحیح ترمذی ک ۴۴ سورۃ ح ۷ ک ۴۶ ب ۳۱، ۶۰

۱۱۔ اشعۃ اللمعات عبدالحق محدث دہلوی جلد نمبر ۴ ص۳۷۸

۱۲۔ نورالابصار علامہ شبلنجی ص۱۰۱

۱۳۔ موطا ۔ امام مالک۔

۱۴۔ مشکوٰۃ المصابیح وغیرہ وغیرہ۔

کتب امامیہ میں یہ حدیث مبارکہ اس طرح ہے:-

روی عن فاطمۃ الزہراء قالت دخل علی ابی رسول اللہ فی بعض الایام فقال یا فاطمۃ انی لاجد فی بدنی ضعفا فقالت لہ فاطمۃ اُعیذک باللہ یا ابتاہُ من الضعف فقال یا فاطمۃ ایتنی بالکساء الیمانی فغطینی بہ قالت فاطمۃ فغطیتہ بہ وصرت انظر الیہ فاذا وجہہ یتلالا نورا کانہ البدر لیلۃ تمامہ قالت فاطمۃ فما کانت الا ساعۃ واذا بولدی الحسن قد اقبل وقال السلام علیک یا اماہُ فقلت وعلیک السلام یا قرۃ عینی وثمرۃ فوادی فقال لی یا اُماہ انی اشم عندک رائحۃ طیبۃ کانہا رائحۃ جدی رسول اللہ فقلت ان جدک نائمٌ تحت الکساء فدنی منہ وقال السلام علیک یا جداہ السلام علیک یا رسول اللہ اتاذن لی ان ادخل معک تحت ہذا الکساء فقال قد اذنت لک فدخل معہ فما کانت الا ساعۃ واذا بالحسین قد اقبل وقال السلام علیک یا اماہ فقلت وعلیک السلام یا ولدی وقرۃ عینی ثم قال یا اماہ انی اشم عندک رائحۃ طیبۃ کانہا رائحۃ جدی رسول اللہ فقلت نعم یا بنی ان جدک واخاک تحت الکساء فدنی الحسین وقال السلام علیک یا جداہ السلام علیک یا رسول اللہ یا من

اختاره الله اتاذن لی ان ادخل معک تحت هذا الکساء فقال له قد اذنت لک یا حسین فدخل معهما قالت فاطمة فاقبل عند ذلک ابو الحسن علی بن ابی طالب فقال السلام علیک یا بنت رسول الله فقلت وعلیک السلام فقال اشم رائحة طیبة کانها رائحة اخی وابن عمی رسول الله فقلت نعم ها هو مع ولدیک تحت الکساء فاقبل نحو الکساء فقال السلام علیک یا رسول الله اتاذن لی ان ادخل معکم تحت هذا الکساء فقال نعم قد اذنت لک فدخل علی تحت الکساء ثم اقبلت فاطمة وقالت السلام علیک یا ابتاه السلام علیک یا رسول الله اتاذن لی ان ادخل معکم تحت الکساء قال نعم قد اذنت لک یا فاطمة فدخلت معهم فلما اکتملوا تحت الکساء قال الله عز وجل یا ملائکتی وسکان سمواتی انی ما خلقت سماءً مبنیة ولا ارضاً مدحیة ولا قمراً منیرا ولا شمساً مضیئة ولا فلکا یدور ولا بحرا یجری ولا فلکاً یسری الا فی محبة هؤلاء الخمسة الذین هم تحت الکساء فقال الامین جبرئیل یا رب ومن تحت الکساء فقال هم اهل بیت النبوة ومعدن الرسالة وهم فاطمة وابوها وبعلها وبنوها فقال الامین جبرئیل یا رب اتاذن لی ان اهبط الی الارض لاکون معهم سادساً فقال الله عز وجل قد اذنت لک فهبط الامین جبرئیل واقبل نحو الکساء وقال السلام علیک یا رسول الله السلام علیک یا من اختاره الله ان الله عز وجل یقرئک السلام ویخصک بالتحیة والاکرام ویقول لک وعزتی وجلالی انی ما خلقت سماء مبنیة ولا ارضاً مدحیة ولا قمراً

منیرا ولا شمساً مضیئة ولا فلکاً یدور ولا بحراً یجری ولا فلکا یسری الا لاجلکم ومحبتکم وقد اذن لی ان ادخل معکم تحت الکساء فهل تاذن لی انت یا رسول الله ان ادخل معکم فقال قد اذنت لک فدخل جبرئیل معهم تحت الکساء وقال لهم ان الله عز وجل قد اوحی الیکم یقول انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا۔ فقال علی ابن ابی طالب یا رسول الله اخبرنی ما لجلوسنا تحت هذا الکساء عند الله تعالی من الفضل فقال النبی والذی بعثنی بالحق نبیاً واصطفانی بالرسالة نجیاً ما ذکر خبرنا هذا فی محفل من محافل اهل الارض وفیه جمع من شیعتنا ومحبینا الا ونزلت علیهم الرحمة وحفت بهم الملائکة واستغفرت لهم الی ان یتفرقوا فقال علی اذا والله فزنا وفازت شیعتنا ورب الکعبة فقال رسول الله والذی بعثنی بالحق نبیا واصطفانی بالرسالة نجیا ما ذکر خبرنا هذا فی محفل من محافل الارض وفیه جمع من شیعتنا وفیهم مهموم الا وفرج الله همه ولا مغموم الا وکشف الله غمه ولا طالب حاجة الا وقضی الله حاجته فقال علی اذا والله فزنا وسعدنا وکذالک شیعتنا فازوا وسعدوا فی الدنیا والاخرة۔

ترجمہ:- حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے۔ آپؑ فرماتی ہیں کہ ایک دن جناب رسولؐ خدا میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہؑ میں اپنے جسم میں کمزوری محسوس کرتا ہوں

میں نے کہا کہ میں آپؐ کی کمزوری جسم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ چادر یمانی لاکر مجھے اوڑھادو۔ حضرت فاطمہؑ کہتی ہیں۔ میں نے چادر تو انہیں اوڑھادی اور ان کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ یکایک آپ کا چہرہ پورے چاند کی مانند روشن ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اتنے میں میرا بیٹا حسنؑ آگیا اور مجھ سے کہا اے والدہ معظمہ آپ پر سلام ہو۔ میں نے جواب دیا اے نور چشم اور میوۂ دل تم پر بھی سلام ہو۔ حسنؑ نے کہا میں آپ کے پاس نہایت عمدہ خوشبو پاتا ہوں جیسے کہ میرے نانا رسول اللہؐ کی خوشبو ہوتی ہے۔ میں نے کہا تمہارے جدِ بزرگوار چادر کے نیچے ہیں۔ وہ چادر کی طرف گئے اور کہا کہ اے میرے نانا، رسولِ خدا آپ پر سلام ہو۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ اس چادر میں آجاؤں؟ رسول خداؐ نے جواب دیا کہ میں نے اجازت دی اور حسنؑ چادر میں آپ کے ساتھ ہوگئے۔ ذرا ہی سا وقفہ گذرا تھا کہ حسینؑ آگئے۔ اور کہا اے والدہ محترمہ آپ پر سلام ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اے میرے فرزند، میرے نورِ نظر تم پر بھی سلام ہو۔ حسینؑ نے کہا میں آپ کے پاس نہایت عمدہ خوشبو اپنے نانا رسولِ خداؐ کی سی پاتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں تمہارے نانا اور تمہارے بھائی اس چادر میں ہیں۔ حسینؑ بھی اس چادر

کی طرف گئے۔ اور کہا اے نانا! اے رسول اللہؐ جن کو خدا نے مبعوث بر رسالت فرما کر منتخب کیا ہے آپ پر سلام ہو۔ کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ اس چادر میں آجاؤں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔ پس حسینؑ بھی چادر میں اپنے نانا کے ساتھ داخل ہوگئے۔ اتنے میں ابوالحسن علی ابن ابی طالبؑ آئے۔ مجھ کو سلام کیا۔ میں نے جواب سلام دیا۔ ابوالحسنؑ نے بھی یہ ہی کہا کہ میں تمہارے پاس عجیب بوئے خوش اپنے بھائی اور ابن عم رسول اللہؐ کی سی پاتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ آپ کے دونوں فرزندوں کے ساتھ اس چادر میں ہیں۔ پس علیؑ بھی اس چادر کی طرف گئے۔ اور سلام کر کے اندر چادر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے اجازت دی۔ پس علیؑ بھی ان کے ساتھ چادر میں داخل ہوگئے۔ پھر جناب فاطمہؑ چادر کی طرف بڑھیں اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا اے والد گرامی قدر۔ اے اللہ کے رسولؐ کیا آپ مجھے اجازت عطا کرتے ہیں کہ میں آپ سب کے ساتھ اس چادر میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا ہاں اے فاطمہؑ میں نے تم کو اجازت دی۔ پس بی بی پاکؑ بھی اس میں داخل ہوگئیں۔ (بی بی فرماتی ہیں کہ) اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے فرشتو! اے سمٰوٰت کے رہنے والو! میں نے نہیں پیدا کیے بلند آسمان و کشادہ زمین اور

منوّر چاند اور روشن سورج اور نہ گردش کناں آسمان اور نہ موجزن
سمندر اور نہ رواں کشتی لیکن ان پنجتن کی محبّت میں جو اس چادر
کے نیچے ہیں۔ جبرئیل امین نے عرض کیا۔ اے رب! اس چادر کے
نیچے کون ہیں؟ جواب ملا وہ اہلِ بیتِ نبوت و معدنِ رسالت
ہیں۔ وہ فاطمہؑ ان کے باپ ان کے شوہر اور ان کے دونوں بیٹے
ہیں۔ جبرئیل امین نے عرض کی۔ اے رب العلمین کیا تو اجازت
دیتا ہے کہ میں زمین پر جاؤں اور ان میں کا چھٹا ہو جاؤں؟
خدا نے فرمایا میں نے تم کو اجازت دی۔ پس جبرئیل نازل ہوئے
اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ
آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور تحفہ تحیۃ و اکرام ارسال کرتا ہے۔ اور
کہتا ہے کہ مجھے اپنے عزہ و جلال کی قسم ہے کہ میں نے بلند آسمان،
فراخ زمین، ماہِ درخشاں، خورشید تاباں اور گردش کناں آسمان،
بحرِ بیکراں اور رواں کشتی نہیں پیدا کیے لیکن تمہارے واسطے
اور تمہاری محبت کے لیے۔ اور مجھ کو اجازت دی ہے کہ میں آپؐ
کے ساتھ اس چادر میں داخل ہو جاؤں؟ جناب شاہِ لولاکؐ نے
فرمایا کہ میں نے تم کو اجازت دی۔ پس جبرئیل بھی ان کے ساتھ
چادر میں داخل ہو گئے۔ اور کہا کہ اللہ عزّ و جل نے تمہاری طرف
وحی کی ہے کہ بس اللہ کا تو ارادہ ہی یہ ہے کہ اے اہلبیت (نبوت)
تم کو ہر طرح کے رجس سے اس طرح پاک رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے

کا حق ہوتا ہے۔ اس پر علیؑ نے سوال کیا۔ کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے
مطلع فرمائیں کہ کیا ہمارا اس چادر کے نیچے جمع ہونا خدا کے نزدیک
کچھ فضیلت رکھتا ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا کہ قسم ہے اس ذات
کی جس نے مجھ کو مبعوث برسالت فرمایا ہے اور اپنی رسالت کے لئے
مجھے منتخب کیا ہے۔ ہماری یہ خبر زمین پر بسنے والوں کی محفلوں
میں سے کسی محفل میں جس میں ہمارے شیعہ اور حبدار ہوں گے
نہیں بیان کی جائے گی۔ لیکن یہ کہ ان پر رحمت نازل ہو گی۔ اور
ملائکہ ان کے منتشر ہونے تک ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہیں
گے۔ حضرت علیؑ نے کہا ربِ کعبہ کی قسم ہم اور ہمارے شیعہ فائز ہوئے
جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق
کے ساتھ نبی مقرر کیا۔ اور اپنی رسالت کے لئے مجھے منتخب فرمایا
ہماری یہ خبر زمین والوں کی محفلوں میں سے کسی محفل میں جس میں
ہمارے شیعہ ہوں گے نہ بیان کی جائے گی۔ لیکن یہ کہ جو کوئی ان
میں رنجیدہ و فکر مند ہو گا اللہ تعالیٰ اس کا رنج و فکر دور کر کے
اس کے دل کو فرحت و انبساط عطا کرے گا۔ جو غمگین ہو گا اس
کے غم کو زائل کرے گا۔ حاجت مند کی حاجت روائی کرے گا۔
اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا بخدائے لایزال ہم اور ہمارے شیعہ
فائز ہوئے۔ اور ہم کو اور اسی طرح ہمارے دوستوں کو سعادت
حاصل ہوئی دنیا و آخرت میں"

یہ متبرک حدیث اور اس کا ترجمہ ہم نے اس لئے نقل کیا ہے کہ ہم نے ذاتی طور پر آزمایا ہے کہ یہ خبر خیر و برکت ہے۔ اس کی تلاوت بگڑی بنا دیتی ہے۔ اس کے ذریعے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ رحمتِ ربانی اور کرامتِ خداوندی نازل ہوتی ہیں۔ رنج و غم و مصائب سے چھٹکارا ملتا ہے۔ راحت و فرحت نصیب ہوتی ہے۔ اعتبار نہ آئے تو ایمانی خلوص سے آپ بھی کسی کٹھن گھڑی پر اس کی آزمائش کر لیں۔ چنانچہ بہتوں کے بھلے کی خاطر ہم نے یہ بھلا کام کیا ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث سے بہت اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ

ا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پنجتن پاکؑ کا رتبہ اور فضیلت اس معیار پر ہے کہ کوئی بھی مخلوق ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔

ب۔ ان بزرگوں کی عصمت و طہارت جامع و کامل ہے۔

ج۔ آیۂ تطہیر ان ہی حضرات میں منحصر ہے۔

د۔ حضرات خمسہ ہی باعثِ ایجادِ کائنات ہیں۔

ہ۔ ان ہستیوں کے دوست ہی سعادت مند اور فائز المرام ہیں۔

جنس کو جنس پہچانتی ہے

بعض افراد اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں درود شریف کے حکم والی آیت میں صرف نبیؐ کا ذکر ہے۔ لہٰذا آل کو کیوں شامل کیا جائے؟

اس نکتہ کو یہ حدیثِ کساء بڑے دلچسپ طریقے سے حل کرتی ہے۔ آیہ درود میں "یصلون علی نبی" نہیں کہا گیا ہے۔ بلکہ "یصلون علی النبیؐ" فرمایا گیا ہے۔ عربی گرامر سے واقف جانتے ہوں گے کہ الف۔ لام کی کئی اقسام ہیں جن میں ایک الف لام جنس بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ عادیات میں ہے کہ

"اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ" یعنی کیا وہ نہیں جانتا کہ جب قبروں سے مُردے نکالے جائیں گے تو یہاں پر سوال سامنے آتا ہے کہ اگر صرف قبروں ہی سے مردے نکالے جائیں گے تو وہ مُردے جن کو دفن نہیں کیا گیا۔ یعنی جو جلائے گئے یا بہائے گئے یا درندوں چرندوں سے کھائے گئے اور ان کو قبر میسر نہ آئی۔ وہ کیا ہوں گے؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ آیت میں "قبور" کے لفظ کے بجائے "القبور" استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی الف لام جنسی کے استعمال سے یہ مطلب حاصل کیا گیا ہے کہ قبر یا اس کی مثل جہاں اور جس جگہ بھی جسم انسانی مرنے کے بعد پوشیدہ ہو جائے خواہ وہ درندے کا پیٹ ہو۔ یا دریائی جانوروں کا معدہ یا ہوا وغیرہ اللہ تعالیٰ اُسے وہیں سے نکال لے گا۔ چنانچہ اسی طرح آیت صلوٰۃ میں نبیؐ پر الف لام جنسی وارد فرما کر ظاہر کیا ہے کہ نبیؐ اور ان کی جنس پر درود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نبی کی جنس آپ کی آلِ اطہار ہی ہیں۔ کیونکہ جس طرح نبی پر صدقہ حرام ہے اسی طرح آپؐ کی آلؑ پر بھی صدقہ حرام ہے۔ جس طرح نبی معصوم و طاہر ہیں، اسی طرح آپ کی آل بھی مصداق آیۂ تطہیر ہے۔ جس طرح آپؐ کی خلقت نوری ہے اسی طرح آپؐ کی آلِ پاک کی خلقت بھی نوری ہے۔ لہٰذا آپؐ کی جنس سے ہیں۔

پس آپؐ کے ساتھ آپؐ کی آلؑ پر بھی درود پڑھنا واجب ہے۔ اسی لئے حضورؐ نے کبھی ارشاد فرمایا کہ "العلی منی و انا منہ" کبھی کہا " الفاطمہ بضعتہ منی" کبھی ارشاد ہوا "الحسن منی و انا منہ" اکثر فرمایا کہ "الحسین منی و انا من الحسین"

مگر حدیثِ کساء کے بیان میں پنجتن پاکؑ کا ہم جنس ہونا عملاً ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام حسن علیہ السلام جو ظاہری طور پر بچے ہیں۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اپنی جنس کی خوشبو پاتے ہیں اور اپنی والدہ سے دریافت فرماتے ہیں کہ "میں ایسی خوشگوار بُو محسوس کر رہا ہوں کہ جیسی میرے نانا حضورؐ کی ہو۔" اسی طرح امام حسینؑ بھی یہ خوشبو سونگھ کر اپنے نانا کی گھر پر موجودگی کا احساس فرماتے ہیں اور بعینہٖ ان کے والد جناب امیر علیہ السلام بھی اس مسحور کن خوشبو ہی سے حضورؐ کی تشریف آوری محسوس فرماتے ہیں۔

اس کے برعکس آپ نے سورۂ تحریم کی آیت میں یہ تفسیر ملاحظہ فرمائی کہ ازواج نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خوشبو محسوس نہ کی بلکہ بدبوئے مغافیر کا اتہام باندھا۔ اگر ان کی جنس ایک ہوتی تو یہ واقعات رونما نہ ہوتے۔ پس اہلِ بیتؑ و ازواج میں جنس کا یہ بُعد بھی ایک باعث فرق ہے۔ کہ اہلِ بیتؑ کو خوشبوئے رسالت خوشگوار محسوس ہوتی ہے اور ازواج کی قوت شامہ اس خوشبو خاص کا ادراک کرنے سے معذور ہے بلکہ ان کو شہدِ عمدہ بھی مغافیر محسوس ہوا ہے۔

مرکز اہلبیتؑ اس حدیث پر غور کرنے سے یہ حقیقت بھی واضح

ہو جاتی ہے کہ اہلبیتِ حقیقی کا مرکز سیّدہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ جیسا کہ خدا نے خود اہلِ بیتِ نبوّت اور معدنِ رسالت کا تعارف حضرت جبرئیلِ امین سے کرایا۔ اور ان کے دریافت کرنے پر فرمایا۔

" وہ فاطمہؑ، ان کے باپؐ، ان کے شوہرؑ اور ان کے فرزندانؑ ہیں"

یعنی یہاں خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ " وہ محمدؐ ہیں ان کی بیٹی ہے ان کے داماد ہیں اور اُن کے نواسے ہیں" بلکہ نسبت تعارفی بی بی پاکؑ کو قرار دیا ہے۔ پھر حدیث میں غایت خلقتِ کائنات ۵ ہستیوں ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ اور جبرئیل نے خصوصاً التماس کی ہے کہ میں ان میں کا چھٹا ہو جاؤں۔ یہاں پر اہتمام خاص یہ ہے کہ جبرئیل اللہ تعالیٰ سے اس اجتماع میں شرکت کی اجازت کے باوجود اذنِ پیغمبرؐ حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور بلا اجازت چادر میں داخل نہیں ہوتے۔ حالانکہ اکثر وحی لاتے وقت جبرئیل کا حضورؐ سے اجازت لینا کتب میں نایاب ہے۔ امین فرشتے کا داخلہ کے لئے اجازت لینا سیّدہ طاہرہ کی فضیلتِ اعلیٰ کو ظاہر کرتا ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ " وقال لھم ان اللہ عزوجل قد اوحی الیکم یقول انما یرید اللہ لیذھب۔ ۔ ۔ ۔" جو جبرئیلؑ نے چادر میں داخل ہو کر کہے قابلِ غور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ " اور ان سے کہا کہ اللہ عزوجل نے تم پر وحی کی ہے کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم۔ یعنی "لھم" اور "الیکم" ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چادر کے اندر موجود پانچوں کو "اہلبیتِ طہارت" قرار دیا ہے۔ اور حاضر جمع کے

صیغے میں کلام کیا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اس حدیث کی راویہ حضرت فاطمۃ البتول ہیں۔ جو بظاہر اپنے گھر میں موجود ہیں اور چادرِ تطہیر میں داخل ہو گئی ہیں۔ لیکن جیسے ہی یہ پانچوں حضرات چادرِ یمانی میں اکھٹے ہوتے ہیں۔ اللہ عرش پر ملائکہ اور سکانِ سموات سے خطاب کرتا ہے کہ میں نے یہ کائنات پنجتن پاک کی محبت میں خلق کی ہے۔ اور جبرئیلؑ ان پانچوں کا تعارف حاصل کرنے کا سوال بارگاہِ الٰہی میں کرتے ہیں۔ جواب پاتے ہیں اور نیچے چادر تک آتے ہیں۔

خبر کا یہ حصہ ذہن میں سوال پیدا کرتا ہے کہ راویہ تو فرش پر ہے اور خبر عرش کی ہے۔ انہوں نے کس طرح معلوم کیا؟ تو یہ بیان دراصل سیّدہ کے علم وہبی کی دلیل ہے جو عصمت و طہارت کا خاصہ ہوتا ہے۔ جبکہ غیر اہل بیت طہارت ازواج کے بارے میں آپ نے سورۂ تحریم کی آیات کے بیان میں معلوم کیا کہ جب نبی کا راز نبی کی بیوی نے فاش کر دیا اور حضورؐ کو یہ وعدہ خلافی معلوم ہوئی تو پوچھا گیا کہ آپ کو کس نے بتا دیا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ نے۔ چونکہ جنس پرائی تھی حقیقی معرفت نہ ہو پائی۔ پس اہل بیتؑ و ازواج میں یہ بھی بہت بڑا فرق ہے کہ اہلِ بیتِ حقیقی عرش و فرش کی باتوں سے واقف ہوا کرتے ہیں۔ جبکہ ازواج عرش تو دُور ہے فرش کی باتوں سے بھی بے خبر رہیں۔

پس یہ عظیم الشان حدیث جو فریقین کے ہاں مستند حوالوں سے مسلّمہ ہے اور اس کے راویوں میں خود ازواج بھی شامل ہیں۔

دلیل ہے کہ اہلِ بیت اطہارؑ اور ازواج میں فرق ہے۔

تلک عشرۃ کاملہ

مُنہ مانگا انعام پایئے

المختصر ہم نے دس اثبات پیش کیے کہ جن سے حقیقی اہل بیتؑ اطہار اور ازواج میں فرق ظاہر کیا گیا۔ اب ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں صرف ایک گذارش کرتے ہیں۔

جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ حقیقی اہل بیت رسولؐ اُن کی ازواج ہیں۔ وہ کتب صحاح ستّہ میں کوئی ایک حدیثِ نبویؐ ایسی تلاش کر کے پیش کر دے جس کی راویہ کوئی اُم المسلمین ہوں اور اس میں لکھا ہو کہ

"میری ازواج اہلبیتِ طہارت ہیں اور آیۂ تطہیر ازواج النبیؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے"۔

اگر کوئی ایسا قول مل جائے تو اسناد کے ساتھ مع مکمل حوالہ سامنے لا کر منہ مانگا انعام حاصل کیجیے۔

بصورت دیگر مدعی سُست گواہ چست والا معاملہ ہوگا۔ خواہ مخواہ من گھڑت مسائل میں اُلجھا کر عوام الناس کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ ازواج کو اُن کے مرتبے پر رکھیں اور اہلبیتؑ کے مراتب پر غاصبانہ حملے کر کے رسولِ مقبولؐ کو روحانی اذیت نہ دیں۔

ایک شبہ اور اُس کا ازالہ

کچھ عرصہ قبل جھنگ کے ایک کرم فرما جناب سید طاہر حسین نقوی نے احقر سے خط و کتابت کا سلسلہ پیدا فرمایا۔ آپ نے حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب علیہما السلام کی عصمت پر قلم اُٹھایا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ جناب ابوطالب معصوم ہیں۔ احقر نے عقائد و کلام سے سطحی طور پر اپنے معروضات ان کی خدمت میں روانہ کئے۔ اور وعدہ کیا کہ ہم اس موضوع کو اپنی زیرِ نظر کتاب میں تفصیل سے پیش کریں گے۔ لیکن طاہر المکی صاحب کی کتاب میں حضرت اُمِّ ہانی کے قصّہ نکاح کے تذکرہ سے ہمارا ارادہ بدل گیا ہے۔ ہم ایمانِ ابوطالبؑ اور ایثارِ ابوطالبؑ کے جملہ پہلوؤں پر گفتگو کر کے محسنِ رسولؐ اسلام کے کارہائے نمایاں کو اپنی اس جوابی کتاب میں ہدیۂ قارئین کریں گے۔ تاہم طاہر حسین صاحب موصوف کی تشفی کے لئے اپنے خیالات کا اعادہ کرتے ہیں کہ وہ "عصمت و طہارت" جو آیتِ تطہیر میں مطلوب ہے، نصّی اعتبار سے جناب ابوطالبؑ کو حاصل نہیں ہے۔ تاہم محفوظ عن الخطا ہونا اور مجازاً معصوم ہونا میرے نزدیک آپؑ کے لئے جائز ہے۔

اسوۂ حسنہ، نمونۂ عمل

اہلِ مذاہب اور لامذہب حکمائے اخلاقیات کے نزدیک "عمل" ہی انسانی زندگی کا ماحصل قرار پاتا ہے۔ دورِ جدید میں بھی تعلیم و تربیت کا اصل مقصد کیریکٹر سمجھا جاتا ہے۔ صحیح عمل کیا ہے اس بحث پر بے شمار

مباحثے ہوتے رہتے ہیں۔ مذہبی دنیا میں عمل کی تعبیر صراطِ مستقیم پر چلنا ہے۔ صراطِ مستقیم کا ملخص فلسفہ یہ ہے کہ ایسا طریقۂ عمل جس سے کسی دوسرے پر ظلم نہ ہو۔ اسلام میں ظلم کی بہت مذمت کی گئی ہے۔ ظالم کو ملعون کہا گیا ہے۔ حتیٰ کہ شرک کو ظلمِ عظیم کہا گیا ہے۔ ظلم کیا ہے۔ عام مفہوم یوں سمجھ لیں مال و دولت، حکومت و اقتدار، عزت و عظمت، طاقت و اختیار میں جو حق جس کا ہے وہ اس کو نہ دیا جائے۔ یہی ظلم ہے۔ یا یہ کہ کسی چیز کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دینا اور کسی شئے کو ایسی جگہ پر رکھ دینا جو اس کے لئے موزوں نہ ہو۔ پس ہدایت کے لئے نمونۂ عمل اور اتباع کے لئے اسوۂ حسنہ وہی حضرات ہو سکتے ہیں جن کی سوانح حیات میں ظلم کا تذکرہ نہ ملے۔ اور مسلمانوں کی تاریخ میں حقیقی اہلبیتِ رسولؐ علیہم السلام کے افراد کے سوا کوئی ایک بھی ایسا نمونہ نہ مل سکے گا جس کی پوری زندگی ظلم سے بَری ہو۔ پس چونکہ اہلِ بیتِ نبوت اور معدنِ رسالت ہم جنسِ پیغمبرؐ ہیں۔ معصوم ہیں، مظلوم ہیں۔ خاطی و ظالم نہیں ہیں۔ لہٰذا دنیا کے لئے بہترین نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ ان ہی کی ذواتِ طاہرہ ہیں۔ طاہر المکی صاحب نے جن خواتین کی پیروی کرنے کی دعوت دی ہے اور جنہیں اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے۔ اُن کی زندگیوں میں وہ نقوش بہت مدھم ہیں جو کہ صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

جس بی بی کو طاہر المکی نے خصوصی طور پہ نمونہ پیش کیا ہے خود اُن بی بی کی روایت سے ایسی لغو اور مزخرف روایات کتب صحاح میں لکھی گئی ہیں جو شریعتِ اسلام کے خلاف اور اہلبیت کے دامنِ طہارت سے کوسوں دور ہیں۔ اور ان بیہودہ واقعات کو دیکھ کر

کسی دل میں اس بی بی کی عظمت کا قائم رہنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ہم ان مکروہ باتوں کو دہرانا پسند نہیں کرتے ہیں۔ ناچ و رنگ و گیت و سنگیت کے شوق، قصے کہانیوں سے دلچسپی، توہم پرستی، بچپنا وغیرہ تو ہے ایک طرف ہماری ثقافت میں عورت کے لیے امورِ خانہ داری پر دسترس رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور ان امور میں کھانا پکانے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ کھانا اچھا نہ پکانے والی عورت کو پھوہڑ سمجھا جاتا ہے چنانچہ سنن ابوداؤد کے باب من افسد میں روایت ہے کہ بی بی عائشہ دیگر بیبیوں کے مقابلہ میں کھانا اچھا نہیں پکا سکتی تھیں۔ اسی طرح لگائی بجھائی کی عادت مذموم سمجھی جاتی ہے لیکن حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ بی بی صاحبہ میں یہ عادت اس حد تک تھی کہ ماں اور باپ میں کٹ پھٹ کروانے سے دریغ نہ تھا۔ لہٰذا اس حرکت پر اپنی والدہ ام رومان سے پٹائی ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ لاتعداد اخلاق سوز واہی تباہی ....

پس جس طرح کا کردار و کیریکٹر طاہر الملکی کی مزعومہ اہل بیت کا کتابوں سے ماخوذ ہوتا ہے اگر ان کا اتباع کیا جائے تو مغرب کی اخلاقی بے راہ روی شرم سے منہ چھپا لینے پر مجبور ہو جائے۔

ہمارے لئے کامل نمونۂ ہدایت وہی گروہ ہو گا جس کے لئے رسولؐ نے ضمانت دی کہ یہ قرآن سے جدا نہ ہو گا تاوقتیکہ دونوں اکٹھے حوضِ کوثر پر مجھ سے نہ ملیں۔ اور اگر ان سے تمسک رکھا جائے گا تو کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا کہ:۔

"میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اپنے اہل بیت۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے

الگ نہ ہوں گے حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔ اگر تم ان کی پیروی کرو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے میرے بعد۔"

پس حقیقی نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ حقیقی اہل بیت، عترتِ رسولؐ آلِ محمد علیہم السلام ہیں۔ جن میں شامل حضرت علی علیہ السلام کی پرورش و تربیت آغوشِ رسالت مآبؐ میں ہوئی۔ سیدہ طاہرہ فاطمہ زہراؑ کی پرورش سید المرسلینؐ کے سایۂ رحمت میں ہوئی، حسنؑ و حسینؑ اپنے نانا کی گود میں پروان چڑھے۔

یارو غضب ہے یا اندھیر! یاروں کو صرف صحبت کا فیض اصحابی کالنجوم بنا دے اور پیاروں کو حقیقی تربیت و ربوبیت بھی فائدہ نہ دے! ــــ ہم تو سمجھتے ہیں کہ رسولؐ عالمین نے عالمین کے لئے دو سانچے تربیت و ہدایت کے بحکمِ خدا اپنے ہاتھوں سے تیار کیے۔ نوعِ اذکار کے لئے علیؑ مرتضیٰ اور عورتوں کے لئے فاطمہ زہراؑ۔ ان دونوں نے مل کر بحکمِ خدا برضائے رسولؐ خدا دو سانچے حسنؑ و حسینؑ کی شکل میں تیار کیے۔ جب یہ چار نمونے ہر لحاظ سے موزوں اور ہر نقص سے پاک پائے گا تو پانچوں کو یکجا کر کے رب العالمین نے اعلان کیا کہ:۔

"بس اللہ کا تو ارادہ ہی یہ ہے کہ اے اہلِ بیت (نبوت) تم کو رجس (ہر قسم کے عیب، نقص، برائی، نجاست باطنی، پلیدگی، آلودگی مجی وغیرہ) سے اس طرح پاک (محفوظ) رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے۔"

پس صحیح نمونۂ عمل اور حقیقی قابلِ اتباع اسوۂ حسنہ وہی ذات ہے

جو رجس سے پاک ہو۔ واضح رہے کہ آیت تطہیر میں صیغہ مضارع میں کلام ہے جو حال و مستقبل دونوں پر یکساں حاوی ہوتا ہے۔ اگر بیویاں اہلِ بیت ہوتیں تو صیغہ ماضی آتا مضارع مقتضی ہے کہ اہل بیت کا سلسلہ طہارت جاری رہے۔ اور آج بھی اس خاصانِ خاص گروہ کا فرد موجود ہے۔

پس ہم بارگاہِ قاضی الحاجات میں دستِ دعا بلند کر کے ملتجی ہیں کہ اے ربِ العزت! ہم سب کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیتِ اطہار کی خالص محبت اور حقیقی مودت ایسی عطا کر جیسے تو پسند کرتا ہے۔

ان شموسِ ہدایت کی پیروی و اتباع کرنے کی توفیق بخش۔ ان کا پیغام نشر کرنے کی استطاعت دے۔ اور روزِ حشر ان کی شفاعت کا سایہ عاطفت نصیب کر۔ (آمین)

شکراً للہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

رب صل علیٰ محمد و آلہ

والسلام علیکم

التماس سورۃ الفاتحہ

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی

سید ابوزر شہرت بلگرامی ابن سید رضوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی

سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی

سیدہ امّ حبیبہ بیگم

حاجی شیخ علیم الدین

شمشاد علی شیخ

مسیح الدین خان

فاطمہ خاتون

شمس الدین خان

یا صاحب الزمانؑ ادرکنی

خدمتگارانِ مکتبِ اہلبیت (ع)

سید حسن علی نقوی

حسّان ضیاء خان

سعد شمیم

حافظ محمد علی جعفری